فرہنگِ غالب

یعنی

فارسی، عربی، ترکی، سنسکرت، ہندی اور اُردو
لغات کی تحقیق و تشریح، میرزا غالب
کے اپنے الفاظ میں،

مرتبۂ

امتیاز علی خاں عرشی

ناظم کتاب خانۂ رامپور

بارِ اول

۱۹۴۷ء

جملہ حقوق محفوظ

بحضورِ کسی کہ ذوقِ مرا
آفرین گفت و شادمانم کرد

مولف

مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ایرانی آج تک ہندیوں کی خدمتِ زبانِ فارسی کا بقدرِ بایست شکریہ ادا نہیں کرتے، حالانکہ مسعودِ سعدِ سلمانِ لاہوری، حضرت امیر خسرو ترک اللہ دہلوی، میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی، میرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی، مولانا عبدالجبار خاں آصفی رامپوری اور علامہ اقبال مرحوم وغیرہ کی شاعرانہ نکتہ سنجیوں سے قطعِ نظر کرلی جائے، تو بھی خالص لسانیاتی کام جس کیفیت و کمیت کا ہندوستانی علمانے انجام دیا ہے، ایران کے اہلِ زبان اُس کا عشرِ عشیر بھی نہ کرسکے۔

قواعدِ فارسی | فارسی زبان کی صرف و نحو، معانی و بیان و بدیع اور عروض و قوافی پر ہندوستان میں جو کتابیں تالیف ہوئیں، اُن میں سے چند کے نام یہ ہیں[1]:-

---

۱- یہ سب کتابیں کتاب خانۂ عالیہ رامپور میں محفوظ ہیں۔

۱- بدایع البیان، ملک العلما قاضی شہاب الدین، دولت آبادی، متوفی ۸۴۹ھ = ۱۴۴۵ء -

۲- مجمع الصنائع، نظام الدین احمد صدیقی، صاحبِ کرامات الاولیا، مصنفہ ۱۰۶۰ھ = ۱۶۵۰ء

۳- رسالۂ قوانین، میر عبدالواسع ہانسوی، معاصرِ شہنشاہِ عالمگیر-

۴- ضوابطِ عظیم، محمد عظیم قریشی اٹاوی، مصنفہ ۱۱۳۸ھ = ۱۷۲۵ء

۵- منار الضوابط، عبد الباسط بن محمد صالح امیٹھوی مصنفہ ۱۱۳۸ھ تقریباً = ۱۷۲۵ء

۶- موہبتِ عظمیٰ، وعطیۂ کبری، علامہ سراج الدین علی خان آرزو اکبرآبادی، متوفی ۱۱۶۹ھ = ۱۷۵۶ء -

۷- جواہر الحروف، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۲ھ تقریباً = ۱۷۳۹ء-

۸- حدایق البلاغۃ، میر شمس الدین فقیر دہلوی، مصنفہ ۱۱۶۸ھ = ۱۷۵۵ء -

۹- تکملۃ الفارسی، ملک العلمای فارسی قطب علی

عرف نتھن بریلوی، مصنفہ ۱۱۷۵ھ = ۱۷۶۱ء۔

۱۰- بحر البحرین، نظام شاہجہانپوری، مصنفہ ۱۱۸۸ھ = ۱۷۷۴ء۔

۱۱- بحر الفوائد، روشن علی انصاری جونپوری، متوفی ۱۲۲۵ھ تقریباً = ۱۸۱۰ء۔

۱۲- شجرۃ الامانی، محمد حسن قتیل فرید آبادی، مصنفہ ۱۲۰۶ھ = ۱۷۹۱ء۔

۱۳- منتخب النحو، سید منیر حسین بلگرامی، مصنفہ ۱۲۱۴ھ = ۱۷۹۹ء

۱۴- مقدمۂ جواہر الکلام، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ رامپوری متوفی ۱۲۳۹ھ = ۱۸۲۳ء

۱۵- آمد نامہ، خلیفہ غیاث الدین عزت رامپوری، متوفی ۱۲۶۸ھ = ۱۸۵۲ء۔

۱۶- گلبن اکبر، مولوی محمد عثمان خاں بہادر قیس مدار المہام ریاست رامپور، مصنفہ ۱۲۶۶ھ = ۱۸۵۰ء۔

۱۷- نہج الادب، مصنفہ مولوی نجم الغنی خاں مرحوم رامپوری، متوفی ۱۹۳۲ء۔

ہندوستانیوں کی سیکڑوں کتابوں میں سے یہ گنتی کے نام بھی اثباتِ مدعا کے لیے کافی ہیں، کیونکہ یہ کتابیں

ایرانیوں کے لیے بھی سنگِ میل کا کام دیتی رہی ہیں بالخصوص آخری کتاب کی تصنیف پر، جو قواعدِ زبانِ فارسی کی انسائیکلو پیڈیا ہے، وزارتِ معارفِ ایران نے مولف کو تمغا عطا کیا تھا۔

لغاتِ فارسی لغاتِ فارسی کے متعلق بھی صورتِ حال یہی ہے۔ اگر لغتِ فرسِ اسدی طوسی، مجمع الفرسِ سروری کاشانی، اور ایسی ہی ایک دو اور کتابوں کو الگ کرکے دیکھا جائے، تو سارے عالم میں فارسی الفاظ کی تحقیق و تشریح کا دار و مدار اُنھیں مولفات پر نظر آئے گا، جو یا تو ہندیوں نے لکھی ہیں، یا ہندوستانی سلاطین و امرا کی فرمایش پر لکھی گئی ہیں۔ ایرانیوں کے پاس لے دے کر ایک فرہنگِ انجمن آرای ناصری ہے، جو یکسر اُنھیں ہندیوں کی تصنیفات کی رہینِ منت ہے۔

ہندوستان میں فارسی لغات پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، اُن کا احصا طول فرصت چاہتا ہے یہاں صرف اُن چند تالیفات کے نام لکھے جاتے ہیں، جو یا چھپ چکی ہیں، یا کتاب خانۂ عالیۂ رامپور اور دوسرے

مشہور کتاب خانوں میں محفوظ ہیں۔

۱۔ دستورالافاضل[1]، حاجت خیرات دہلوی۔ مصنفہ ۷۴۳ھ = ۱۳۴۲ء۔

۲۔ بحرالفضائل[2]، محمود بن قوام البلخی الکرئی، مصنفہ ۷۹۵ھ تقریباً = ۱۳۹۳ء۔

۳۔ اداة الفضلا[3]، قاضی بدر محمد دہلوی، مصنفہ بعد ۸۱۲ھ = ۱۴۰۹ء۔

۴۔ مفتاح الفضلا[4]، محمد بن داود شادیابادی مصنفہ ۸۷۳ھ = ۱۴۶۸ء۔

۵۔ شرف نامۂ منیری، ابراہیم قوام فاروقی، مصنفہ قبل ۸۷۹ھ = ۱۴۷۴ء

۱۔ فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۱، ۳ –

۲۔ فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، نمبر ۱۲ ۲۵ و ۲۹۶۶ و فہرست کتابخانۂ آصفیہ، و کتابخانۂ رامپور فن لغت فارسی نمبر ۶۔

۳۔ فہرست کتاب خانۂ باڈلین، نمبر ۱۶۱۷، و برٹش میوزیم: ۲، ۴۹۱۔

۴۔ فہرست برٹش میوزیم، ضمیمہ: ۱۱۷ –

۶- مجمل العجم[1]، عاصم شعیب عبدوسی، مصنفہ ۸۹۹ھ = ۱۴۹۴ء

۷- تحفۃ السعادہ، محمود بن شیخ ضیاء الدین محمد دہلوی، مصنفہ ۹۱۶ھ = ۱۵۱۰ء

۸- موید الفضلا، شیخ محمد خضری بن شیخ لاڈ دہلوی مصنفہ ۹۲۵ھ = ۱۵۱۹ء

۹- کشف اللغات[2]، شیخ عبد الرحیم بن احمد سور بہاری شاگرد شیخ محمد بن لاڈ دہلوی، مصنفہ ۹۵۰ھ تقریباً = ۱۵۴۳ء

۱۰- فرہنگ شیر خانی، شیر خاں سور، مصنفہ ۹۵۵ھ = ۱۵۴۸ء۔

۱۱- حل لغات الشعر، عبد اللطیف بن سید کمال الدین مشہور بہ یمین، مصنفہ ۹۹۱ھ = ۱۵۸۳ء

۱۲- انیس الشعرا، عبد الکریم کریمی بن قاضی راجن ہمیرپوری، مصنفہ ۹۹۸ھ = ۱۵۹۰ء۔

۱۳- مدار الافاضل، ملا الٰہ داد فیضی بن علی شیر

۱- فہرست برٹش میوزیم: ۲، ۴۹۳۲۔

۲- فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۴۶۵۔

سرہندی، مصنفۂ سنہ ۱۰۰۱ھ = ۱۵۹۳ء

۱۴- فرہنگ جہانگیری، عضدالدولہ میر جمال الدین حسین انجوی شیرازی، مصنفۂ سنہ ۱۰۱۷ھ = ۱۶۰۸ء

۱۵- دُرِّ درّی[1]، تصنیف علی یوسفی شروانی برای شاہزادہ خسرو بن جہانگیر شاہ بادشاہِ ہندوستان، مصنفۂ سنہ ۱۰۱۸ھ = ۱۶۰۹ء۔

۱۶- مجمع اللغاتِ خانی[2]، نعمت اللہ حسینی شیرازی، مصنفۂ سنہ ۱۰۵۳ھ = ۱۶۴۳ء۔

۱۷- برہانِ قاطع، تصنیفِ محمد حسین برہان تبریزی، مصنفۂ سنہ ۱۰۶۲ھ = ۱۶۵۱ء

۱۸- فرہنگِ رشیدی، ملا عبدالرشید حسنی ٹھٹھوی، مصنفۂ سنہ ۱۰۷۷ھ = ۱۶۶۶ء

۱۹- فرہنگِ حسینی، حسین بن احمد، معاصر شہنشاہِ عالمگیر۔

۱۔ فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۶

۲۔ فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۷۔

۲۰- اشہر اللغات[۱]، غلام اللہ بیکن ہانسوی، مصنفہ ۱۰۸۲ھ = ۱۶۷۱ء-

۲۱- فرہنگِ جمیلی[۲]، عبدالجلیل بن محمد جمیل بدخشی دہلوی مصنفہ ۱۱۳۴ھ = ۱۷۲۲ء

۲۲- سراج اللغۃ، سراج الدین علی خاں آرزو اکبرآبادی مصنفہ ۱۱۴۷ھ = ۱۷۳۴ء-

۲۳- چراغِ ہدایت، خانِ آرزو مذکور-

۲۴- مصطلحاتِ شعرا، سیالکوٹی مل وارستہ لاہوری، مصنفہ ۱۱۵۰ھ = ۱۷۳۸ء

۲۵- بہارِ عجم، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۶ھ = ۱۷۴۳ء

۲۶- نوادر المصادر[۳]، بہارِ مذکور-

۲۷- مرآۃ الاصطلاح[۴]، آنند رام مخلص مصنفہ ۱۱۵۸ھ = ۱۷۴۵ء-

۱- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۹ و فہرست کتابخانۂ بانکے پور، پٹنہ، ۲۰۵

۲- فہرست کتاب خانۂ باڈلین نمبر ۱۷۵۵-

۳- فہرست کتابخانۂ بانکے پور، پٹنہ، نمبر ۸۱۱-

۴- اس کا ایک معمولی نسخہ کتاب خانۂ رامپور میں اور دوسرا بانکے پور پٹنہ میں اور تیسرا خود مصنف کا نوشتہ نہایت خوشخط عالی جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب، ایم، اے، پی، ایچ ڈی، پروفیسر سینٹ اسٹیفنس کالج، دہلی، کے پاس ہے-

۲۸۔ عینِ عطا[۱]، عطاء اللہ دانشور خاں ندرت تخلص، مصنفہ ۱۱۶۲ھ = ۱۷۴۹ء۔

۲۹۔ فرہنگِ خانی[۲]، شیخ خان محمد صدیقی ہرہر پوری، مصنفہ ۱۱۷۴ھ = ۱۷۶۰ء۔

۳۰۔ مدینۃ الاصطلاح[۳]، نجم الدین علی بن محمد مراد حسینی دربھنگوی، مصنفہ ۱۱۹۱ھ = ۱۷۷۷ء

۳۱۔ رقیمۃ الاصطلاح[۴]، یار علی راقم بہاری حاجی پوری، مصنفہ ۱۲۰۲ھ = ۱۷۸۷ء

۳۲۔ مفتاح الخزائن، لالہ جیرام کھتری دہلوی، مصنفہ ۱۲۲۸ھ = ۱۸۱۳ء

۳۳۔ مرآۃ الاصطلاحات، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ رامپوری، مصنفہ ۱۲۳۴ھ = ۱۸۱۹ء

۳۴۔ غیاث اللغات، خلیفہ غیاث الدین عزت

۱۔ فہرست کتاب خانہ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۵۱۵

۲۔ فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۷

۳۔ فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال: ۱۸۱ ۔

۴۔ فہرست کتاب خانہ شاہی برلین، جرمنی، نمبر ۱۷۴۔

رامپوری، مصنفہ ۱۲۴۲ھ = ۱۸۲۶ء

۳۵۔ لغات اختر، قاضی محمد صادق خاں اختر متوفی ۱۲۷۳ھ = ۱۸۵۴ء

۳۶۔ بحرِ عجم[1]، محمد حسین قادری راقم تخلص، مصنفہ ۱۲۷۲ھ = ۱۸۵۵ء

۳۷۔ معیارِ الاغلاط، منشی امیر احمد امیر مینائی، مصنفہ ۱۲۸۱ھ = ۱۸۶۴ء۔

۳۸۔ فرہنگِ انندراج، منشی محمد بادشاہ وجے نگری مصنفہ ۱۳۰۶ھ = ۱۸۸۸ء۔

ان کتابوں کے مرتب کرنے والوں نے اپنی عزیز عمر الفاظ کی تحقیق و تلاش میں صرف کی۔ لغت کی پچھلی کتابوں کے علاوہ، نظم و نثر کی کتابوں کے ہزارہا صفحات کی ورق گردانی کر کے الفاظ و محاورات کا ذخیرہ جمع کیا، اور ایک ایک لفظ کے تلفظ اور معنی اور ہر ہر محاورے کی حقیقت اور محلِ استعمال کا کھوج لگا کر آنیوالی نسلوں کے لیے عظیم الشان ذخیرہ چھوڑ گئے۔

۱۔ فہرست کتاب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۸

یہ حقیقت ہے کہ تحقیق کے اعتبار سے یہ سب لغوی ہمرتبہ نہیں ہیں، گو فارسی زبان سے علاقہ رکھنے والوں کے شکریے کا استحقاق سب کو ہے۔ اہلِ علم کی رائے میں جن فارسی لغت نویسوں کو محققین میں شمار کیا جانا چاہیے، اُن میں تقدمِ زمانی کے لحاظ سے پہلا شخص عبدالرشید صاحبِ فرہنگِ رشیدی ہے۔ ان کے بعد خانِ آرزو اکبرآبادی کا درجہ ہے۔ یہ فارسی کے بڑے نکتہ رس اور دقیقہ سنج شاعر اور نقاد تھے۔ سب سے پہلے انھوں نے فارسی و سنسکرت کے لسانی توافق کا نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان کی نوادر الالفاظ، اردو زبان کے لغات کی اور سراج اللغہ اور چراغِ ہدایت، فارسی الفاظ کی تحقیق و تشریح میں تمام دوسری کتابوں سے بلند پایہ ہیں۔

محمد حسین تبریزی کی برہانِ قاطع اپنی جامعیت کی بدولت فارسی محفل میں بارِ عام حاصل کر چکی تھی۔ انھوں نے سراج اللغہ میں اُس کی تمام مہمل نگاریوں کو آجاگر کر کے رکھ دیا ہے، اور سروری، جہانگیری اور رشیدی کی

غلط فہمیوں پر بھی روشنی ڈالتے چلے گئے ہیں۔ اپنی بلندیٔ تحقیق، ندرتِ ترتیب، اور جامعیتِ الفاظ کی وجہ سے یہ کتاب بالیقین اس قابل ہے کہ چھاپ کر شائع کی جائے۔ فہل من سامع؟

آرزو کے بعد ٹیک چند بہار کا نمبر ہے، جس کی بہارِ عجم محاورات کا عظیم الشان مجموعہ ہے، اور ایشیا اور یورپ دونوں جگہ معتبر و مستند تسلیم کی جاتی ہے۔

بہار کے بعد خود آرزو کے وطن اکبرآباد میں ایک فارسی کا دلدادہ پیدا ہوا، جو میرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی کہلاتا، اور فارسی و اردو کا بہت بڑا شاعر مانا جاتا ہے۔ غالب کو فارسی کا ذوق فطرت سے ودیعت ہوا تھا۔ کثرتِ مطالعہ اور دقتِ نظر نے اُن کی لسانیاتی دقیقہ سنجی اور ادبی نکتہ رسی کو اور زیادہ روشن کر دیا تھا۔

غالب نے اپنے اوقاتِ فرصت کو برہانِ قاطع کی تصحیح میں صرف کر کے ۱۲۷۶ھ میں قاطعِ برہان کے نام سے جو چھوٹا سا رسالہ شائع کیا ہے، وہ مذکورۂ بالا دعوے کا زبردست ثبوت ہے۔ انیسویں صدی کے پُرجمود اور

تقلیدی ہندوستان میں آزاد لغوی نقد و تبصرہ کا پہلا قدم تھا۔ اس کے ذریعے بہت سے دھکے سامنے آئے تھے، جن سے ہمارے بزرگوں کے کان اور آنکھیں قلتِ مطالعہ کے باعث ناآشنا تھیں۔

غالب سے اس سلسلے میں غلطی یہ ہو گئی کہ اُنھوں نے بیان متانت و تہذیب سے گرا ہوا اختیار کیا۔ ہندوستانی ادیب اسے برداشت نہ کر سکے، اور ملک کے گوشے گوشے سے اُن کے خلاف ترکی بہ ترکی نہیں، ترکی بہ پشتو کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ غالب اور اُن کے دوستوں نے ضد میں برہانِ قاطع کے ساتھ انجمن، رشید، وارستہ بہار، قتیل اور ملا غیاث الدین کو بھی بے نقط سنانا شروع کر دیں۔ اس صورتِ حال نے لوگوں کو اُن کی درست باتوں کے تسلیم کرنے سے بھی باز رکھا، اور نتیجے میں وہ تمام تحقیقات، جس کی توثیق فرہنگِ انجمن آرائے ناصری نے بھی کی ہے، مخالفت کی گرد میں دب کر رہ گئی۔

غالباً بعض پارسی علما کی صحبت اور اُن کی تصنیفات

کے مطالعے نے غالب میں قدیم فارسی الفاظ کے استعمال کا شوق پیدا کر دیا تھا۔ یہ لفظ عام طور پر ہندی فارسی دانوں کے لیے اجنبی تھے۔ ضخیم لغت کی کتابوں کی ورق گردانی سے بچانے کے لیے اپنی کتابوں کے حاشیوں پر فارسی یا اردو مترادفات پیش کر کے غالب نے اُن سب کو حل کیا تھا۔ پنج آہنگ میں اس قسم کے مستعمل لفظوں کی تشریح کتاب ہی کے ایک باب میں درج کر دی گئی تھی۔ بہت سے لفظ دوستوں کے سوال کرنے پر اردو مراسلت میں زیرِ بحث آئے تھے۔ اُن لفظوں کی بھی خاصی تعداد تھی، جنھیں غالب نے قادر نامے میں نظم کیا تھا۔

۱۹۶۳ء کے آخر میں مجھے خیال ہوا کہ اگر قاطعِ برہان وغیرہ کے صرف تحقیق و تشریحِ الفاظ سے متعلق حصے غالب کی دوسری کتابوں کے حلِ لغات کے ساتھ ایک کتاب میں حروفِ تہجی پر مرتب کر دیے جائیں، تو اُن کی برسوں کی محنت اکارت ہونے سے بچ جائے گی، ورنہ کسے فرصت کہ قاطعِ برہان وغیرہ کو دیکھے اور تحقیق کی داد دے۔ اور اگر کوئی کرنا بھی چاہے، تو یہ کتابیں

عام طور پر دستیاب کہاں ہوتی ہیں۔

الحمد للہ کہ چند مہینوں کی کنج کاوی سے یہ مجموعہ مرتب ہو گیا۔ چونکہ اس کا ہر ہر لفظ غالب ہی کا تراویدۂ قلم تھا، میں نے اس کا نام فرہنگِ غالب تجویز کیا ہے۔

کتاب کے دو حصّے ہیں۔ پہلا عربی و فارسی وغیرہ پر اور دوسرا اردو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ہر لفظ کی تشریح کے بعد قوسین میں اُن کتابوں کے رموز لکھ دیے گئے ہیں، جہاں سے وہ تشریح ماخوذ ہے۔ لیکن حصّۂ دوم میں تقریباً ہر جگہ اور اول میں جگہ جگہ یہ رموز ترک بھی ہوئے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں غالب نے کسی لفظ کو بطورِ مترادف تحریر کیا تھا، مگر میں نے اُسے اس لیے مستقل لغت قرار دے لیا ہے کہ جو اصحاب غالب کے چنے ہوئے الفاظ کو اپنی تحریروں میں استعمال کرنے کے خواہاں ہوں، وہ مشہور اور مستعمل لفظ کے ذریعے اُس لفظ تک بآسانی رسائی حاصل کر سکیں، جو غالب نے فارسی ذخیرۂ الفاظ میں سے اپنے لیے چنا تھا۔

ان الفاظ کا حوالہ تلاش کرنا مقصود ہو، تو تشریح

کے پہلے مترادف کو اُس کی ردیف نکال کر دیکھ لینا چاہیے اور اگر پہلا مترادف بھی حوالے سے خالی ہو، تو پھر یکے بعدِ دیگرے سب پر نظر ڈال لیجا ہے، اگرچہ اس زحمت کی ضرورت بہت کم پیش آئے گی۔

ماخذ: جن کتابوں سے یہ ذخیرۂ الفاظ چنا گیا ہے، اُن کے نام اور رموز یہ ہیں:

آ اردوی معلی
بر ابرِ گہر بار (مثنوی)
پ پنج آہنگ
پ قلم ایضاً قلمی، مملوکۂ جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی[1]۔
پخ انتخابِ غالب
تیغ تیغ تیز
خ خطوطِ غالب
د دستنبو مطبوعہ
د قلم ایضاً قلمی، مملوکۂ ڈاکٹر صاحب موصوف الذکر۔

۱۔ یہ نسخہ دراصل کلیاتِ نثر فارسی کا ہے، جسے میر مہدی مجروحؔ کے بادو بزرگ نے خود مجروحؔ کی فرمائش پر نقل کیا تھا۔

د تیغ ایضاً قلمی، نسخۂ کتاب خانۂ رامپور، جس کے حاشیوں پر متعدد جگہ غالب نے اپنے قلم سے بعض الفاظ کے معنی لکھے ہیں۔

س سبد چین

ع عودِ ہندی۔

عس ادبی خطوطِ غالب، از میرزا محمد عسکری صاحب لکھنوی۔

فش درفش کاویانی۔

ق قاطعِ برہان

قن قادر نامہ

کق کلیاتِ غالب فارسی، قلمی

کم ایضاً، مطبوعہ

م مہرِ نیمروز۔

مک مکاتیبِ غالب

ن نادر خطوطِ غالب[1]

۱۔ یہ کتاب جعلی خطوط کا مجموعہ ہے۔ لیکن یہ جعل عبارت میں نہیں، مکتوب الیہ کے متعلق عمل میں آیا ہے، عبارت غالب ہی کے مطبوعہ خطوط کے تار و پود سے بنی ہے، اس لیے دو چار باتیں اس سے اخذ کر لی گئی ہیں۔

دہلی اردو اخبار، نمبر ۱۴، جلد ۱۵ بابت ۳ ماہِ اپریل ۱۸۵۳ء مطابق ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۲۶۹ھ جس کے تتمے میں غالب کا قصیدہ، داد کوتا ستم برانداز د، چند مشکل لفظوں کے حل کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ کسی لفظ کے ساتھ چند حوالوں کے ذکر کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ان سب میں تشریحی الفاظ ایک ہیں۔ ہر کتاب کے پورے تشریحی الفاظ نقل کرنا غیر ضروری طوالت کا موجب تھا، اس لیے صرف مفصل یا واضح تعبیر کو اختیار کر لیا گیا ہے۔ ہاں، بعض جگہ دوسری تشریحات کے مفید مطلب ٹکڑوں کو بھی چن کر اس تشریح کے کسی مناسب حصے میں سمو دینے کی کوشش کی ہے، مگر یہ مواقع نسبتہً کم ہیں۔

اردو تشریحات کا فارسی تشریحوں میں کھپنا سفید کپڑے میں رنگین پیوند لگانا تھا۔ ایسے مواقع پر مخصوص اردو مترادف لفظ کو متن میں، اور پوری عبارت کو حاشیے میں تحریر کیا ہے۔ اسی طرح جس لفظ کی فارسی تشریح خود میرزا غالب نے نہیں کی تھی، اس کی اردو تشریح میں سے

فارسی عبارت کے ہم آہنگ الفاظ چن کر متن کے اندر، اور کل عبارت حاشیے میں لکھ دی ہے۔ صرف دس پانچ جگہیں ضرور ایسی رہ گئی ہیں جہاں متن میں اردو تفسیر منقول ہے مگر ان مقامات پر مولف کی نظر میں یہی طرزِ عمل مناسب تھا۔

حواشی و اعراب | مذکورۂ بالا حاشیوں کے علاوہ، جو غالب کے منہیات کہے جا سکتے ہیں، مولف نے بھی جگہ جگہ توضیحی حاشیے لکھے ہیں۔ ان سے مقصود یا تو غالب کی تائید و توثیق ہے، یا یہ واضح کرنا ہے کہ غالب نے جو رائے ظاہر کی ہے، اُس سے لغت نویسوں کو اختلاف ہے اور یا اُن الفاظ کے اعراب کی سند پیش کرنا ہے، جنھیں غالب نے مُعَرّا چھوڑ دیا تھا۔ اگر ان موارد میں کچھ سہو ہوا ہو، تو اس کی ذمہ داری غالب پر نہیں، مولفِ فرہنگ پر عائد کی جائے۔

ان حاشیوں میں اس کا التزام رہا ہے کہ بغیر مستند حوالے کے کوئی لفظ نہ لکھا جائے، اس لیے امید ہے کہ مطالعہ کرنیوالوں کو مزید تحقیق میں کسی طرح کی دشواری پیدا نہ ہوگی، اور وہ ماخذِ حواشی تک بآسانی رجوع کرسکیں گے۔

ایک کتاب دریِ کستا کا ذکر حاشیوں میں جا بجا نظر آے گا۔ یہ کتاب مولوی نجف علی خاں جھجھری کی تالیف ہے، جو برہانِ قاطع کے ادبی جھگڑے میں غالب کے حامی و مددگار، اور اس سلسلے کی مشہور کتاب دافعِ ہذیان کے مولف تھے۔ ان کی فنی حیثیت زیادہ قابلِ اعتنا نہیں، مگر میں نے دریِ کستا کو صرف اس بنا پر پیشِ نظر رکھا ہے کہ غالب نے اس کی تقریظ میں، جو نسخۂ مطبوعہ کے آخر میں چھپی بھی ہے، کتاب اور مولف دونوں کی تعریف کی ہے، حالانکہ اس میں اکثر جگہ غالب سے اختلافِ راے پایا جاتا ہے۔

اس اختلاف کے باقی رہ جانے کا سبب غالب کی سہل انگاری ہو، کہ اُنھوں نے کتاب دیکھے بغیر اُس پر مُہرِ تصدیق ثبت فرمادی، یا خود مولف کا اپنی راے پر اصرار، بہر حال میری راے میں یہ اختلاف قابلِ اظہار تھا، اس لیے دیدہ ور اصحاب سے اس جرات کا عذر خواہ ہوں۔

معذرت و تشکریہ | فرہنگِ غالب کی کاپیاں پڑھنے کے دوران

میں، ترتیب اور حوالوں کی جو کوتاہیاں نظر آئی تھیں، حتی الامکان اُن کی اصلاح کردی گئی ہے۔ اب کہیں کوئی خامی نظر آئے، تو اُسے یہ تصور کیا جائے کہ یا اُس پر میری نظر نہیں پڑی، یا طباعتِ ثانی کی نوبت آنے تک اُس کی درستی ممکن نہ تھی۔

آخر میں، عالی جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی ایم، اے، پی ایچ ڈی، کی خدمت والا میں شکریہ پیش کرتا ہوں، جنھوں نے ازراہِ لطف درفشِ کاویانی کا نسخہ عطا کرکے میری بیش قیمت مدد فرمائی۔

کتاب خانۂ ریاست رامپور — امتیاز علی عرشی

۳۰ جون ۱۹۴۶ء — ناظمِ کتاب خانہ

حصّہ اوّل

فارسی وغیرہ

آ

آب : ترجمہ ماء کا ہندی جس کی پانی۔ اور بمعنیٔ رونق ولطف بھی آتا ہے۔ اور اسلحہ کی صفائی اور جواہر کی تیزی کو بھی کہتے ہیں (فن، نغ)

آباد : در زبانِ پہلوی باوجود معنیٔ دیگر بمعنیٔ آفرین نیز ہست۔ (فش، ق)

آبادچہ : بستی۔ (د)

آب بر دستِ کسی ریختن : کنایہ از خدمتِ آن شخص کردن۔ (پ)

آب بر لیسمان بستن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب بہاون کوفتن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب تاختن : بمعنیٔ بول کردن۔ (پ)

آبچین : اسمِ جامہ ایست کہ پس از شستنِ دست و رو بدان جامہ نم از دست و رو چینند۔ و آن چیزیست کہ در عرف آن را رومال گویند۔ آبچین فارسئ قدیم و رومال فارسئ جدید۔ ایرانیئ بمن گفت کہ رومال نامی است نہادۂ خاتونانِ ایران ازان جا کہ طبعِ اناث وسوسہ زاست، لفظِ مشترک بین الحی و المیّت بر خاطرہای نازکِ شان گران آمد۔ لاجرم بہرِ آبچین اسمی دیگر تراشیدند۔ (د، فش، ق)

آبِ حرام : شرابِ انگوری را در مقامِ مذمت نیز آبِ حرام نامند (فش، ق)

آنجوژد : بمعنئ اقامت۔ (م)

آب در جگر داشتن : بمعنئ تمول۔ (فش، ق)

آب دست : بحرکت و سکونِ موحدہ عموماً ترجمۂ غسالہ ید ہے، اور خصوصاً وضو کو کہتے ہیں۔ تعمیم کی سند استاد کا شعر:

بے تکلف رد بسائی کن اگر دل خستۂ
کابدستِ او شفا بخش ہمہ بیمارہاست

تخصیص کی سند ناصرِ حق کی بیت:

آبدست و نماز باید کرد دل مقامِ گداز باید کرد
(ق)

آبِدَندان : بسکونِ بای موحدہ، نوعیست از امرود۔ و ہرگاہ با لفظِ حریف ترکیب دہند، معنیٔ عاجز و مغلوب دہد۔ (م)

آب دہِ دست : ہاتھ دُھلانے والا۔

آبِستَن : و آبستنی' باضافۂ یای تحتانی، بمعنیٔ زنِ حاملہ مخفی نماند کہ آبستن مصدر نیست کہ آبست ماضی و آبستہ مفعولِ آن تواند بود۔ بلکہ اسمیست جامد ولغتی است غیر منصرف[۱] (پ)

آبِشتَن : بتبدیلِ شینِ منقش بسینِ سادہ، آبستن نیز' اسمی است جامد غیر منصرف' بمعنیٔ ہر چیز کہ از نظر نہان باشد عموماً' و بمعنیٔ زنِ باردار خصوصاً۔ و ہم ازین جہت کہ از نظر نہان باشد و دران محل تنہا روند' آبشتگاہ اسم بیت الخلا نہادند۔ آبشتگاہ، آبشتنگہ و آبشتگاہ و آبشتنگہ کیست کہ یکی نداند۔[۲]
(فش، ق)

آلبش زیرگاہ است : افادۂ معنیٔ خوبی و نیکیٔ باطن نمی کند بلکہ آنست کہ حالِ بالمنش مجہول است' تا چہ پدید آید و مشاہدہ

۱۔ ایک خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے: ''آبست کوئی لفظ نہیں ہے۔ آبستن اصل لفظ اور آبستنی مزید علیہ' یہ دونوں صحیح بلکہ آبستنی زیادہ فصیح۔'' (آ)

۲۔ دری کشا: ۴۹' میں آبشتگاہ کو بفتح با بمعنی خلوتخانہ لکھا ہے۔

چگونہ کسی باشد (نش، ق)

آبکار: مقلوبِ کارِ آب[1]۔

آبکش: سقّا۔ (د)

آب گرفتن: افشردن، فشردن، نچوڑنا۔

آبگیر: بمعنیٔ تالاب۔ (نش، ق)

آبگینہ در جگر شکستن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)

آبلہ: چھالا۔ (قن)

آبلہ خوردہ: چیچک رو۔ (د)

آبِ مروارید: و آبِ سیاہ، دو گونہ آبست کہ در چشم فرود می آید و بینائی را زیان دارد۔ و آبِ سیاہ بچشم مخصوص نیست در پای اسپ نیز ازین نام نشان یافتہ اند۔ چنانکہ شاعر در مذمتِ اسپ گوید ع سمش آبِ سیہ آرد قلم دار - و آبِ بخاک آمیختہ را باعتبارِ زشتیٔ گوہرِ آب نیز آبِ سیاہ گویند و فتنہ و آشوب را نیز ازان رو کہ تیرہ و طبایع است آبِ سیہ خوانند۔ چنانکہ استاد گوید:

---

[1] در حق: نہ، آبکار بر وزنِ آبیار، سقا و بادہ کار کہ می فروش باشد۔

جہان اگر ہمہ آبِ سیہ گرفت، چہ باک!
چو را ضمیم بیکی نان و آبکِ انگور

آبِ سیاہ در مصرعِ اول بمعنیٔ فتنہ و آشوب و آبکِ انگور در مصرعِ دوم کنایہ از شراب۔ (فش، ق)

آبمند[1] : سردار، مالدار، صاحبِ سامان۔ آبمندان : سرداران۔ (د، تغ، فش، ق)

آبی شدنِ کار : بمعنیٔ تباہ شدنِ کار۔ (پ)

آبی کردنِ کار : تباہ کردن۔ کام بگاڑنا۔ (د، تغ)

آتش : بالفِ ممدودہ وتای فوقانیٔ مفتوحہ، آذر، نار، آگ۔ قافیۂ آتش با دانش ادعائیت تا ول بزیرآری در سالکِ قوافیٔ سرکش و مشوش ہزار جا دیدہ ایم۔ (فش، ق)

آتش از چشم پریدن : عبارت از حالتی است کہ در وقتِ رسیدنِ صدمۂ قوی بر دماغ رو دہد۔ (پ)

آتش برگ : اسمِ سنگ پارہ ایست کہ پُر از شرارہ است (فش، ق)

آتش دان : کانون۔

۱۔ فرہنگِ انجمن آرای میں لکھا ہے: "این لغت در فرہنگ نیامدہ و از تصرفاتِ مؤلف است"۔ دری کشا: ۱۸، میں پر وزنِ "تابِ چند بمعنی دمغز دغنی ہے۔

آتش زنہ: در فارسی و چقماق در ترکی، اسم ابزارِ آہنین است کہ چون آنرا بر آتش برگ زنند، شرارہ ازان سنگ پارہ بردن جہد۔ (فش، ق)

آرُجل: بجیم مضموم، عربی جُشاء ہندی ڈکار۔ و اسم دیگر آروغ۔ (پ، قن)

آختن: بالفِ ممدودہ، بیرون کشیدن۔ آخت، آختہ۔ این را مضارع نباشد۔ و آہیختن، و آہیخت و آہیختہ نیز گویند۔ (پ، فش، ق)

آخُرِ خشتک: بی واوِ معدولہ و حرکتِ رای قرشت، جای بی نفع و بی فیض را گویند۔ و آخُرِ چرب، محلِ کثیر النفع را خوانند۔ خشک آخر و چرب آخر مضاف و مضاف الیہ مقلوب است۔ (فش، ق)

آخرِ روز: آفتاب زردی۔

آداش: بمعنیٔ ہمنام کہ عربیٔ آن سمیّ است۔ (پ)

آبراک: بمعنیٔ غربیرہ۔ (پ، م)

آذر: بدالِ بی نقطہ، اسمِ آتش، آگ، نار و بذالِ منقوطہ نہاز نیست دو نامِ ماہ و نامِ روز کہ آذر بذال می نویسند، ہمہ زای ہوز در کار ہست۔ (ر، ع، فش، ق، قن)

۱۔ دری کشا؛ ہم، بدالِ مہملہ درای مہملہ در آخر، آتش، بعربی نار۔

آذر گُشسپ[۱] : برق، بجلی۔ (د، تن)

آذَرْم : بدالِ ابجد، بمعنی زین را گویند کہ اسم دیگر آن تکلتوست و در عرفِ اہلِ ہند، خوگیر اسمِ اوست۔ در اصل خوگیر نیز فارسی است، اما نہ بدین صورت، بلکہ خوی گیر بواوِ معدولہ و تحتانی۔ خوی، ترجمۂ عرق، و گیر صیغۂ امر از گرفتن (فتن، ق)

آذرَنگ : بمعنی رنج و محنت۔ (فش، ق)

آدَہ : بالفِ ممدودہ و دالِ ابجد، در فارسی بمعنی نشیمنِ مرغان آید۔ در ہندی بالفِ مفتوحہ و دالِ ثقیلۂ مشددہ گفتہ می شود۔ (فش، ق)

آدیش : در زبانِ پہلوی قدیم لفظی است جداگانہ بمعنی تعلیم و تکریم۔ (فش، ق)

آراستن : آراست، آراستہ، آراید، آرایندہ، آرای، آرائی بمعنی آرایش۔ آرائی میں مصدری تحتانی آگئی ہے (پ، تیغ)

آرامشداد : بسکون شین، انتظام۔ (د)

آرامیدن : آرامید، آرامیدہ، آرامد، آرامندہ، آرام

۱۔ لغت فرس : ۹۲، بمعنی آتش پرست۔ دری کشا ۱۲، بفتح کافِ فارسی و شینِ معجمہ و سکونِ رای مہملہ و بای فارسی در آخر، برق و نامِ فرشتۂ موکل بر آتش۔

یکیست مصدر بحذفِ الف نیز آید۔ وحذفِ الف در مضارع روانیست۔ (پ)

آرد: آٹا۔ آردِ بریان: سویق، پشت، ستّو۔ (تن)

آرِش: برای مکسور، بمعنیٔ معنی۔ (آ، د، فش، ق)

آرَنج: بمعنیٔ مِرفَق است کہ آنرا در ہندی کہنی نامند۔ (ق، تن)

آرَنگ: بمعنیٔ ہرگز وزنہار آمدہ۔ (فش)

آروغ: آ اُجل، ڈکار۔ (ب، تن)

آز: حرص۔ (د، تغ)

آزَردن: مصدریست مشہور ہم بمعنیٔ لازمی و ہم بمعنیٔ متعدی وآزارَد مضارع، وآزارم از بحیفِ مضارع صیغۂ متکلم۱ آزار امر۔ (خ، فش، ق)

آزَردہ شدن از ناز: پشتِ چشم نازک کردن۔

آزمودن: آزمانا۔ (تن)

آزُور: بروزنِ ناسور، حریص (د، فط، تغ)

آژَخ: عربی ثُؤلول وہندی مسّا۔ (پ، تن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "آزار، امر بمعنیٔ اسم جامد آتا ہے، اور اسم جامد 'کردن' سے ساتھ پیوند پاتا ہے۔" (خ)

آژدن : بزای مثلثہ ساکن بروزنِ یافتن و بافتن- واین را چہار معنی است: بخیہ زدن، و حجامت یعنی خستنِ تن باسترہ، و مجدّر ساختنِ آسیا سنگ، وکشیدنِ اُتو بر جامہ۔۔۔۔ آری آژدنی ہست کہ آنرا در ہند "گودھنا" گویند بکافِ عجمی مضموم و واوِ معروف و دالِ مختلط التلفظ بہای ہوز، و آن خستنِ تن است بزخمِ سوزن و آگندنِ نیل در آن رخنہ ہا، چنانکہ در ہند زنانِ روستا بیشتر بر سینہ و گردن و ساعد و بازو این صنعت بکار برند و انواعِ نقوش انگیزند۔۔۔۔ و درین مصدر و مشتقات بجای زای فارسی جیمِ عربی نیز نویسند۔ (فش، ق)

آژدہ : جامۂ اُتودار و بخیہ کار را گویند یعنی مفعولِ آژدن۔ (فش، ق)

آژَنْد : بالفِ ممدودہ و زای فارسیٔ مفتوح، در ہندی گارا خوانند۔ (پ، د، قن)

آژَنگ : شکنی کہ بر روی افتد، و بہندی جُھرّی گویند۔ (پ، ق، قن)

آژَہ : چونا۔ (د)

آژینہ : آلۂ خستنِ سنگ و کشیدنِ اُتو، مشتق از آژدن است (فش، ق)

آس : آسیا، چکی۔ (قن)

آسا : صیغۂ امر است از آسودن - و آسا بالفِ ممدوده، لغتی جامد غیر متصرف نیز ہست بمعنیٔ مثل و مانند و بمعنیٔ باسک و دہان درہ کہ آن را در عربی فاژہ و در ہندی جمائی گویند و بمعنیٔ تمکین و وقار نیز آید۔ (پ، فش، ق)

آستان برخاستن : کنایہ از ویرانیٔ خانہ است، چنانکہ خاقانی فرماید : بام نشست و آستان برخاست۔ (پ، فش، ق)

آستر : بالفِ ممدوده، مقابلِ ابرہ، چنانکہ سعدی فرماید :

۱- لغتِ فرس : ۱۹۰ میں بمعنیٔ آسیا گردن متن میں اور بمعنیٔ "آرد نرم باشد زیر سنگ" حاشیے میں لکھا ہے - استشہاد میں کسائی کا یہ شعر: "آسمان آسیای گردان است ❊ آس مان، آسمان کند ہزمان"، اور لبیبی کا یہ شعر: "دوستا، جای بین و مرد شناس ❊ شد نخواہم بآسیای تو آس"، اور معزی کا یہ شعر: "تا دلِ من آس شد در آسیای عشق تو ❊ ہست پنداری، قبایہ آسیا بر سر مرا"، پیش کیے ہیں۔ میری دانست میں ان تینوں میں "آردِ نرم" کا مفہوم زیادہ واضح ہے، اس بنا پر مصحح لغتِ فرس کا دوسرے نسخے کو حاشیے میں جگہ دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

۲- دفش کاویانی میں میرزا صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے : "دہان درہ و آسا ہمان فاژہ است کہ بہندی جمائی و در عربی تثاؤب و تمطی خوانند"۔ فاژہ کی تحقیق حرف "فا" میں ملاحظہ ہو

قبا داشتی ہر دو رو۔ آستر۔ (فش، ق)

آستین افشاندن: عبارت از ترک و تجرید۔ (پ)

آسمان: چرخ، فلک، چنبرِ واژگونہ گردوں۔

آسمان بابرو پوشیدن: کنایہ از انکارِ وجودِ بدیہی۔ (پ)

آسمان سوراخ شدن: کنایہ از تواترِ نزولِ بلا۔ (پ)

آسمان غریو: رعد۔ (د)

آسمانہ: سقف، چھت (د، قن)

آسودن: آسود، آسودہ، آساید، آسایندہ، آسای (پ)

آسیا: آس، چکی۔ (قن)

آسیم: در اصل آسام است قلبِ آماس۔ لاجرم ورمِ دماغ را سرآسام گویند و سرسام مخففِ آنست۔ آسیم را ہمان امالۂ آسام توان دانست۔ و آسیمہ سر و سراسیمہ را مرکب از آسیم و سر توان گفت۔ بلکہ در کلامِ قدما تنہا آسیمہ بجای سراسیمہ نیز آمدہ، و بجای ہیم کلمن واو وبجای ہای ہوز نون آوردہ آسیون نیز نوشتہ اند۔ (فش، ق)

آشامیدن: آشامید، آشامیدہ، آشامد، آشامندہ، آشام (پ)

آشفتن: آشفت، آشفتہ، آشوبد، آشوبندہ، آشوب۔ (پ)

آشکار: پَچَر، ہویدا، نمودار۔

آشیانہ: گھونسلا۔ (قن)

آغشتن: بشینِ نقطہ دار وغینِ مکسور، بروزنِ دانستن[1]، مصدری است مشہور، در معنی مرادفِ آلودن، بدین قدر تفاوت کہ آلودن عام است، خواہی بچیزی نمناک خواہی بچیز خشک، و آغشتن خاص است، یعنی آلودن بچیزِ نمناک۔ و آغارد مضارعِ این مصدر است۔ آغشتہ، بغینِ مکسور، مفعولِ آغشتن۔ (نش، ف)

آغوش: کنار، بغل۔ (نش، ق)

آف: گمانِ گردہی آنست کہ آف اسمی است از اسمای نیرِ اعظم، و آفتاب مزید علیہ، چون ماہ و ماہتاب و جم و جمشید۔ اندیشہ این را نمی پذیرد۔ (فن، ق)

آفتاب: ہُوَر، ایت، نیرِ اعظم، سورج۔ خرشید، شمس۔

آفتاب زردی: برای ساکن و یای معروف، کنایہ از آخرِ روز است۔ (فن، ق)

آفتاب گردش: بسکونِ بای موحدہ، یعنی از شرق تا غرب[2]،

۱۔ لغتِ فرس: ۷۰۰ء میں بضمِ غین لکھ کر فردوسی کا یہ شعر مثال میں پیش کیا ہے: ز ایرانیان من بسی کشتہ ام ❊ زمین را بخون دگل آغشتہ ام۔

آفریدن : آفرید، آفریده، آفریند، آفریننده، آفرین۔ (پ)
آفرین : لغتی است جامد غیر متصرف، بمعنیٔ تحسین و مرحبا۔ اما آفرین لغتی دیگر است از مشتقاتِ مصدرِ آفریدن بمعنیٔ امر۔ (فش، ق)
آکنده گوش : بکافِ عربی، کسی را می توان گفت کہ گوشِ او را بزدر کنده از بناگوش جدا کرده باشند۔ (فش، ق)
آگندن : بکافِ فارسی، مصدریست صحیح۔ و آگنده مفعولِ آن۔ و آگند مضارع[1]، و آگنہ، بمعنیٔ حشوِ قبا و حشوِ نہالی، صیغۂ امر است ہم ازین مصدر بہای مختفی پیوستہ، چون استره و آذینہ (پ، فش، ق)
آگنده گوش : بکافِ فارسی بمعنیٔ کر کہ عربیٔ آن اَصَمّ است، آنست کہ بطلان در حسِ سامعۂ وی راه یافتہ باشد۔ (فش، ق)
آگنہ : بمعنیٔ حشوِ قبا و حشوِ نہالی۔ (فش، ق)
آلش : بروزنِ بالش بمعنیٔ عوض چنانکہ گویند "فلانی رخت آلش کرده"۔ (پ)
آل تمغا : مرکب است از آل و تمغا۔ آل، مطلق رنگِ سرخ،

۱۔ پ میں میرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ "این را مضارع نباشد"۔

و تمغا بدو معنی مشہور ست : نخستین باجی کہ در راہ ہا از رہگذران گیرند، دوم مُہر۔ و در آلتمغا معنیٔ دومین منظور ست۔ در دفتر تاجدارانِ تیموریہ بہ نامہائی کہ بہ تاجدارانِ دگر می نوشتند، و بر اسنادِ جاگیر کہ بمردم می بخشیدند، مہر شنگرف میزدند، و آنرا آلتمغا می گفتند، یعنی مہرِ سُرخ۔ تنہا مہر را تمغا گویند، نہ آلتمغا۔ (نثر، ق)

آلودن : آغشتن۔ مصدر ست۔ آلود، آلودہ، و آلاید مضارع، آلایندہ و آلای امر، و میالای نہی۔ و مخفف میالای، مالای (پ، نثر، ق)

آلہ : افزار۔ جمع آلات۔

آمادہ : لغتی دیگر ست جامد غیر متصرف در معنی با مہیا متحد یا بدلِ آمودہ است۔ ما خود آن را لغتِ دیگر گمان می کنیم۔ و اگر ہمان مبدل منۂ آمودہ است بمعنیٔ مہیا، مجاز خواہد بود (نثر، ق)

آمادۂ گریز شدن : دامن بدندان گرفتن۔

آمدن : آنا۔ آمد، آمدہ، آید، آیندہ، آی۔ (پ، قن)

آموختن : ہم لازمی و ہم متعدی است۔ آموخت۔ آموختہ آموزد، آموزندہ، آموز، (پ)

آمودن: مصدر ست ترجمۂ اندراج عموماً و بمعنیٔ گہر در رشتہ کشیدن خصوصاً۔ آمود ماضی و آمودہ مفعول و آماید مضارع و آمایندہ فاعل و آمای امر۔ (پ، فش، ق)

آمیغ[۱]: حقیقت (د، تیغ)

آمیغی: بفتحۂ الف و کسرِ میم و یای معروف، بمعنیٔ حقیقی۔ (آ، پ)

آننت: بمعنیٔ نہی و زہی۔ (پ)

آواز: فارسی، عربی صدا۔ (فش، ق)

آوازِ اسپ: صہیل، شیہہ۔

آوازِ خوش: دستان۔

آوازِ ہولناک: صیحہ۔

آوخ[۲]: بمعنیٔ افسوس۔ (پ)

آوردن: لانا۔ (ق) آورد، آوردہ، آرد، آرندہ، آرہ۔ نہفتہ مباد کہ مضارع ہا و بحثی کہ متعلق با اوست، باضافۂ

۱۔ دری کشا: ۶، تحتانی مجہول و غینِ معجمہ، حقیقت مقابلِ مجاز، و آمیغی بیای نسبت در آخر، حقیقی مقابلِ مجازی۔

۲۔ دری کشا: ۶، بفتحۂ واو و سکونِ خاء معجمہ، آہ و افسوس۔

داو نیز آید، آورد بحرکتِ را، آورنده، آور۔ (پ)

آوند: ترجمۂ ظرف، مطلق برتن - (د، فش، تغ، ق)

آونگ: بمعنی ریسمانِ خوشۂ انگور۔ وریسمان کہ بسقف آویزند وچھینکا درہندی خوانند۔ (پ، تش، ق، قن)

آونگان: یعنی سرنگون ۔ (م)

آویزہ: پیرایہ ایست کہ درنرمۂ گوش سوراخ کنند وآن پیرایہ رادران اندازند تاآویزان باشد۔ اما آویزہ خصوصیت بگوش ندارد، درکلاہ وتلج وتخت وچتر نیز استعمال یابد۔ (فش، ق)

آہن: حدید، لوہا، (قن)

آہنِ سرد کوفتن: اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آہو: عیب، ہرن۔ (د، قن)

آہیختن: آختن، بیرون کشیدن، آہیخت، آہیختہ۔ (پ)

آئینہ: آرسی ۔ (قن)

آئینہ دار: آنرا گویند کہ آینہ وشانہ درتحویلِ وی باشد، وچون خواجہ دست وروشوید، شانہ وآینہ پیش نہد، تاخواجہ روی رانگرد وموی راشانہ زند۔ (فش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۱۰۴، میں کوزۂ آب اور برہان دو معنی لکھے ہیں۔

ا

ا: در ابتدای کلمہ افادۂ معنیٔ نفی کند چنانکہ "جنبان" بمعنیٔ متحرک و "اجنبان" بمعنیٔ ساکن۔ و این الف در حرکت پیرو حرفِ ما بعدِ خود نباشد۔ و پیوستہ مفتوح بود۔ و بعدِ صیغۂ امر تنہا الف افادۂ معنیٔ فاعلیت کند، مانندِ گویا و بینا و دانا۔ الفی کہ در وسطِ صیغۂ مضارع آرند، دعائیہ است، و الفی کہ در آخرِ صیغۂ مضارع آرند، زائد۔ (فش، ق)

اَبَد: انجامِ جاوید پیوند۔

اَبْدَان: در عربی جمعِ بدن است۔ (فش، ق)

اَبْر: بدلی۔ (قن)

اَبَر: بفتحتین، ترجمۂ "علیٰ" و مزید علیہ "بر" مشہور است۔ (فش، ق)

اِبرام در طلبِ چیزی: مکاس ۔ وکمیس، امالۂ آن ۔

اَبکار: مخففِ آبکار ۔

اَپگندن: افگندن ۔

اَثاثُ البَیت: کاچار، کاچال، متاعِ خانہ، اسبابِ خانہ ۔

اَثیر: بثای مثلثہ و رای بی نقطہ بروزنِ اسیر، در عربی اسم کرۂ ناراست ۔ (فش، ق)

اُجاغ: دیگدان، چولھا ۔ (قن)

اَجداد: نیاگان ۔

اُجُنبان: مرادفِ ناجندہ، و بمعنیٔ ساکن ۔ (فش، ق)

اِحتیاج: نیاز ۔

اَحمق: نادان، اوت ۔ (قن)

اختر: تارہ ۔ (قن)

اخترِ روز: آفتاب ۔ (فش، ق)

اِختلاط: لابہ، لاغ ۔

اخگر: انگارہ ۔ (قن)

اَخلگندُو: جھنجھنا ۔ (قن، دہلی اردو اخبار، شمارہ ۱۴ ج ۵ بابت اپریل ۱۸۵۳ع)

اَخْواستی : ترجمۂ غیرارادی ۔ (فش، ق)

ادب آموز : یعنی استاد ۔ (آ)

ارادی : خواستی ۔

اَژَنْگ : بمعنیٔ مرقعِ تصویرست مطلق[1] ۔ مگر چون آن را بسوی مانی مضاف گردانند، اژنگِ مانی و ارژنگِ مانوی خوانند بکسرۂ کافِ فارسی ۔ (پ، ق، م)

اَرَج : بمعنیٔ قدر و قیمت آید ۔ وبہا مرادفِ آنست ۔ و ارزش نیز ہم چنین ۔ (پ، فش، ق)

اَرْجُمند : بمعنیٔ صاحبِ رتبہ، چہ "مند" افادہ بمعنیٔ صاحبی می کند ۔ (فش، ق)

اُردی بِہشت : مدتِ ماندنِ آفتاب در ثور ۔ (د)

اَرْز : صیغۂ امراست از ارزیدن، و مثلِ سوز و ساز افادۂ معنیٔ مصدری می کند ۔ و چون مابعدِ آن شینِ نقطہ دار آرند، معنیٔ حاصلِ مصدری دہد، چون سوزش و سازش و "ارج" بدلِ ارز است ۔ (فش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۲۴۱، میں لکھا ہے کہ مانی کے مرقعِ تصاویر کا نام ہے اور دری میں یہی ایک لفظ ہے جس میں حرفِ ثا دیکھا گیا ہے ۔ یعنی صاحبِ لغتِ فرس کے نزدیک یہ لفظ اژنگ کی جگہ اثنگ ہے ۔

آرزانش : بروزنِ ہردانش، خیرات و ایثار، خیرخیرات۔
(تیغ، د، فش، ق)

آرزانی : محتاج و خیرات خوار۔ (تیغ)

آرزن : قسمتی از غلہ۔ (د)

آرزیدن : ارزید، ارزیدہ، ارزد، ارزندہ، ارز۔ (پ)

آرزیز : رانگ۔ (قن)

آرژنگ : بزای فارسی، اسم است و سہ مسمی دارد کہ ہر سہ
در ازمنۂ مختلفہ سمتِ یک دیگر بودہ اند۔ نخست دیوی کہ
رستم آن را کشت۔ دوم گردی کہ طوس آن را کشت۔
سہ دیگر نقاشی کہ، ہمچون مانی و بہزاد، درین فن صاحبِ
دستگاہ و نام آور بود، چنانکہ مولانا نظامی گنجوی، علیہ الرحمۃ،
در شیرین و خسرو از زبانِ شیرین فرماید:
بقصرِ دولتم مانی و ارژنگ طرازِ سحر می بستند بر سنگ
(پ، فش، ق)

آرض : کرز، زمین۔ (قن)

آرضہ : خورہ، اسمِ کرمی است۔

آرغنون : بغینِ مفتوح۔ اور مخفف اس کا ''ارغن'' اور مبدلِ منہ

"ارگن" ہے۔ (آ، خ)

اَرَک: بالف مفتوح بر وزنِ دَرک، قلعۂ کہ درمیانِ حصار باشد، قلعۂ کوچکی کہ درمیانِ قلعہ باشد، قلعۂ درونِ حصار۔ (پ، د، قغ)

اَرْمَغان: بمعنیٔ سوغات (پ)

اَرِنی: "رے" کی سکون و حرکت کے باب میں قولِ فیصل یہی ہے۔ ... اگر تقطیعِ شعر مساعدت کرجائے اور 'ارنی' بروزنِ 'جمنی' گنجایش پائے، تو نعم الاتفاق۔ ورنہ قاعدۂ تصرف مقتضیٔ جواز ہے۔ (عس)

اَرْوَند: بفتحِ الف، و 'الوند' بلام نیز، نامِ کوہی است[1]۔ و نامِ دریائی نیز۔ و بضمۂ الف خلاصہ و زبدہ و لبسیط را گویند کہ مقابلِ مرکب است۔

دسلسانِ پنجم مترجمِ دساتیر، 'اُروند' را بمعنیٔ چیزی آوردہ است کہ ہیچ چیز از خارج داخلِ آن نتواند شد[2]۔ آموزگارِ ہرمزد، ثم عبدالصمد، گاہ گاہ در مکاتباتِ خود "اروند بندہ" نوشتی

۱۔ لغتِ فرس: ۸۷، بمعنیٔ رود و دجلہ، و ۱۰۰، بمعنیٔ تجربہ۔ دری کشادہ، بضم الف۔

۲۔ "ترجمہ ہندی زبان میں 'ٹھوس' کا لفظ ہوتا ہے۔ عربی میں ان معنوں کا لفظ 'صمد' ہے۔" تیغ تیز۔

چون پژدہش رفت، فرمود کہ" اروند بندہ" مضاف و مضاف الیہِ مقلوب است، یعنی بندۂ اروند، بندۂ، ترجمۂ "عبد" و "اروند" ترجمۂ "صمد"۔ و نیز می فرمودند کہ چون طبائعِ لطیف استعارہ را دوست دارند، "اروند" را کہ اسم کوہی است، بمعنیٔ تمکین و وقار و شان و شوکت نیز آرند۔ (فش، نی)

از پَرِکار افتادن: بمعنیٔ رفتنِ انتظام و باطل شدنِ ترکیب (پ)

اَژدَر: بمعنیٔ لائق۔ (یر)

اَژ لاد: بفتحۂ الف، ہرگز۔ (د، قغ)

اَژدَہ: اژدہا۔ (د)

اَژدرشِکر: بشینِ مکسور و کافِ مفتوح، شکار کنندۂ اژدہا (د، تظ، قغ)

اُشبوع: ہفتہ، آٹھوارہ۔

اسپ: گھوڑا۔ (قن)

اسپ سواری: ہیون۔

اِسپَہبُد و سِپَہبُد: بحذفِ الف، سردارِ سپاہ، راگویند و مجازًا

نفسِ ناطقہ را نیز نامند[1]۔ (پ)

اِسْپید: سپید[2]۔ (تیغ)

اُسْتُخوان: ہڈی۔ (قتیل)

اُشتُر: حاشا کہ نام دابۂ مشہورہ 'اَشتَر' بفتحتین باشد۔ آن اُشتُر است بہر دو ضمہ بر وزنِ 'پُر دُر'۔ 'شُتُر' مخفف آن دستور، مزید علیہ، چنانکہ سعدی را ست:

آن شنیدستی کہ وقتی تاجری در بیابانی بیفتاد از ستور

گفت: "چشمِ تنگِ دنیا دار را یا قناعت پر کند، یا خاکِ گور"

(دش، ق)

۱- میرزا صاحب نے اس لفظ کو ہر جگہ 'اسپہبُد' بضمِ با، لکھا ہے۔ دری کشا:، ۹، اُن کی حمایت کرتی ہے۔ لیکن جیسا کہ فرہنگِ انجمن آرای ناصری میں تصریح کی ہے، 'بَد' بفتح با کے معنی دارندہ اور صاحب ہیں۔ اور سپہبد وغیرہ کے آخر میں یہی لفظ واقع ہے، اسی لیے بفتح با پڑھنا چاہیے۔ فردوسی کہتا ہے: چو برداشت پردہ ز در ہیربد* سیاوش ہمی بود ترسان ز بد۔ لغت فرس: ۱۰۸۔

۲- میرزا صاحب فرماتے ہیں: "اصل اس کی یہ ہے کہ سپید شکم دو لغتِ جامد ہیں۔ ان پر الفِ وصل لاتے ہیں، جاہلوں، یعنی اشکم و اسپید کو لغتِ اصلی، اور شکم و سپید کو مخفف کہو"۔ (تیغ)

اُشتُرون: بہمزۂ مضمومہ و تای فوقانی مضموم، زنِ عقیمہ یانجہ (فش، تی، قق،)

اُشتُرہ: آلۂ حجامت۔ (فش، ق)

اِستِعذار: پوزش، پزش

اِستغاثہ: دادخواہی، جامۂ کاغذی پوشیدن، مشعل بکف گرفتن۔

استفادہ: درپیِ زانو نشستن۔

استقبال: پزیرہ۔

اُشتہ: بروزنِ دستہ، بمعنیٔ تخمِ برخی ازمیوہ۔ وآن خودمبدل منہ 'خستہ' است۔ وآن را چنانکہ 'استہ' گویند، 'ہستہ' نیز خوانند۔ (فش، ق)

استہزا: فسوس، کلاغ گرفتن۔

اِسفَندارمَزد واسفندارمز: ہم نامِ ماہست، وہم نامِ روز، وہم نامِ سردش۔ (فش، ق)

اُسلُوب: سان، طرز۔

اسم: نام (قن)

اُشتُر: اونٹ۔ (قن)

اُشتلم: بضمۂ الف وضمۂ تا وضمۂ لام، شدت۔ (د، تغ)

اِشتیاق: شاد خواست، خواہش۔

اُشغُر: بوزنِ اُشتُر، اسمِ جانوری است خار دار کہ بہندی ' سیہ' گویند۔ (پ، قن)

اِشکم: شکم۔ (تیغ)

اَشکُوب: بوزنِ اَجمُود، عبارت از درجۂ عمارت۔ (پ)

اِشگرف: شِگرف، نادر، عجیب۔

اِصطِکاک: بمعنیٔ آوازِ گشودنِ در (آ)

اَصَمّ: آگندہ گوش۔

اِطاعت: سر نہادن، گردن نہادن۔

اِعتراض کردن بر کلام: انگشت بحرف نہادن۔

اِعتراف: خط دادن، اقرار۔

اِعتکاف: گوشے میں بیٹھنا۔ (قن)

اَعَمّ: بنش۔ یہ لفظِ عربی۔ (آ، خ)

اُفتد: واقع شود۔ (آ، خ)

اَفدُستائی[۱]: یعنی نمایش۔ (م)

۱۔ لغت فرس: ۵، میں 'افدستا' کو بسکونِ فا و دال و کسرِ سین لکھ کر بتایا ہے کہ یہ پہلوی لفظ ہے جو 'افد' بمعنی شگفت اور 'ستا' بمعنیٔ ستایش سے مرکب ہے۔

افراختن : افراخت، افراختہ۔ بجای خا، شین نیز آید، یعنی افراشتن افراشت، افراشتہ۔ بحثِ مضارع در ہر دو صورت افرازد، افرازندہ، افراز، سراسر بحث بحذفِ الف نیز مسموع است۔ (پ)

افراز : بتقدیمِ رای بی نقطہ، صیغۂ امر است از افراشتن۔ (فش، ق)

اِفراطِ زحمت و رنج : در آب و آتش بودن۔

افروختن : افروخت، افروختہ، افروزد، افروزندہ، افروز۔ بحثِ مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ لیکن در بحثِ مصدر حذفِ الف نتوان کرد، چہ اندران صورت افروختن و افروخت، فروختن و فروخت می گردد، و آن بحثی است جداگانہ بمعنیٔ جداگانہ۔ (پ)

افروختنِ چراغ : برکردنِ چراغ۔

افزا : صیغۂ امر است از فزودن۔ (فش، ق)

افزار : بتقدیمِ زای نقطہ دار، در عرفِ ہند اوزار گویند، بمعنیٔ آلہ کہ جمع آن آلات است۔ (د، فش، ق)

افزودن : افزود، افزودہ، افزاید، افزای۔ سراسر بحث بحذفِ الف نیز جائز۔ (پ)

اَفْسار: بمعنیٔ پوزی۔ (آ، بر، خ، د، س، قن، م)

اَفْسَر: تاج۔ (آ، ج، د)

اَفْسُردن: افسرد، افسردہ، فسرند، افسرندہ، بحرکتِ را۔ فاعل وامر مسموع نیست۔ واین بحث بحذفِ الف نیز می آید۔ (پ)

افسوس: بالفِ مفتوح دواوِ مجہول، در فارسی بمعنیٔ حسرت وحیف ومرادفِ دریغ است۔ (فش، ق).

اَفْشار: نامِ قومی است از معتولِ ایرانیہ۔ قچر مثلہا۔ (فش، ق)

اَفْشُردن وفِشُردن: بیش از سہ معنی ندارد۔ یکی از جامۂ نمناک یا از میوۂ تازہ آب گرفتن، ہندیٔ آن نچوڑنا۔ دوم بزور در آغوش گرفتن یا بہ شکنجہ کشیدن، ہندیٔ آن بھینچنا۔ سہ دیگر چون با قدم یا با پای استعمال کنند، معنیٔ استوار کردن دہد، ہندیٔ آن گاڑھنا۔ فشرد، افشردہ، افشرد بحرکتِ را مضارع و نیز باضافۂ الف، یعنی افشارد۔ وفاعل وامر ازین مضارع استخراج شایند، افشارندہ، افشار سرا سرا این بحث بحذفِ الف نیز آید۔ (پ، فش، ق)

افْطار: روزہ کھولنا۔

اُفُقِ شرقی: کنارۂ خاوری۔

افکندن: بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ کافِ عربی، مصدری است پارسی و آن را "اپکندن" نیز نویسند و مبدلِ آن "اوکندن" است بلکہ "اوژندن" نیز، چنانکہ "شیر افکن" را "شیر اوژن" نویسند در صورتِ اول مضارع "افکند" خواہد آمد و بازاء "کندد اپکند و اوژند ہر چہار بحرکتِ اول و ثالث۔ افکند، افکندہ، افکند بحرکتِ نون، افکنندہ، افکن، سراسر بحذفِ الف نیز مسموع۔ (پ، فش، ق)

اقامت: آبخوردہ۔

اقرار: خط دادن، اعتراف کردن۔

اَکَدِش: بالف و دالِ مکسور، دو تخمہ، خواہی انسان و خواہی اسپ کہ آن را مُخَنَّس گویند، آن کہ پدرش از قومِ دیگر باشد و مادرش از قومِ دیگر۔ (پ، فہق، ق)

اُلاغ: خر، گدھا۔ (قن)

اَنجال: ہمیدن۔

اَنغُختن: بفتحۂ الف وضمۂ فا[1]، بوزنِ افشردن، مرادفِ اندوختن

۱۔ لغتِ فرس: ۳۰۷، میں بفتحِ فا لکھ کر رودکی کا جو شعر مثال میں پیش کیا ہے اس میں بخت اور رخت قافیے ہیں، نیز لفظِ الفغدہ بمعنیٔ اندوختہ کو بھی بفتحِ فا ہی لکھا ہے: ۴۳۳۔ دراصل یہ بھی الفغتہ ہی کا ایک لہجہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسدی کے نزدیک ضمۂ یا کی جگہ فتحہ با ہے۔

جمع کرنا۔ الفخت، الفختہ یعنی اندوختہ، الفخد بفای مفتوح، الفخ بمعنیٔ اندوزم، الفخندہ، الفخ۔ معلوم باد کہ از الفخد کہ مضارع است، الفخیدن پدید می آید (پ، د، تغ، فش، ق، م)

الفِ صیقل : عبارت از ان خطِ مستطیل است کہ ہنگامِ زدودنِ آیینۂ فولادی بر سطحِ آیینہ پدید آید[1]۔ (م)

اَلَنگ : بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ لام، اسم دیواری است کہ رو بروی لشکرکشند۔ و در ہندی قریب بدین معنی۔ (فش، ق)

امام : پیرو دستور، پیشوای دین۔ (فن)

اُمَّت : پیروانِ نبی۔

امروز : آج۔ (قن)

اَمشاسپند: بمعنیٔ فرشتۂ رحمت۔ (پ)

امید : آس۔ (قن)

اَمیر : مرادفِ نامیرندہ۔ و در ہندی نامیرندہ را امر، بفتحتین گویند۔ (فش، ق)

اَنباشتن: مصدرِ اصلی است، و انبار و مضارع و انبارامر۔ (فش، ق)

---

[1] ۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "فولاد کی جس چیز کو صیقل کرو گے، بے شبہہ پہلے ایک لکیر پڑے گی۔ اس کو الفِ صیقل کہتے ہیں۔" (آ)، خ، ع)

انباغ: بفتحۂ الف، بمعنیٔ "دو زن کہ یک شوہر داشتہ باشند۔" و آن را بہندی سوت و سوکن نامند۔ (پ، قن، م)

انبان: بفتحہ، گُون یا بُورا۔ (د، قخ)

انبر: بوزنِ قنبر[1]، افزاری کہ آتش بدان کشند، و آن را "دسپنا" نامند۔ (پ، قن)

انبساط: لابہ، لاغ۔

اَنبُوبہ: بوزنِ منصوبہ، نولہ را نامند کہ ہندی آن ٹونٹی است (پ)

اَنبُودن: مصدریست بدالِ بی نقطہ[2] بروزنِ افزودن، بمعنیٔ بہم آوردن و برروی ہم نہادن۔ ع: باغبانی بنفشہ می انبود۔

۱۔ لغتِ فرس: ۱۳۸، اور انجمن آرای ناصری میں "انبر" کو بفتحِ اول وضمِ ثالث وسکونِ ثانی لکھا ہے۔ خود میرزا صاحب نے بھی قادرنامے میں انبر کا مزید علیہ انبورہ درج کیا ہے، جو اس کا ثبوت ہے کہ انبر کی با مضموم ہے: اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہاں انبر کو بوزنِ قنبر لکھنے میں سہو ہوا۔

۲۔ میرزا صاحب کو اس لفظ کے بذالِ منقوطہ اور بمعنیٔ آفرینش ہونے سے انکار ہے، حالانکہ لغتِ فرس: ۲۹۲ میں بمعنیٔ آفرینش لکھ کر رودکی کا یہ شعر سند میں پیش کیا ہے:

بود دست در خاک باشد، یافتی ز ہیچان کز خاک بود انبوذست

یعنی گلہای بنفشہ می چید و بروی ہم می نہاد۔ (فش، ق)

آنبُور: آنبر، دسپنا۔ (قن)

آنبہ: آم۔ (قن)

انتظام: آرامشداد۔

انتظاری: بمعنیٔ انتظار[1]۔ (عس)

انجامِ جاوید پیوند: ترجمۂ ابد۔ (م)

انجامِ گزارش: فرجام۔

انداختن: ڈالنا۔ (قن)

اندام: بنون لغتِ فارسی است۔ (فش، ق)

اندراج: آمودن۔

اَندَرزَ: پند، نصیحت۔ (قن)

اَفدَرزدا: بمعنیٔ سرنگون۔ و 'دردا' نیز مستعمل است۔ (د ۲)

اندک: کم۔ اور اندک کا لفظ بھی اس معنی (یعنی سلجھا کلی) میں آتا ہے، بقولِ نظامی:

۱۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "انتظاری بمعنیٔ انتظار اساتذہ کے ہاں فارسی میں موجود ہے۔"

۲۔ دری کشا: ۱۰، بفتحِ اول و سوم۔

پس و پیش چون آفتابیم یکی ست — فرد غم فراوان، فریب اندکی ست

یعنی فریب بالکل نہیں، نہ یہ کہ کچھ ہے۔ (قن، ن)

اندوختن : اَلفختن، جمع کرنا۔ اندوخت، اندوختہ، اندوزد، اندوزندہ، اندوز۔ (پ، د، ق! فش)

اندوختی : توختی۔

اندودن : اندود، اندودہ، انداید، اندایندہ، اندا ی۔ (پ)

آندی : بالفِ مفتوح و دالِ مکسور، مرادفِ چندی[1]، عددِ مجہول را گویند۔ (د۔م)

اندیشیدن : سِگالیدن۔

انقلاب : جادر گردش، تغیرِ حال۔

انکارِ وجودِ بدیہی : آسمان بابر و پوشیدن۔

انگارہ : بمعنیٔ نقشِ ناتمام است کہ این را ''گردہ'' بلغتہ دبیرنگ' نیز گویند۔ و خاکا ہندیٔ آنست۔ دیگر ہر آہن و سنگ و چوب راکہ ہیئتِ خاص نداشتہ باشد و ہر پیکری کہ خواہند ازان تواںند ساخت، انگارہ نامند۔ متاخرین کہ استعارہ شیوۂ ایشانست ؎ کرر گفتنِ سرگزشت را نیز ''انگارہ

۱۔ دقع میں ہے: ''اندی بروزنِ چندی عددِ مجہول''

کردنِ سرگزشت، گفتہ اند، و نا تمام گزاشتنِ گفتار و کردار را انگارد گزاشتنِ آن قول و فعل نوشتہ اند۔ (پ، د، فش، ق، م)

انگبین: شہد، عسل۔ (آ، قن)

انگشت بحرف نہادن: بمعنیٔ اعتراض کردن بر کلام۔ (پ)

انگشتری: خاتم[1]۔ (آ)

اَنگُوزہ: ہینگ۔ (قن)

انگیختن: انگیخت، انگیختہ، انگیزد، انگیزندہ۔ انگیز۔ (پ)

اَدار: اوارجہ کہ مزید علیہ اوست، لفظی ست غیر متصرف بمعنیٔ دفترِ حساب۔ (فش، ق)

اَوْبارِیدن: ناخائیدہ فرو بردن۔ اوبار صیغۂ امر، و در آخر تحتانی (اوباری) مثلہ۔ (مک)

اَوْدَر: بہر دو فتحہ، بمعنیٔ عم، یعنی برادرِ پدر، چچا۔ (د، م)

آوْرَگ: بالفِ مفتوح بواو پیوستہ و رای مفتوح بکافِ فارسی زدہ، بمعنیٔ ریسمانی کہ آن را بسقف یا شاخِ درخت بندند و دو سرش را بر زمین گزارند و بر آن نشستہ بہوا آیند و روند۔ و بہندی جھولا نامند۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "خاتم بمعنیٔ نگین غلط" (آ)

اُورْمُزْد: داُرمُزد و ہُرمزد و ہُرمز، ہر چہار لفظ برای ہور اسمِ مشتری است کہ کوکبِ علم است۔ (فش، ق)

اَوَرَنْد: قلبِ اَروند ست کہ بفتحۂ نخستین و سومین می آید و رای قرشت بلام مبدل می گردد۔ و چنانکہ پیش ازین نوشتیم استعارۂ فر و شوکت و وقار و عظمت نیز دارد۔ (فش، ق)

اَوَرَنْگ: بہ در آمدنِ رای قرشت درمیانِ واو و نون بمعنیٔ تخت[1]۔ (فش، ق)

اوژندن: افگندن۔ اوکندن مبدل منہ افگندن۔

اوفتادن: اوفتاد، اوفتادہ، اوفتد، اوفت فاعل این نیز مسموع نیست۔ ہمانا وجہش این بودہ باشد کہ اوفتادن فعل اضطراری ست نہ اختیاری۔ دیگر باید دانست کہ این بحث بحذفِ واو نیز آید، یعنی افتادن بلکہ بحذفِ الف نیز رواست یعنی فتادن۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "تخت اور اورنگ سلاطین کے جلوس کے واسطے اور وسادہ و مسند امرا کے جلوس کے واسطے موضوع ہے۔ نظر اس اصل پر سلطان کو زیب افزای اورنگ، بہ اضافۂ لفظ سلطنت، اور امیر کو زینت بخشِ مسند، بے افزایشِ لفظِ امارت لکھو۔" (نامۂ غالب شاملِ عودِ ہندی)

اہرژہ: ناپاک را گویند۔ (فش، ق)

آی: حرفِ ندا۔ (رخ)

ایبک: بہمزۂ مفتوح و موحدۂ مفتوح، قومی از اقوامِ ترکستان۔ (کم)

ایت: بروزنِ زیت، در ہردو زبان اسمِ آفتاب۔ (فش، ق)

ایثار: ارزانش۔

ایستادن: واستادن وستادن، بمعنیٔ قیام آمدہ است۔ وچون مصدر بسہ صورت ست، ہرآینہ مضارع نیز سہ صورت دارد، ایستد، استد وستد، بسینِ مکسور و تای مفتوح۔ و حالِ مشتقاتِ دیگر نیز ہمچنین۔ (پ، فش، ق)

ایطا: وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں، جیسے الفِ فاعل گویا و بینا و شنوا، اور نون دالِ مضارع جیسے بزنند و بشکنند، اور الف نون حالیہ کا مانندِ گریان و خندان پس اگر یہ مطلع میں آپڑے تو ایطای جلی ہے اور اگر غزل یا قصیدے میں بطریقِ تکرار قافیہ ہو، تو ایطای خفی ہے۔ (رن)

اِیکُشیبہ: بالفِ مکسور و یای مجہول و کافِ عربیٔ مضموم، بمعنیٔ بزرگرد جاہمند۔ (فش، ق)

ایل: بالفِ مکسور و یای مجہول، درزبانِ مغل گروہ را گویند، و بمعنیٔ مطیع نیز آمدہ (فش، ق)

ایلچی: وخشور۔

اینت: بالفِ مکسور، بیای تحتانی و نون و تای فوقانی زدہ، بمعنیٔ مرحبا و زہی۔ (پ، س، م، ک، دہلی اردو اخبار شمارہ ۱۴ جلد ۱۰ بابت ۳ ماہِ اپریل ۱۸۴۸ء)

اَیوار: بفتحِ الف[1]، بمعنیٔ سفرِ روز۔ (ب، پ، د)

اَیوان: دالان بدال در ہندی ترجمۂ ابوانسف رفش ؟ ق،

۱۔ انجمن آرا میں اس لفظ کو بروزن دیوار لکھا ہے۔ یہی رائے صاحب دری کشا کی ہے۔ اُس نے معنی میں یہ لکھا ہے کہ "وقتِ عصر مقابلِ شبگیر کہ بمعنی صبح است"

ب

ب: موحدہ 'علی' کے معنی بھی دیتی ہے، پس جو کچھ 'بر' سے مراد تھی، وہ بای موحدہ سے حاصل ہو گئی۔ اور اگر بای موحدہ کے معنی معیت کے لیں، تو بھی درست ہے۔ (آ، خ)

باب: در۔

باج: ساو، خراج۔

باختر: بمعنیٔ مغرب۔ (ذلغات، م)

باختن: کھیلنا۔ باخت، باختہ، بازد، بازندہ، باز۔ (ہ، قنا)

باخرس درجوال شدن: عبارت ہے صحبت سے، خواہی مداہنت کے واسطے ہو، خواہی محبت سے۔ (عس)

باخہ: اسمِ کشف۔ و آنرا سنگ پشت نیز گویند کچھوا (پ، قن)

باد: باو۔ (قن)

باذافراہ: وبادافرہ، سزای کردارِ بد۔ (بر، د، م)

بادِ برین: بحرکت دال، پچھوا ہوا۔ (د، وتیغ)

بادِپَران: در معنی مرادفِ بادخوان و بادفروشست، یعنی مردم ستای و خوشامدگوی۔ فرق درین سہ لفظ جز اینقدر نیست کہ بادخوان و بادفروش آنرا خوانند کہ ستایش و خوشامد پیشۂ خویش کند و جزاین، ہنری نداشتہ باشد۔ و آنرا در ہندی بھاٹ گویند۔ و بادپران آنرا نامند کہ ستایش آیینِ وی باشد، نہ پیشہ۔ چنانکہ ندیمان امیران را ستایند۔ و تشدید رای مہملہ درین لفظ نہ ضروریست نہ ممنوع، بلکہ تخفیف افصح است۔ ظہوری فرماید:

در کوی تو پرواز کنان بلبل و قمری
گل، بادپران، سرو، ہوادار ندارد

(فش، ق)

بادزہ: و بادفرہ اسم چرمی مدور کہ ریسمانی دران انداختہ بگردانند۔ و ہندیٔ آن پھرکی است۔ (پ، قن)

بادنجان: بیگن۔ (قن)

بار: دخل۔ (د)

بارگاہ: خرگاہ، حضرت۔ (د، س، فش، ق)

بارنامہ: رونق۔ (پ، د)
بارو: فصیل۔ (د، م)
بارہ: قلعہ۔ (د، م، قن)
باز: پھر، کھلا۔ باز باوجودِ معانیٔ دیگر افادۂ معنیٔ مدت نیز می کند، چنانکہ از دیر باز و از کودکی یا زدا زان باز۔ (آ، فش، ق، قن)
باس: در لسانین مشترکست۔ بزبانِ دری اشارہ بماضیٔ بعید، و در عرفِ اہلِ ہند ایا بماضیٔ قریب، چنانکہ آب و نانِ دینہ و دوشینہ را باسی خوانند۔ دیگر باس در ہندی بمعنیٔ سکونت ست و در فارسی باش و باشندہ و بود و باش نویسند و گویند۔ و تبدلِ شینِ منقوطہ بسینِ بی نقطہ در ہر دو زبان دستور است۔ (دلش، ق)
باستان: بہائی مُوحّدہ، قدیم۔ (د)
باشگ: آسا، دہان درہ، خازہ، جمائی۔
باطل شدنِ ترکیب: از کار افتادن۔
باطل کردن: خط کشیدن، قلم کشیدن، محو کردن۔
بافتن: بانتن، باند، بافندہ، بافت۔ بافندہ، جولاہ، جولا، حائک، جولاہہ۔ (ریہاں، نش، ق)
بالا: ہم قامت را گویند و ہم رفیع را و ہم افادۂ معنیٔ مقدار کند

دربلندی، چون نیزہ بالا دبیل بالا۔ (فش، ق)

بالاخوانی: خود را افزون تر از اندازہ ستودن۔ (پ)

بالان: بموحدہ در فارسی مرادف آستان و والان بواد مبدل منہ آن۔ (فش)

بالش: تکیہ۔ (نخ، قن)

بالکانہ: تابدان[1]۔ (پ)

بالیدن: بالید، بالیدہ، بالا، بالندہ، بال (پ)

بام: کوٹھا۔ (قن)

بانگ: آواز۔ (قن)

بانو: بموحدہ والف و نون مضموم و واو مجہول، مرادف خاتون است در فارسی، و بنّو بحذف الف و تشدید نون در ہندی۔ (فش، ق)

باہو[2]: چوبدستی را گویند کہ شبانان دارند۔ (فش)

بایستن: بایست، بایستہ، باید مضارع۔ این را فاعل دامر

۱۔ لغت فرس: ۴۴۲ "بالکانہ دری کوچک بود در دیوار کہ از پنہان بیرون نگرند۔ و بود نیز کہ مشبک باشد۔"

۲۔ غالب نے اس لفظ کو غلطی سے ماہو بالمیم لکھدیا ہے۔

نباشد۔ (پ)

بپای: صیغۂ امرست از پائیدن باضافۂ بای زائدہ۔ (فش، ق)

بپکن: مبدلِ بفکن است کہ آن صیغۂ امرست از فکندن
بای موحدہ از زوائد است۔ (فش، ق)

بپوستین افتادن: بمعنیٔ غیبت کردن۔ (پ)

بت پرست: شمن۔

بَتیارہ: بہ بای مفتوح[1]، بلا، بھوسند۔ (د، تیغ)

بحر: دریا۔ (ق)

بچراغ رسیدن: بمعنیٔ توانگر شدن۔ (پ)

بخت: بھاگ۔ (ق)

بُختی: شتر مست۔ (م)

بُخش: بمعنیٔ حصہ و بہرہ۔ (فش، ق)

بخود فرو رفتن: بمعنیٔ متفکر و متحیر بودن۔ (پ)

بخور: کھا (ق)

بخیہ بر روی کار افتادن: بمعنیٔ ظاہر شدنِ امری پوشیدہ۔ (پ)

بخیہ زدن: آژدن۔

۱۔ لغتِ فرس: ۴۳۵، رشیدی، سراج اور مدی کشامیں بہای فارسی لکھاہے۔

بد: نکوہیدہ، بُرا۔

بدا: بفتحہ بد معروفست، والف افادۂ معنیٔ کثرت کند۔ بسیار بد۔ (بر، د، وقع، س، م، ک)

بدخو: دژخیم۔

بدخوئی: خشم، غصہ۔ (قن)

بدرزدن: اگرچہ لغوی معنی اس کے ہیں باہر مارنا، یعنی بدر باہر اور زدن مارنا۔ لیکن روزمرہ میں اس کا ترجمہ نکل جانا۔ (آ)

بدرمان درمان: درعلاج عاجز۔ (د)

بُدی: مخفف بودی۔ (عس)

بذر: بذالِ نخذ، بوزن وصورتِ نذر، درعربی تخم راگویند۔ (فق، ق)

بمعنا بر فر بمعنیٔ علی (فق ق)

برابر دو بدنِ دو کس: پاجفت دو بدن۔

برادر: بھائی۔ (قن)

برادرِ پدر: اودر، عم، چچا۔

برآمدن: ودرآمدن کا استعمال بعض متاخرین نے عام کردیا ہے یعنی درآید سے برآید کے معنی لیے ہیں۔ لیکن درکشیدن اور

ہے اور کشیدن اور کشیدن کی جگہ درکشیدن، بلکہ برکشیدن کی جگہ درکشیدن نہ چاہیے۔ (آ)

برآوَرْد: تخرجہ۔ (د)

بَرایہ: بیای مفتوح سبب۔ (د، وفغ)

بَرلَبَشت: بفتحتین، بمعنیٔ قاعدہ، قانون۔ (د، م)

برتافتن: برکاشتن۔

برجِ ثور: گاد۔

برجِ عقرب: کژدم۔

برجلیس: زاوش، سعد اکبر، مشتری۔

بَرْزخ: بمعنیٔ پارہ و لخت است۔ و برزخی بمعنیٔ لختی و پارہ۔ (فش، ق)

برخود بالیدن: کنایہ از ناز کردن و فخر کردن۔ (پ)

بَرْخَی: بفتحتین بروزن فَرْخی، بمعنیٔ صدقہ و قربان۔ (بر، پ)

برخیز: اُٹھ (تق) بُردارِ زبرو: اُچکّا، اُٹھائی گیرا۔ (تیغ)

بُردن، بُرد، بُردہ، بَرَد بحرکتِ فتحی را، برندہ۔ (پ)

بَرْز: کہ قافیۂ اَرز و مَرز ہست در فارسی بمعنیٔ زراعت آمدہ است۔ (فش، ق)

بَرزہ : برزگر، اسم فاعلِ زراعت است، بمعنی مُزارع، چنانکہ ناصر خسروِ علوی فرماید :

چو ورزہ بہ ابکار بیرون رود
یکی نان بگیرد بزیرِ بغل

دیگری سراید : ع برزگری داشت یکی تازہ باغ۔ در شعر اول : ورزہ مبدل منہ برزہ است۔ و ابکار مخففِ آبکار۔ و آبکار مقلوبِ کارِ آب۔ حاصل آنکہ چون کشاورز بہر آب دادنِ کشت از دِہ بدشت میرود، نان با خود میبرد۔ و این از اتفاقات است کہ بذر بذالِ شخذ، بوزن در صورتِ نذر، در عربی تخم را گویند۔ و ہم ازینجاست کہ دبیران روزگار ہر کجا برزگر دیدہ اند، بذرہ گر نوشتہ اند۔ (فش، ق)

بُرزن : بہر دو فتحہ، محلہ۔ (د)

بَرسان : بمعنیٔ امت آمدہ۔ اما بی مضاف الیہ نیارند، یعنی برسانِ فلان نہ۔ و آن خود پیداست کہ بر بمعنیٔ علی و سان بمعنیٔ طرز و اسلوب ست۔ (فش، ق)

بَرسَم : کو مسواک از روی مجاز کہتے ہیں۔ ورنہ وہ دانتوں نہیں جو دانت مانجھنے کا آلہ ہے۔ ایک روشیدگیٔ خاص کی نرم نرم

شاخین ہیں کہ ژند پڑھتے وقت ہات میں رکھتے ہیں۔ (تیغ)

برشتن : بباو رای مکسور، برشت۔ این را مضارع نباشد۔ (پ)

بُرّشِ دید : بضمهٔ بای موحده و تشدید رای قرشت مکسور بشین زده[1]، ترجمهٔ قطعِ نظر۔ (د، م)

بر شکستن محفل : عبارت از پراگنده شدن مردم آن مجمع (پ)

برق : آذرگشسب، بجلی۔ (د، قن)

برکاشتن : مرادفِ برتافتن و گرداندن و گرداهیدن ہست۔ و تا این کلمهٔ ثنائی، یعنی بای ابجد و رای قرشت، در اول نفزایند، معنیٔ گرداندن ندہد۔ و تا لفظِ رو یا رخ در اول نیارند، تنہا برکاشتن معنیٔ روگرداندن زنہار ندہد۔ (فش، ق)

بَرَکت شدن : بفتحِ با و فتحِ را و فتحِ کاف، بمعنیٔ تمام شدن آید۔ (پ)

برکردنِ چراغ : بمعنیٔ افروختنِ چراغ۔ (پ)

بِرَکه : بکسرهٔ بای موحده و فتحهٔ کافِ تازی و اخفای ہای ہوز، بمعنیٔ حوض۔ (م)

۱۔ لیکن و تیغ میں بحرکتِ شین، لکھا ہے۔

برگ : پتا ساز و سامان۔ (قن)

برگ ریز : پائیز، خزاں۔

برگِ عافیت : مایۂ آرام۔ (ع)

بُرْنا : نوجوان۔ (د، قط، قن)

بَرْنہاد : بمعنیٔ دستور و قانون و قاعدہ۔ (د، م)

بروت : سَبلت، مونچھ۔ (قن)

بُرون : بمعنیٔ سوا۔ (د)

بروی ہم نہادن : انبودن۔

بَرَّہ : حمل، میگھ۔ (د)

برہنہ : رُست، عریان۔

بَرِید : بروزنِ بعید، بمعنیٔ قاصد۔ (م)

بریدن : کاٹنا، برید، بریدہ، برد بنای مضموم، بریدہ

این بحث بتشدید را نیز می آید۔ (پ، قن)

بریدم من از فراغ : یعنی قطعِ نظر کردم از فراغ ونومید شدم

از فراغ۔ (آ، پ، قن)

برینی : علوی۔ برینیان : علویان۔ (د)

بزرگ : فریود، مہ۔

بزرگی : فرتاب، پرتاب
بزور در آغوش کشیدن : افشردن، فشردن، بھینچنا۔
بزور فرو کردنِ چیزی درچیزی : سپوختن۔
بَزَہ مند : یعنی مجرم۔ (م)
بَست : بفتحِ با، صیغۂ ماضی، نہ اسمِ طنابی است کہ در اِصطبلِ
خسروانِ ایران بندند، ہر گنہگار کہ خود را بوی رساند، از
انتقام ایمن باشد! (پ)
بِشت : بیس، تومان، تمن۔ (قن)
بِستر : بچھونا۔ (قن)
بَستن : باندھنا۔ بست، بستہ، بندد، بندندہ، بند۔ قاملِ این
درعبارت بکار نمی زند۔ (پ، قن)
بسرِ زلفِ سخن رفتن : یعنی بنازہ تکبر حرف زدن۔ (پ)
بسفر رفتن : پاخانی کردن۔
بسیار بد : بدا۔

۱۔ انجمن آرای میں لکھا ہے : "درساین زمان اصطلاح شدہ کہ مردی کہ
از بیم باصطبلِ بادشاہ گریزد یا درمرقدِ امامزادہ پناہ بردہ بنشیند
تا بحقیقتِ امرِ او برسند، گویند : بست نشستہ۔"

بِسْمِل: لغتی است باستانی و لفظی است قدیم۔ یعنی ذبح شدہ و گلو بریدہ۔ (فش، ق)

بَسیج[1]: لغتِ فارسی، بمعنیٔ قصد ہست۔ (بُ، فش، ق، م)

بسیط: اَروند، آلوند۔

بشکنجہ کشیدن: افشردن، فشردن، بھینچنا۔

بِشْنو: صیغہ امر ہست از شنودن۔ ترجمہ کن، یعنی، ہو بہا۔ (دقع)

بَطِّی السَّیر: دیر پاہ۔

بگریز: بھاگ۔ (قن)

بگزار: فرو ہل۔

بگو و بشنو: دو صیغۂ امر ہیں گفتن و شنیدن کے اور اُن پر موحدہ زائدہ ہے۔ مثلاً ع گویم و شنوم اور امر گو اور شنو۔ (تیغ)

بلبل: ہزار، ہزار دستان، ہزار آوا۔

بلند آوازہ گشتن: بمعنیٔ شہرت۔ (فش، ق)

بنا بآب رسیدن: لازمی اور بنا بہ آب رسانیدن، متعدی باجماعِ جمہورِ اسناد ہیں سے ہے۔ یعنی ہم بمعنیٔ استحکام و ہم بمعنیٔ

۱۔ انجمن آرا: بائے اول مفتوح و ثانی مکسور و یائے مجہول" و لغت دیگر: "، ”بیای فارسی“

انہدام۔ درصورتِ استحکام نیو کا گہرا کھودنا مقصود ہے۔
اور درصورتِ انہدام، لطمۂ امواجِ سیلاب مدِ نظر ہے۔
آب در بنا رسیدن، بمعنیٔ خرابِ بنیاد قیاس ہے۔ اساتذہ کے
کلام میں میں نے نہیں دیکھا۔ اگر آیا ہو تو درست ہے۔ ہاں'
بآب رسانیدنِ بنا کہ بظاہر "آب در بنا رسیدن" کا متعدی
فیہ ہے، بلغا کے کلام میں نظر آیا ہے۔ لیکن اضداد میں سے
ہے۔ بمعنیٔ ویرانی۔ بنا مستعمل و ہم بمعنیٔ استحکامِ بنا۔ اس کا
لازم ڈھونڈھیے' تو رسیدنِ بنا بآب ہے، نہ رسیدنِ آب
در بنا، جیسا کہ نعمت خانِ عالی کہتا ہے:

نیست محکم، گر رسد بنیادِ دنیا تا بہ آب
چون حباب، این خانہ بی بنیاد میدانیم ما

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیدنِ بنا تا بآب موجبِ استحکام
ہے۔ اور شاعر باوجودِ دلیلِ استحکام بنا کو نا استوار جانتا
ہے۔ صائب کہتا ہے:

چگونہ شمعِ تجلی ز رشک نگدازد؟
رُخِ تو خانۂ آیینہ را بآب رساند

حاجی محمد جان قدسی:

بگوشِ عطایش رساند این خطاب

کہ بنیادِ کان را رساند بہ آب

یہ دونوں شعر مفیدِ معنیٔ ویرانی ہیں۔ قصہ مختصر، بآب رسیدنِ بنا، خرابیٔ خانہ و بآب رسانیدن، متعدیٔ آن و رسیدنِ آب در بنا، نامسموع۔ (ع، عس)

بنابران : لاد بران۔

بنازونکبر حرف زدن : بسبر زلف سخن رفتن۔

بُنْدار : بمعنیٔ دارہ و غدہ و توشک (توشہ) خانہ۔ (بز، پ، س)

بَنْدباز : بمعنیٔ رسن باز۔ و ریسمان باز نیز گویند۔ و آن را بہندی نٹ گویند۔ (پ)

بندگی : عبادت۔ (قن)

بُنْدہ : بیای موحدۂ مضموم است۔ بندہ بروزن گندہ، و بند بروزنِ تند، چنانکہ بوند در ہندی باندک تغیر از توافقِ لسانین است۔ (فخ، ق)

بنوا آوردن : چنگ و نی و امثال این را نواختن۔

بَوَاد : بیای مفتوحہ بمعنیٔ مانند۔ (م)

بودن : بود، بودہ، بود بحرکتِ داد۔ چون ازین مضارع

استخراجِ فاعل وامر نخواستند، این مصدر رامضارعِ دیگر دادند۔ وفاعل وامر ازان بدرکشیدند۔ باشد، باشندہ، باش۔ (پ)

بود اور باشد کہ دونوں صیغے مضارع کے ہیں، بمعنیٔ ہست البتہ آتے ہیں۔ (آ)

بوسہ : چمی، ترجمۂ قُبلہ۔ (قن، م)

بوسیدن : بوسید، بوسیدہ، بوسد، بوسندہ، بوس۔ وآن بدو معنی است۔ وفاعلِ آن بمعنیٔ دوم رسم نیست۔ (پ)

بوشاسپ : وبوشپاس[1]۔ قلبِ ہمدیگرد درمعنی ترجمۂ رویاست ودولغت نیست، یک لغت است کہ بصفتِ قلب دو صورت پذیرفتہ است، مانند کلارک وکرالک وکنارو کران ونیام ومیان۔ (فش، ق)

بُول کردن : آب تاختن۔

بُوم : بموحدۂ مضموم، درپارسی زمین راگویند، ودرہندی "بھوم" بتغیرِ لہجہ وآمیختنِ موحدہ بہای ہوز۔ (فش، ق)

بومادران : زاپیز۔

۱۔ انجمن آرامیں بااول مضموم وواو مجہول اور دری کشامیں ش بواو معروف لکھاہے۔

بہا: قیمت، مول، نرخ۔ (قن)

بہیاد: عافیت۔طلبِ عافیت۔ (د)

بہرام: مریخ۔ (د)

بہرام روز: بسکونِ میم، سہ شنبہ، منگل۔ (د، قغ)

بہرہ: بخش، حصہ۔

بہم آوردن: انبودن۔

بہشت: جنت، روضۂ رضوان، فردوس، مینو۔(فش، ق)

بی آرام: نعل در آتش، بی چین (قن)

بیابان: جنگل۔دشت، صحرا۔

بیارہ: بیای مفتوحہ آن روئیدگی را گویند کہ ساقش افراختہ نبود،
مثلِ خربزہ و خیارہ و کدو۔ و بہندی آن را بیل گویند
بیای مکسور۔ (پ)

بی پیر: تورانی بچہ ہای ہندی نژاد کا تراشا ہوا ہے - - - - -

۱۔کلیات نثر فارسی میں دستنبو کے خاتمے پر فرہنگ الفاظ دی گئی ہے ۔یعنی
دول اُس میں مندرج ہیں۔معنی ثانی دستنبو کے جداگانہ چھپے ہوئے نسخے
میں غالب نے اپنے قلم سے حاشیے پر لکھے ہیں۔

۲۔انجمن آرا "بروزنِ شمارہ بمعنیٔ درختی کہ ساقِ آن افراشتہ نبود"

میرزا جلال علیہ الرحمہ مختار ہیں اور اُن کا کلام سند ہے۔ میری
کیا مجال ہے کہ اُن کے باندھے ہوئے لفظ کو غلط کہوں۔
لیکن تعجب ہے اور بہت تعجب ہے کہ امیرزادۂ ایران
ایسا لفظ لکھے ۔ . . . بے پیر ایک لفظ ٹکسال باہر ہے۔ (اخ)

بیت الحرام: کعبہ (ق ن)

بی حرکت و بی حس: فغاک، فغوارہ۔

بی خبری: ہنوبس۔

بیختن[۱]: بیخت، بیختہ، بیزد، بیزندہ، بیز۔ این بمعنی گرز راندن چیزہای خشک است از پارچہ مثل آرد وغیرہ۔ (پ)۔

بیخود: مدہوش۔

بیدار بودن: جاگنا۔ (ق ن)

بیرنگ: خاکا۔ (پ، د)

بیرون کشیدن: آہ خلق۔

بیش: بیای موحدہ، نام قسمی از اقسام زہر۔ (فش، ق)

۱۔ پنج آہنگ کے نسخۂ مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں بیختن مع مشتقات بای فارسی سے لکھا ہے، اور کلیاتِ نثر مطبوعۂ نولکشور ۱۸۶۸ء میں صرف مصدر بای ابجد سے اور بقیہ مشتقات بای فارسی سے لکھے ہیں۔

بیشہ : کُنام -
بیضہ : خایہ، خایک - ہاگ -
بیقرار کردن : آبگینہ در جگر شکستن، خار بہ پیرہن ریختن، شرار بہ پیرہن ریختن - شیشہ در جگر شکستن، لعل در آتش نہادن -
بیکار : آنکہ کار نیابد - (فش، ق)
بیکس : آنکہ ہیچ یار و غمخوار نداشتہ باشد - (فش - ق)
بیل : پھاوڑا - (د، تغ، تن)
بیمار داری : تیمار -
بیمر : یعنی بیشمار، بیحد - (د، م)
بیمراد : آنکہ ہیچ مراد نداشتہ باشد - و این کمالِ غناست، غنی - (ع، فش، ق)
بینوا : رُت - تہیدست -
بینی : ناک (فن)
بیوہ : ببای موحدۂ مفتوح و یای تحتانی مضموم و واوِ معروف، عروس را گویند - و بیوگانی عروسی را خوانند[2] - و ہمین پیوست

---

۱ - میرزا صاحب فرماتے ہیں: "وہ کہ جس کا صفحۂ ضمیر نقوشِ مدعا سے سادہ ہو، از قسم بے مدعا، و بے غرض و بے مطلب - (عس)

۲ - لغتِ فرس: ۲۷۸، ۵۲۸، "بیوگ عروس، و بیوگانی عروسی"

کہ در ہندوستان بہای ہوز اشتہار دارد، یعنی بہو۔
چنانکہ بانو کہ لفظِ فارسی الاصل است، در ہند بحذفِ الف
و تشدیدِ نون مشہور ست۔ ۔ ۔ این کہ مردم بہو را بیوگ گمان
کردہ و کافِ پارسی را جزوِ کلمہ دانستہ اند، ناشی از فریبی است کہ در
لفظِ بیوگانی خوردہ اند چنانکہ از زندہ زندگانی و از مُردہ مُردگانی۔
حال آنکہ این قیاس غلط است۔ ہای مختفی خود در آخرِ این
اسم نیست کہ بکافِ فارسی بدل شود۔ کافِ پارسی نیز نیست
لاجرم اہلِ زبان وقتی کہ وضعِ مصدر خواستند، چون بیوہ ہای
مختفی در آخر نداشت، دانستند کہ بغیر افزودنِ لفظی کہ بالف
بپیوندد، الحاقِ یای مصدری محال است۔ کافِ فارسی
افزودند تا بیوگانی صورت گرفت۔ (فش، ق)

پ

پای : در ہندی پانو گویند کہ با گانو قافیہ تواند شد[1]۔ (فش، ق، قن)

پا از پیش رفتن : بمعنیٔ لغزیدنِ پا و افتادنِ شخص (پ)

پا افزار : اسم کفش است، یعنی آلۂ پا۔ (فش، ق)

پا افشردن : پا استوار کردن، گاڑھنا۔

پاجامہ : اسم شلوار ست، یعنی جامۂ پا۔ (فش، ق)

پاچایہ : بجیم تازی، اسم مُستَراح است۔ و این کہ در عرف مستراح را پاخانہ گویند، ہمان تصحیفِ پاچایہ است کہ شہرت

۱- میرزا صاحب نے تیغ تیز میں لکھا ہے کہ "فارسی میں رحل کو پای کہتے ہیں اور در صورتِ تخفیف، تحتانی کو حذف کر کے پا کہتے ہیں"۔

یافتہ۔ (فش، ق)

پاجُفت دویدن: برابر دویدنِ دو کس۔ (پ)

پاچک: غوشاک، اُپلا۔

پاچۂ گاو: کراع بروزنِ صُراح، جمع اکارع۔ (تیغ)

پاخاکی کردن: بمعنیٔ بسفر رفتن۔ (پ)

پای باف: جولاہہ۔ (پ)

پایخوان: بمعنیٔ ترجمہ۔ (د، فش، ق، م)

پاد: بمعنیٔ بزرگ، پادشاہ یعنی سلطانِ عظیم، پادشاہ

۔ میرزا صاحب تیغِ تیز میں لکھتے ہیں: "پاخانہ و پاجایہ دونوں متحد المعنی ہیں۔ وہ پانو کا گھر، یہ پانو کی جگہ۔ قدم جای و قدم خانہ دونوں اُن کے مرادف۔ مسمی ایک اور اسم چار۔۔۔ پاجایہ میں ہای ہوز نسبتی نہیں، ہای زائدہ ہے، جیسے بوس و بوسہ، آتش گرد، آتش گردہ۔ بلکہ عربی لغات میں بھی جیسے موج و موجہ، یا جیسے سبز کے آگے ہای ہوز بڑھا کر سبزہ ایک اسم قرار دیا ہے۔ اسی طرح پاجای کے آگے ہای ہوز لگا کر اسم بنا دیا۔ در اصل نہ پاخانہ پانو کا گھر نہ پانو کی جگہ۔ پای اور پا زبانِ فارسی میں ادوان اور ساز دل چیز کو کہتے ہیں۔ جیسے کناس کو پاکار۔ چونکہ یہ گھر اور جگہ ذلیل ہے، اس کو پاخانہ اور پاجایہ کہا۔"

بموحدہ غلط[1]۔ مخفف پادیاب، بمعنیٔ شستن۔ پادزہر یعنی شویندۂ زہر[2]۔ (تیغ)

پاداش: بمعنیٔ جزای عملِ نیک آید۔ (پ، د، م)

پادیاب: و پاد یاو ہر دو لغت بدالِ ابجد، اول بہای موحدہ در آخر و دوم بواو در آخر، در زبانِ فارسیٔ قدیم شست و شو راگویند و بس[3]۔ (فش، ق)

پادیر: بدالِ بی نقطہ، چوبی راگویند کہ در زیرِ سقفِ شکستہ نہند، و آن را در ہندی اڑواڑ گویند۔ (فش، ق)

پاردُم: دمچی۔ (قن، م)

پارسا: در ہندی سادہ بہای مختلط در آخر۔ (فش، ق)

پارہ: برخ، لخت، لتہ۔

پازاج: بجیم سہ نقطہ زنی راگویند کہ خدمتِ زنانِ باردار کند

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "پاد بڑا پرانا لغت بمعنے بزرگ ہے۔ اور اسی سے مرکب ہے پادشاہ یعنی سلطانِ عظیم۔ بادشاہ بموحدہ غلط ہے۔ چونکہ ہندوستان میں پادگوز کو کہتے ہیں، اس لیے بای فارسی کی جگہ موحدہ لگا دی ہے۔" (تیغ)

۲۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ازالۂ سمیت کا استعارہ ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے تیغِ تیز میں لکھا ہے کہ جز نسیم اور گشتی دھونے کو پادیاب کہتے ہیں۔"

و بچہ از شکم بردن آرد۔ و در عربی آنرا قابلہ گویند، و در ہندی،
دائی جنائی۔ و آنرا بیش نشین نیز گویند۔ (پ، تیغ، فش، ق))،

پاساو: بمعنیٔ حفظِ وضع۔ (زپ، د)

پاسبز: بمعنیٔ دلیل و رہنما۔ (پ)

پاشیدن: پاشید، پاشیدہ، پاشد، پاشندہ، پاش (پ)

پاغند: روئی کی پونی۔ (قن)

پاغوش: بغینِ مضموم و واوِ مجہول، بمعنیٔ غوطہ۔ (پ، م)

پاک: دیژہ، پاکیزہ۔

پاکار: خاکروب۔ کنّاس۔ (تیغ، د)

پالا: امر است از پالودن۔ و اسپِ کوتل را گویند۔ (پ)

پالاآہنگ و پالہنگ: مخفف پالاآہنگ است۔ یعنی کشندۂ
اسپِ کوتل۔ و این اسمِ ریسمانیست کہ آنرا بہندی باگ ڈور
نامند۔ (پ، م)

پالوان و پالوانہ: در یک فرہنگ ہر دو بنون اسم طائری سیاہ
رنگ می نویسد کہ غیر پرستوک است۔ (قش، ق)

پالودن: پالود، پالودہ، پالاید، پالایندہ، پالای۔ این بمعنیٔ
گزراندنِ سائلات است از پارچہ مثلِ آب و شراب۔ (پ)

پاہنگ: بہای مفتوح، اسمِ دیگرِ آن پا افزار، عبارت از کفشِ پاست۔ (پ)

پائیز: تانیۂ کاریز، اسمِ خزان ست۔ و میزان و عقرب و قوس، این سہ ماہ فصلِ خزانست۔ و این را پایزہ برگریز نیز نامند (پ، فش، ق)

پایاب: معروف۔ بمعنیٔ طاقت و مقدور۔ (پ)

پتیا: بای اول مفتوح، دساتیری قدیم بمعنیٔ پیام۔ و پاتی در ہندی بمعنیٔ مکتوب۔ (فش، ق)

پختن: پخت، پختہ، پزد، پزندہ، پز۔ (پ)

پخجیدن: بمعنیٔ با زمین ہموار شدنِ چیزیست کہ آنرا بزور بر زمین زدہ باشند و پخشیدن مبدل منہ آن۔ (فش، ق)

پخسیدن: ببای فارسیٔ مفتوح و سین مہملہ مکسور بر وزن بخشیدن، بمعنیٔ پژمردن است از گرمیٔ بادِ سموم و تفِ آتشِ تیز۔ و پخسانیدن و پخسانیدن باضافۂ تحتانی متعدیٔ آن۔ (فش، ق)

پدرزن: بفتحِ اضافت سسرے کو کہتے ہیں۔ خسر لغتِ عربی نہیں۔ ہندیٔ مفرس۔ (خ)

پَدْرُود: رخصت۔ (پ)

پرافشان: بمعنیٔ بیتاب۔ (ع)

پرچین کاری: خاتم بندی۔ (د)

پراگندہ شدنِ مردم: برشکستنِ محفل۔

پرالک: پلارک۔ (دتیغ)

پرخوار: لت انبان، شکم بندہ۔

پرداختن: پرداخت، پرداختہ، پردازد، پردازندہ، پرداز۔ (پ)

پردہ از روی کار افتادن: بمعنیٔ ظاہر شدنِ امری پوشیدہ (پ، قظ)

پرستش: پوجنا۔ (مک)

پرستوک: بپای فارسیٔ مفتوح و رای مفتوحِ بسین زدہ و تای مضموم، ابابیل۔ پرستک بحذفِ واو نیز اسمِ ابابیل است۔ (پ، د)

پرسش: پوچھنا۔ (مک)

پرگر: ہنسلی۔ (قن، دہلی اردو اخبار)

پرہوار: بپای فارسیٔ مفتوح خانۂ تابستانیٔ ہوادار۔ (پ، دتیغ، م)

۱۔ ادی کشا: ۱۹۔ پرودنِ فرسود۔

پرویزن : غربال، چھلنی (قن)

پُرّہ : نتھنا۔ (قن)

پرہیزگار : خشک دامن، متورع۔

پری افسای و پریخوان : کسی را گویند کہ علمِ تسخیرِ جنات داشتہ باشد۔ (فش، ق)

پریدار : آنست کہ یکی از ارواحِ خبیثہ بادی یار شدہ باشد، داد معرکہ گیری کند و بساطی گسترد و گل بر افشاند و بصدای دف و دہل برقص آید و سر جنباند و دران حالت از مکنوناتِ ضمیرِ مردم خبر دہد ظہورِ این حالت از بہرِ دی اختیاری باشد۔ ہرگاہ خواہد، چنین کند، ورنہ دائم ہوشمند باشد و بکارہای دنیا پردازد۔ (فش، ق)

پری زدہ و پری گرفتہ : کسی را گویند کہ ارواحِ خبیثہ اورا بقہر و تسلط فرو گیرند۔ لاجرم این چنین کس پیوستہ رنجور و مجنون و بیخود باشد۔ بلکہ بسا مردم درین رنج بمیرند۔ و در عرف این علت را آسیب نامند۔ (فش، ق)

پریدن : پرید، پریدہ، پرد، پرندہ، پر، (پ)

پریشیدن : مصدرِ اصلی حقیقی نیست۔ از بہرِ ضرورت یا برای

تفنن پریشان را کہ اسم جامد ست متصرف ساختہ اند۔ بپریشد
صیغۂ مضارع است از پریشیدن [1]۔ (فش، ق)

پُرزِش: پوزش، عجز، استعذار۔

پزہ و پوزدان: چیزی کہ برآن ذرون دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پزیرفتن: پزیرفت، پزیرفتہ، پزیرد، پزیرندہ۔ پزیر۔ نوشتن بذال
نزدِ نامہ نگار خطا ست گرفتم کہ در پزرفتن و پزیرفتن ذال
معجمی بجای زای ہوز ملفوظ بجمہور ست۔ (پ، فش، ق)

۱۔ اغنیٔ فرس: ۱۳ ۵۔ زری کتاب ۱۹ میں پراشیدن کے معنی پریشان شدن
وبیخود گشتن لکھے ہیں۔ اور ص۲ پر پرشیدن کے معنی پریشان گردانیدن
و بیخود گشتن بتائے ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں فرماتے ہیں: "خلاصہ میری تحقیق کا یہ ہے کہ پزیرفتن
گزاشتن، گزشتن، گزاردن اور اُن کے مجموع مشتقات اور اسمای شہور
وایام مثلِ آذر و اسفند ارمزد وغیرہ سب زای ہوز سے ہیں۔ اور تندرو
اور کاغذ اور گنبد یہ تین لغت بھی بدال ہیں۔ اور یہ فارسیٔ قدیم کے
موافق ہے۔ گنبد کی دال پر نہ اسلاف نقطہ دیتے تھے نہ اخلاف دیتے
ہیں۔ تندرو کی دال پر نقطہ دینے والے لغو اور پوچ اور بیخبر ہیں۔ کاغذ
کا نقطہ دینا اور پڑھنا ناچار قبول کرنا پڑا، اور مرگِ انبوہ کو جشن سمجھنا پڑا۔"

پذیرہ: بہای ہوز، بمعنیٔ استقبال و استقبال کنندہ[1]۔ (د، م)

پِژشک: بیاد زای فارسیٔ مکسور، بمعنیٔ طبیب و حکیم۔ پژشکان جمع آن بحکما۔ (پ، د، قغ)

پژمردن از گرمی: پخسیدن۔

پژمردہ: نژند۔

پژوهیدن[2]: پژوهیده، پژوهد، پژوهنده، پژوه۔ (پ)

پَساوند[3]: در نظم ردیف را گویند۔ (د، قش، ق)

پِشت: بیای مکسور، عربی سویق، و ہندیٔ آن ستّو۔ و آن آردی ست بریان۔ (پ، قن)

پَسُودن[4]: بیای فارسی، ترجمۂ لمس و مساس است، چھونا

۱۔ لغت فرس: ۴۷۷، پذیرہ بالذال وہای ہوز در آخر بمعنیٔ استقبال و دری کشا: ۲۰، پذیرا بفتح اول والف در آخر بمعنیٔ استقبال کنندہ۔ میری دانست میں دستنبو، طبع نولکشور، کے کاتب، نے غلطی سے الف کی جگہ ہای ہوز لکھدی ہے۔

۲۔ دری کشا: ۲۰، بکسرِ اول بمعنی جستجو کردن، عربی تفحص۔

۳۔ دری کشا: ۲۱ بفتح اول۔ لیکن دستنبو ص۲ میں میرزا صاحب نے بمعنی قافیہ لکھا ہے

۴۔ دری کشا: بر وزن نبودن۔ دجو ۲۱

و پسودہ مفعولِ آن، چھوا ہوا۔ و ناپسودہ نقیضِ آن؛ یعنی
اچھوتا۔ (د، قغ، فش، ق)

پشتِ چشم نازک کردن: یعنی آزردہ شدن از راہِ ناز۔ (پ)

پُشتہ: کریوہ، تل۔

پُشتہ و پوشتہ: چیزی کہ دُرون برآن دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پُشک[1]: مینگنی۔ (قن)

پشہ: مچھر۔ (قن)

پشیمانی: ندامت۔

پلارک[2]: ہم تیغ؛ ہم جوہرِ تیغ۔ تلوار۔ (لہ، پ، د، قغ)

پلہ: بہای فارسیٔ مفتوحہ ولامِ مفتوحہ، ہندیٔ آن پیوسی۔ (پ)

پن: بہای فارسیٔ مفتوح، لیکن۔ (د)

پنام: بہای فارسیٔ مفتوح دوزنِ بالف ومیمِ زدہ، مجازاً التعویذ
را نامند۔ (فش، ق)

پناہ: ہندی آسرا۔ (آ)

پنگنبہ: ردئی۔ (قن)

۱۔ لغتِ فرس، ۲۹۳، بضمِ بای فارسی۔

۲۔ بروزنِ تبارک۔ دربی کش: ۲۱۔

پنبہ دانہ : بِنوْلا۔ (قن) **پنجاہ** : پچاس ۔ (قن)

پَند : اندرز، نصیحت۔ (قن)

پُوت : بہای پارسیٔ مضموم و واوِ معروف، در پارسی جگر را گویند و در ہندی پسر را۔ ۔ ۔ ہمانا پوت فارسیٔ قدیم است۔ (فش)

پُود : باتا۔ (قن)

پودنہ : اسمِ طائری است مشہور۔ (فش، ق)

پودینہ : بروزن موئینہ، تزہ را گویند کہ عربیٔ آن نعناع است (فش، ق)

پوزش : پُزِش، عجز، استغدار۔ (فش، ق)

پوست : کھال۔ (قن)

پوشتن : ببای فارسیٔ مضموم و واوِ مجہول، و پِشتن بی واو، مصدری است پارسی الاصل، و مضارع نیز دو صورت دارد : پوزد و پُزد۔ ہر آینہ مصدرِ مضارعی نیز دو گونہ میتوان ساختن : پوزیدن و پُزیدن۔ اما معنیٔ این ہر چہار، دعا خواندن و بر آب و شربت دمیدنست۔ و این چنین دعا را در پارسی "دُرون" گویند بدالِ مضموم و رای مضموم و واوِ معروف۔ و چیزی را کہ دُرون بران دمیدہ باشند، پوشتہ و پِشتہ و پوزہ و پُزہ گویند۔ و پوزش و پُزش حاصل

بالمصدر پوزیدن و پوزش است که مجازاً بمعنی عجز و استغفار آید۔ (فش، ق)

پوشتہ و پشتہ: چیزی کہ درون بران دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پوشیدن: ہم لازمی و ہم متعدی۔ پوشید، پوشیدہ، پوشندہ، پوش۔ (پ)

پولاد: ہمان مبدل منہ فولاد ست کہ بفتح است در ہر شہر و دہ مشہور (فش، ق)

پولہ: باثانی مجہول، مضمحل۔ در ہندی نیز بدین معنی شہرت دارد (فش، ق)

پوییدن: پویید، پوییدہ، پوید، پویندہ، پوی۔ (پ)

پہنا: عرض۔ (د)

پیام: پتیا۔

پیر: سالخورد، بوڑھا۔ (ق)

پیراستن: پیراست، پیراستہ، پیراید، پیرایندہ، پیرا، صیغۂ امر استنا از پیراستن۔ و این مصدر مع مشتقات بفتح بای فارسی است۔ (پ، فش، ق)

پیرامن: گرداگرد۔ (دتیغ)

پیرِ خرف: سترا بہترا۔ (آ، خ)

پیرہ دخشور: امام۔ (فش، ق)

پیشرو: مقدمہ، الاپ۔ (بر، س، ق)

پیش نشین: ہندیٔ آن والی جنائی۔ (پ)

پیغارہ: بفتحۂ بای پارسی، بمعنیٔ طعنہ۔ (پ، د، م)

پیغمبر: دخشور، ایلچی، پیمبر، رہنما۔ (فش، ق، قن)

پیغولہ: ببای فارسیٔ مفتوح، بمعنی گوشۂ از دشت وصحرا۔ گھائی،
وبمعنی گوشۂ چشم نیز آید۔ (پ، د، قغ)

پی کور کردن: بکافِ تازی مضموم، مرادفِ پی گم کردن۔ (پ، م)

پیل: ہاتھی۔ (دقن)

پیمبر: پیغمبر، دخشور، ایلچی، رہنما۔

پیمودن: پیمود، پیمودہ، پیماید، پیمایندہ، پیمای۔ (پ)

پینہ: پوزین زینہ، پیوندِ چرمین خصوصاً وہر پیوند عموماً۔ ہندیٔ
آن تھگلی۔ مرادفِ تگل۔ (پ، فش، کم)

پیوستن: پیوست، پیوستہ، پیوندد۔ فاعلِ این ازین جا کہ
تلفظِ این تمنا قرار داد، مسموع نیست۔ پیوند امر۔
(پ)

پیوند: در نظم قافیہ را گویند[۱]۔ (د، فش، ق)

پیہ: چربی۔ (ق)

۱۔ لیکن دستنبو ص ۲۸ میں میرزا صاحب نے بمعنی ردیف لکھا ہے۔

ت: ضمیر مخاطب تنہا تای قرشت است، نہ ابت۔ مثلاً علامت
ونامت، یا دلت و مہلت۔ (ع، نش، ق)

تابدان: بالکانہ۔

تابسار: ہندی جھرد کا۔ (پ)

تابہ: توا۔ (ق)

تاثیر: درایش۔

تاختن: دوڑنا۔ تاخت، تاختہ، تازد، تازندہ، تاز (پ، ق)

تاز: تانا۔ (ق)

تاریخ[1]: ہندی کہر۔ (م)

تارو: برای مضموم و واو معروف، ہندی آن جھجڑی۔ (پ)

---

[1] - دری کشا: ۲۳، بروزن بارنج۔

تار و مار[1] : بمعنی ویران - (د، م)

تاری : مخفف تاریک - (پ)

تازی : مرادف عربی، و تیزی امالۂ آن[2] - و این لفظ جز بضرورتِ رعایتِ قافیہ بر زبان و کلکِ سخنوران نگردد- و در صورتِ امالہ ہمان معنیٔ عربی نژاد دہد - (فش، ق)

تازیانہ : کوڑا - (قن)

تافتن : چمکنا- تافت، تافتہ، تابد، تابندہ، تاب- تابیدن مصدر مضارعی- (پ، قن)

تال : در ہر دو زبان بمعنیٔ آب گیر- و تالاب مزید علیہ- (فش)

تالار : پاڑ- (قن)

تاہو : شراب، گویند کہ آن را در عرفِ ہند ٹھرّا نامند- (آپ)

تباہ : دژم، تژند-

تباہ شدنِ کار : آبی شدنِ کار -

۱- لغتِ فرس: ۱۰۹، و دری کتا: ۲۳، بروزنِ کار و بار-

۲- ڈاکٹر عبدالستار صدیقی تحریر فرماتے ہیں: "تیزی ہمان تازی است و تیزی قدیم تر از تازی ہست" (حاشیہ درفش کاویانی، علوی، خود)

تُبَرزد: مصری[1]۔ (آ)

تبیر: بوزنِ فقیر، و تبیرہ بوزنِ نبیرہ، بمعنیٔ طبل و کوس[2]۔ (پ)

تپاس: در پارسی بمعنیٔ ریاضت۔ و در سنسکرت "تپتیا" بفوقانی مفتوح و بای فارسیٔ مکسور بسینِ سادۂ مشددِ مکسور پیوستہ و تحتانی بالف زدہ۔ (نش، ق)

تپیدن: تڑپھنا۔ تپید، تپیدہ، تپد، تپندہ، تپ۔ امرِ این بمعنیٔ حقیقی مسموع نیست۔ و نوشتن بطای حطی خطاست۔ (پ/خ)

تجرید: آستین افشاندن، مشورہ باکلاہ کردن

تحسین: آفرین، آباد۔

تحیر: دست زیرِ زنخ داشتن، دست ستونِ زنخ داشتن۔

تخت: اورنگ[3]

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "ان معنوں میں کہ یہ مانند قند اور بتاشوں کے جلد ٹوٹنے والی نہیں، جب تک اس کو تبر سے نہ توڑو، مدعا حاصل نہیں ہوتا۔" (آ)

۲۔ لغت فرس: ۱۴۵، بمعنیٔ دہل و در نسخۂ دیگر طبل دو سر۔ مدی کشا: ۲۴، بمعنی دہل و کوس۔

۳۔ ملاحظہ ہو حاشیہ بر اورنگ۔

تذرو: در فارسی طائری را گویند که بٹیر ہندی آنست[1]۔ تذرو، معربِ تدرو است۔ (فش، ق)

تدو: بدالِ بی نقطہ، و تذو بدالِ نقطہ دار، اسمِ کرمی است کہ در گرمابہا متکون می شود۔ و این ہر دو لغت عربیست[2]۔ (فش، ق)

تر: لفظِ فارسی است، ترجمۂ طری۔ و "تری" بتای قرشت ہمان لفظِ تر است باضافۂ یای مصدری، ترجمۂ رطوبت۔ (فش، ق)

تراج: بتای مکسور[3] بروزنِ سراج، آیین۔ (د، قغ)

تراز یدن: "تراز ید" "ترازیدہ" و "ترازندہ"، تراز ندہ، تراز۔ املای این لغات خطی جائز نیست۔ (پ)

تراویدن: بواو، و تراپیدن، بیای موحدہ، بدلِ آن (قش، ق)

تُرُب: مُولی۔ (قن)

۱۔ لغت فرس: ۴۲۱۴، "مرغی سخت رنگین است۔"

۲۔ انجمن آرای ناصری، "بفتح اول و ثانی جانوریست سرخ رنگ و پر دار کہ اغلب در حمامہای باشد۔ و اورا بعربی "این در دان" گویند۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تدو اور تذو عربی لفظ نہیں ہیں۔

۳۔ انجمن آرا اور دری کشا میں بفتح اول بتایا ہے۔

تَرَت و مَرَت: بفتحۂ اول و سکونِ ثانی و ثالث، ویران۔(د، نغ)
ترجمہ: پای خوان۔ترجمہ نگار: پایخوان نویس۔
ترخان: کسی کہ از پادشاہ درآمد و شد اجازتِ بلا قید داشتہ باشد۔(پ)
تردامن: بمعنیٔ فاسق و گنہگار۔ (فش، ق)
تُرس: بتای مضموم، اسمِ سپر۔ (پ)
ترسیدن: ہراسیدن، ڈرنا۔ (تن)
تُرفَند: بتای مضموم، بروزنِ فرزند، بمعنیٔ سخنہای بی اصل است۔ (قش، ق)
ترکردنِ جامہ: جامہ نمازی کردن۔
ترک و تجرید: آستین افشاندن، مشورہ باکلاہ کردن۔
ترکِ دعوی: سہلت سست کردن۔
تَرَّہ: راکہ عربیٔ آن نعناع است، پودینہ گویند بروزنِ سوینہ ساگ۔ (ق فش، تن)
تَرَہات: لغتِ فارسی است مرکب از 'ترہ' و 'آت'، کہ لفظی است بمعنیٔ مثل و مانند[1]۔ اما ترہ، پودینہ و گندنا و امثالِ اینہا با

---

[1] میرزا صاحب کا یہ خیال درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس صورت میں ترہات کی تے مضموم نہ ہوتی۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ لفظ فارسی نہیں، عربی، اور تُرَّہَۃ، بضم تا بتشدید را کی جمع ہے جس کے معنی جھوٹی باتیں ہیں۔

گویند کہ بطریقِ تفنن خورند۔ لاجرم کلماتِ نشاط انگیز را ترہات گویند، بمعنیٔ جز انبساطِ خاطر مدعای دیگر در ضمنِ آن مضمر نیست۔ (نش، قن)

تِسْعہ: نہُ (رفش، ق)

تَشْت: لغتِ فارسی الاصل ہے۔ املا اس کی ط سے غلط ہے۔ (آ)

تصریح: دیماس۔

تعظیم: آدلیش۔

تَعیُّن: ہرنیز، تقرر۔

تغیرِ حال: جادر گردش، انقلاب۔

تفرقہ: جدا شناس، ما بہ الامتیاز۔

تقرر: ہرنیز، تعین۔

تکریم: آدلیش۔

تکلتو: نمدِ زین را گویند۔ و در عرفِ اہلِ ہند خوگیر اسم

تکیہ: لفظِ عربی الاصل ہے۔ فارسی و اردو میں مستعمل۔ دونوں زبانوں میں ہم بمعنیٔ بالش اور ہم بمعنیٔ مکانِ فقیر آیا ہے۔ ایران میں تکیۂ مرزا صائب مشہور ہے۔ (آ)

تکیۂ فقیر: استقان۔ (نش، ق)

تگرگ: اولا۔ (د)

تگل: با دلِ مکسور و ثانی مفتوح، مرادفِ پند یعنی پیوند۔ و در ہندی تھگلی باوردنِ ہای ہوز در وسط و تحتانی در آخر۔ (فش)

تل: بفتح تای قرشت، کریوہ، پشتہ۔ (پ)

تُلُمبُذ: در پسِ زانو نشستن۔

تلنگ دائرہ: بتای مکسور و لام مفتوح[1]، تال سری۔ (آ)

تمائیل: رفتار کہ از روی ناز و ادا باشد و بجنبیدنِ شاخہای نہال از باد ماند۔ (فش، ق)

تمام شدن: برکت شدن۔

تِمُر: بفوقانی مکسور و میم مضموم، در ترکی فولاد را گویند، و اسم شاہیست از اولادِ آلنقوا۔ و این کہ تیمور نویسند، طرزِ املاست اعراب با حروف۔ (مک)

تمسخر: کلاغ گرفتن۔

تمغا: بدو معنی مشہور است، نخست باجی کہ در راہ ہا از رہروان گیرند، محصول؛ دوم مُہر۔ (د فش، ن)

تمکین: آسا، اروند، ثابت قدمی۔ (پ، فش، ق، ن)

۱۔ فرہنگِ رشیدی میں بکسرتین لکھا ہے۔

نمول: آب در جگر داشتن۔

تنانی: جسمی، جسمانی۔ (د)

تنبل: بالفتح، بمعنیٔ سست و کاہل۔ (بلا، س)

تن تن، اور تننا: اصوات ہیں تار کے ہندی و فارسی میں مشترک۔ (آ)

تُنُدَر: بتای مضموم و دالِ مفتوح[1]، عربی رعد۔ (پ، د، م)

تن در دادن: بمعنیٔ رضا مند شدن۔ (پ)

تن زدن: بمعنیٔ خموشیدن۔ (پ، د، خش، ق)

تندیسہ: بمعنیٔ تصویر۔ (م)

تُنک شراب و تُنک بادہ: ہر دو بتای مضموم و نونِ مفتوح[2]، زود مست شوندہ را گویند۔ (فش، ق)

---

[1] یہ عبارت پنج آہنگ کی ہے۔ مہر نیمروز ص۸ میں "بتای مضموم اسم رعد" اور دستنبو ص۱۵ میں "بدال مضموم رعد" لکھا ہے۔ فرہنگ رشیدی: ۱، ۲۱۵ میں لکھا ہے: "تندر و تندور، بالضم و دال مضموم در ثانی و مفتوح در اول۔" خان آرزو سراج اللغۃ میں سروری کے حوالے سے دونوں جگہ بفتحِ دال ہی کو صحیح بتاتے ہیں۔

[2] انجمن آرای ناصری میں بر وزنِ، سباک، لکھا ہے اور سبک کو بفتحِ اول و ضمِ ثانی بتایا ہے۔

تنک شکیب: بمعنیٔ کم صبر۔ (م)

تُنگ: باوجود معانیٔ دیگر، اسمِ ظرفی نیز ہست کہ دران گلاب و شراب و عرق نگاہدارند۔ لاجرم، خم خم، و سبو سبو، و تنگ تنگ مفید معنیٔ کثرتست۔ (فن، ق)

تنیدۂ عنکبوت: نسیج، خانۂ عنکبوت۔

توختن: توخست، توختہ، توزد، توزندہ، توزـ توختی، بمعنیٔ اندوختن۔ (پ، د)

توس: بتای قرشت، در زبانِ انگریزی پارۂ نان راگویند (فن، ق)

توسط: میانجی گری، وساطت۔

توشہ: نوا، ترجمۂ زاد۔ (آ)

توضیح: دیماس، تصریح۔

تومان: لفظ ترکی است۔ و در تحریر لغاتِ ترکی اعراب بالحروف نوشتن رسم افتادہ است۔ واو علامتِ ضمۂ تای فوقانی و الف علامتِ فتحۂ میم۔ ہر آئینہ تومان نویسند و تُمن خوانند بتای مضموم و میم مفتوح و تُمن در ترکی بیست راگویند (ش، ق)

تونگر شدن: بچراغ رسیدن۔

تو و یزدان: یعنی، ترا بیزدان سوگند۔ (م)

تَہَم: بفتحتین بروزنِ بہم، در پارسیٔ قدیم اسم فلکِ نہم است کہ آن را بلسانِ شرع عرش نامند۔ و تہمتن مرکب ازین است؛ چون پیلتن و روئین تن و سیمین تن۔ درین صورت مردِ قوی ہیکل را تہمتن خوانند۔۔۔ چون رستم از ہمہ کسی خلقت جسیم بود او را تہمتن می گفتند، یعنی تنی دارد چون فلک الافلاک[1]۔
(قش، ق)

تہنیت: چشم روشنی، مبارکباد۔

تہیدست: رُتّا، بینوا۔

تیر: اسم عطارد۔ (آ)

تیرِ دو کمانہ: تیری را گویند کہ بر ہدف نہ نشیند و خطا کند۔ (م)

تیلشہ: ہندی بسولا۔ (پ)

تیغ: پلارک، تلوار۔ (فن)

---

[1] مرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "تہمتن بروزنِ قلمزن ہے۔ فردوسی نے سو جگہ شاہنامے میں تہمتن بسکونِ ہای ہوز لکھا ہے پس کیا اس لغت کی دو صورتیں قرار پا گئیں؟ لاحول ولا قوۃ۔ لغت وہی بحرکت ہای ہوز ہے۔" (آ)

تیغِ دو دستی: آن را گویند کہ چون ہنگامۂ پیکار گرمی پزیرد و دو لشکر در ہم افتند، جوانمردانِ نیرومندِ دلاور عنانِ تگاور بدندان گیرند و بہر دو دست تیغ زنند، چنانکہ در شجاعانِ عرب مردی بود طاہر نام کہ در کارزار بہر دو دست شمشیر میزد۔ ازان جا کہ تیغ زنی کارِ دستِ راست است، اہلِ عرب طاہر را ذوالیمینین می گفتند، یعنی از یسار کارِ یمین می گیرد۔

و دیگر تیغِ دو دستی آن را نیز توان گفت کہ یک تیغ بہر دو دست بر جانورِ تنومند زنند۔ (فش، ق)

تیغِ ہندی: ہمان سروہی است۔ (فش، ق)

تیمار: بمعنیٔ بیمارداری و غمخواری[1]۔ (آ)

تیمسار: بروزنِ نیم کار، مرادفِ دشت، کہ ترجمۂ حضرت است۔ (فش، ق)

تیہو: لوا۔ (ق)

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ”یہ لفظ خود افادۂ معنیٔ مصدری کرتا ہے۔“

ث

ثابت قدمی: تمکین، آسا، اروند۔

ثُؤلُول: آژخ، مَتا۔

ج

جادّہ: اور دُرّاعہ دونوں عربی لغت ہیں۔ وہ دال کی تشدید سے اور یہ رے کی تشدید سے۔ مگر خیر جادہ اور دراعہ بھی لکھتے ہیں۔ (آ)

جال: در ہر دو زبان (ہندی و فارسی) بمعنیٔ دام۔ (فش)

جامہ: کپڑا۔ (فن)

جاگی خوار: اُس نوکر کو کہتے ہیں کہ جس کی تنخواہ کچھ نہ ہو، روٹی کپڑے پر اُس سے کام لیتے ہوں۔ جاگی خواران: نوکران۔ (آ، د)

جامۂ سرخ بر سرِ چوب کردن: استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

جامۂ کاغذی پوشیدن: عبارت از استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

جامہ گزاشتن: بمعنی مردن۔ جامہ گزاشت، یعنی مُرد۔[1] (پ، د، م)
جامہ نمازی کردن: عبارت از تر کردنِ جامہ۔ (م)
جانبدار: سوگیر۔
جاوَر: بر وزنِ باذر، بمعنی حال۔ و جاور گردش، بمعنی تغیر حال
یعنی انقلاب۔ (بر، د تیغ، س، م)
جاوَرس: ہندی آن باجرا۔ (پ)
جاہ: فر، فرہ۔
جای فلان سبز است: یعنی جای فلان خالی است۔ (د)
جُبہہ: بر وزنِ چشمہ ہے، یعنی دو ہای ہوز ہیں۔ (آ، خ)
جَبین: پیشانی۔ (تن)
جَدّ: نیا۔ پدر جد، پردادا۔ در عربی و فارسی از بہرِ پدر جدا اسمی خاص
معین نیست۔ در عربی آن سو تر از جد صیغۂ جمع نویسند،

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کالپی کے نواب زادوں میں سے
ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے۔ میں نے ایک رقعہ قتیل کا اُن کے نام
دیکھا ہے کہ قتیل اُن کو لکھتا ہے کہ جامہ گزاشتن بمعنی مردن مسلم،
لیکن بہت احتیاط کیا کرو، موقع دیکھ لیا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ احتیاط
کیا اور موقع کیا۔ فلان مرد، بہمان جامہ گزاشت۔" (عس:

یعنی اجداد و در فارسی جمع نیا نویسند، یعنی نیاگان۔ (فش، ق)

جَدِّ پدر: پردادا۔ (فش، ق)

جدِ فاسد: نانا۔ (فش، ق)

جُداشناس: ما بہ الامتیاز، یعنی تفرقہ۔ (د، م)

جدکارہ: بجیمِ عربیٔ مضموم[1]، بروزنِ پشتارہ، بمعنیٔ راہہای مختلف آمدہ است۔ (فش، ق)

جَدْوار: ماہ پروین۔

جدید: نئی چیز۔ (قن)

جراحت: ریش، زخم، گھاؤ۔ (قن)

جِرگہ: بجیمِ مکسور، مجمع۔ (د، قط)

جزا: پاداش۔

جِسْم: سریر، کالبد۔

۱۔ فرہنگ رشیدی اور سراج اللغۃ میں "جدگارہ" بفتح اول وکافِ فارسی ثبت کیا ہے۔ البتہ رشیدی میں معنی مختلف ہیں، یعنی بجای رای ہای مختلف کے راہ ہای مختلف لکھا ہے۔ سراج اللغۃ میں فرہنگ توسی کے حوالے سے اس کی تردید کرتے ہوے تحریر کیا ہے کہ اس کے معنی مختلف رائیں اور تدبیریں ہی صحیح ہیں۔ راہ ہای مختلف تصحیف ہے۔

جَستن: بجیم مفتوح، کودنا۔ جست، جستہ، جہَد، جہندہ، جہ (پ، قن)
جُستن: بجیم مضموم، ڈھونڈھنا۔ جُست، جستہ، جوید، جوینده جوی۔ (پ، قن)
جِسمی، جسمانی: تنانی۔
جَشنِ سَدَہ: نامِ جشنی است کہ پارسیان در آفتاب بِ توس کنند۔ (ن، س)
جُغرات: دہی۔ (آ)
جَغبُت: بمعنی حشوِ نہالی، یعنی توشک، است[1]۔ (فن، ق)
جُغتہ گردان: کو لاٹکاتا ہوا۔ (د)
جَلاجل[2]: جلب، جھانجھ، سنج (قن)
جَلَب: بجیم تازی، زنِ فاجرہ را گویند۔ (پ)
جِلَو: بجیم مکسور و لامِ مفتوح، عنان، یعنی باگ۔ (د)
جَم: ترجمۂ قادر، باضافۂ لفظِ 'شید' اسمِ شہنشاہ (آ)
جُملہ: سب۔ (قن)
جنبیدن: جنبید، جنبیدہ، جنبد، جنبندہ، جنب۔ (پ)

۱۔ رشیدی اور سراج میں پر ح کے ساتھ لکھا ہے اور یہ بھی صراحت کی ہے کہ صحیح چغبت ہے۔ ۲۔ جلاجل کی تحقیق 'جلب' میں دیکھیے۔

جنگ: حرب، لڑائی۔ جنگیدن، لڑنا۔ (قن)

جنگل: بمعنیٔ بیابان باشتراکِ لسانین است۔ (فش، ق)

جُوْ: نہر۔ (قن)

جوان مرد: جوان بخت، جوان دولت، جوان عمر، جوان سال، جوان خرد، جوان مرگ: یہ الفاظ مقررۂ اہلِ زبان ہیں۔ کبھی مقلوب و معکوس نہیں آتے۔ (غ)

جُود: لغتِ عربی، بمعنیٔ بخشش۔ جواد صیغۂ صفتِ مشبہ، بی تشدید[1]۔ (آہنگ)

جَور: لُغتِ عربی ست۔ (فش، ق)

جَوزا: دو پیکر

جُولاہ و جولہ: بافندہ را گویند کہ عربی آن حائک است۔ و جولاہ کلاش را گویند کہ عربیٔ آن عنکبوت است۔ چون ہمہ جہان

---

[1] میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "عجب اتفاق ہے۔ آج ... دو پہر کو رضی الدین نیشاپوری کا کلام ایک شخص بیچتا ہوا لایا۔ میں تو کتاب دیکھ لیتا ہوں، مول نہیں لیتا۔ قصّا را جیب میں۔ نے اُس کو کھولا، اُس ورق میں یہ مقطع نکلا:

رضی بہ گنجِ گہر میلم اوفتاد، چہ باک — کہ بحث جوادِ ترا از برای آن داریم"

جونا، است کہ ہای ثانی دران افزودہ اند، مثلِ بیخوار و بیخوارہ
این جا پا لغزی است کہ بسیار فرزانگان را فتادہ است۔
درین چنین الفاظ ہای آخر را تای تانیث می اندیشند و مردِ
را بکیس و زن را بکیسہ می نویسند، حال آنکہ در الفاظِ فارسی
این قاعدہ ہیچ گونہ اصابتی نواند پذیرفت؛ بلکہ فارسیان
در الفاظِ عربی نیز تصرف کردہ ہا در آخرِ لفظ آرند و تانیث
منظور ندارند، چنانکہ موج و موجہ و معشوق و معشوقہ ہمان
موج و ہمان معشوق، نہ اینکہ مرد را معشوق گویند و زن را
معشوقہ۔ و گواہِ من درین دعوی ازین رباعی شعر ثانی
است۔ و این رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طہرانی است۔ شعر

مفلس چو شدیم، رہ بدہ آوردیم
معشوقۂ روزِ بینوائی است خدا

کوتاہی سخن ... بولی و لخت است و جہ لاہہ مزید علیہ و جولہ
مخفف۔ (فش، ق)

جگہ ہیرا: معرب گوہرا است ... در عربی مقابلِ عرض است۔ (فش، ق)
جوہرِ تیغ: پلارک۔
جھنتا: زی، طرف۔

جی: بکسرۂ جیم و یای معروف، در فارسی بمعنیٔ لطیف و مقدس و در ہندی بمعنیٔ روح و حیات آید۔ (فش، ق)

جیغہ جیغہ کردنِ ابرو: آن است کہ تارہای زرینہ را ریز ریز کردہ برابرو فشانند۔ (م)

چ

چانلو : بضمۂ تای قرشت، ریسمانی است که مجرم را بدان لبته آویزند، تا خفه شود و بمیرد۔ و آن را "پھانسی" گویند (پ، د)

چارسو: چوک۔ (د)

چالیک : بیای معروف، نام بازیچہ ایست۔ ہندیٔ آن "گلی ڈنڈا"[1] ۔ (پ)

چامہ : غزل[2]۔ چامہ سرائی، غزل خوانی۔ (پ، د، فش، قن، م)

چانہ : بمعنیٔ استخوانِ زیرِ زنخ۔ (پ)

چاؤش : بروزنِ طاؤس۔ نقیب۔ (م)

چاہ : کنوان۔ (قن)

۱- دری کشا: ۲۷، بواو معروف۔

۲- لغتِ فرس: ۵۴۴، بمعنیٔ شعر مطلقا و در نسخۂ دیگر: بیتِ شعر و سرود۔

چُپُش: بفتحِ جیم و بای فارسیٔ مضموم[1]، گوسپندِ یک سالہ را گویند (پ)

چرا: کیوں۔ (قن)

چراغ از چشم جستن: عبارت از حالتی است کہ در وقتِ رسیدنِ صدمۂ قوی بر دماغ روی دہد۔ (پ)

چراگاہ: کنام۔

چرخ: آسمان، فلک، چنبرِ واژ گونہ، گردون۔ (د، قن)

چرگر: بجیم فارسیٔ مفتوح و کافِ پارسیٔ مفتوح، ترجمۂ مُغَنّی و مطرب، و مرادفِ خُنیاگر و رامشگر است[2]۔ (د، فش، ق)

۱- انجمن آرا: بروزنِ طپش۔

۲- میرزا صاحب کی رای یہ ہے کہ صاحب برہانِ قاطع کا یہ لکھنا غلط ہے کہ چرگر کے دو معنی ہیں: مغنی اور مفتی۔ مفتی کا فارسی ترجمہ وَچَرگر (بواوِ مفتوح در اول) ہے۔ لیکن اسدی طوسی نے لغتِ فرس: ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ چرگر، سرود گو اور مفتی دونوں معنی رکھتا ہے، اور پہلے معنی کی مثال میں فرخی کا یہ شعر نقل کیا ہے:

بو سہ و نظرت حلال باشد، یاری　　حجت دارم بر این سخن ز دو چرگر

رشیدی کی رای میں اولاً تو یہ لفظ بضمِ جیم فارسی ہے، دوم اس کے معنی مفتی ہیں، معنی تصحیف سے پیدا ہوا ہے۔ سروری نے بمعنی مغنی و مطرب لکھا ہے۔ صاحب انجمن آرای ناصری نے رشیدی سروری کے اقوال نقل کرکے لکھدیا ہے کہ "در بابِ مغنی و مفتی تصحیف، خوانی شدہ است۔ معنی درستی بدست نیامدہ است" خان آرزو نے سراج اللغۃ میں بروزنِ سرور لکھ کر یہ بتایا ہے کہ میری رای میں یہ چارہ گر کا مخفف ہے، صاحب حکم: یعنی (مفتی) کے معنی مجازی ہیں اور مغنی، مفتی کی تصحیف ہے

چَپلیدن: بجیمِ مفتوحِ فارسی، چسپید، چسپیدہ، چسپد، چسپندہ، چسپ۔ (پ)

چشم: آنکھ۔ (قن)

چشم بچیزی سیاہ کردن: بمعنیٔ طمع کردن دران چیز۔ (پ)

چشم روشنی: بمعنیٔ تہنیت و مبارکباد۔ (پ، د، م)

چقماق: در ترکی، آتش زنہ۔

چَکَ: بجیمِ فارسیٔ مفتوح، امر است از چکیدن، و بمعنیٔ قبالہ نیز آید، و قفای سر را نیز گویند۔ (پ)

چَکسہ: بجیمِ فارسیٔ مفتوح بکاف پیوستہ و سینِ مفتوح بہای زدہ: کاغذی فرو پیچیدہ کہ آن را بہندی 'پڑیا' گویند۔ (پ، قن)

چکیدن: ٹپکنا۔ (قن)

چَکامہ: قصیدہ۔ (د، فش، ق)

چَگل: ظرفی را کہ بہر نگاہداشتنِ آب از چرم سازند، در فارسی بجیمِ فارسیٔ مفتوح و کافِ فارسیٔ مفتوح، و در ہندی چھاگل بہ افزودنِ الف و ہای ہوز درمیانۂ جیم و گاف و چگل یا فارسیٔ مستحدث است یا مفرس۔ (فش)

چَلَب: بجیمِ فارسی، ہندیٔ آن جانخ است، و آن را

بفارسی حلاجل نیز گویند[1]۔ (پ، قن)

چلتغد: چلتہ۔ (م)

چم: بجیم فارسی مکسور، بمعنیٔ معنی۔ (د، فش، ق)

چمانی: بمعنیٔ ساقی۔ (بر)

چمر: بہرو وفتحہ، بزبانِ دری یا ہویدا و نمودار و آشکار مترادف بالمعنی است۔ (فش، ق)

چمن از چشم چکیدن: خونفشانیٔ چشم۔ (آ-خ)

چمیدن: چمید، چمیدہ، چمد، چم، چمندہ[2]۔ (پ)

چنبر وازگونہ: آسمان۔ (د)

چنگالی[3]: ملیدہ راگویند کہ ملیدہ مخففِ آنست۔ و ہمین شہرت دارد۔ (فش، ق)

چہ: کیا۔ (قن)

چہرہ شدن: بمعنیٔ مقابل شدن و مقابلہ کردن۔ (پ، د)

چہل: چالیس۔ (قن)

چیدن: چید، چیدہ، چیند، چینندہ، چین۔ (پ)

چیرگی: غلبہ۔ (د)　**چینود:** باعرابِ مجہولہ، بمعنیٔ پل صراط۔ (فش، ق)

۱- جلاجل عربی ہے فارسی نہیں، اور جُلجُل بضم ہر دو جیم گھونگرو کو کہتے ہیں۔ پس جلاجل کے معنی پانووں میں پہننے کے گھونگرو یا پازیب ہوئے۔

۲- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "چمید صیغہ ماضی کا ہے چمیدن سے اور چمیدن ایک مصدر ہے صحیح اور مسلّم۔ چمد مضارع، چم امر"۔ (آ-خ)

۳- انجمن آرای ناصری میں چنگال لکھا ہے

ح

حارث: بمعنیٔ کشاورز۔ (فنق، ق)

حارِس: بمعنیٔ نگہبان۔ (فنق، ق)

حَاشَ، وحَاشَ لِلّٰہ: پارسیوں نے ازراہ تصرف کے بمعنیٔ زنہار قرار دیا ہے، یعنی تاکید۔ اگر منفی پر آئے، تو نفی کی تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید (عس)

حاکم: کارکیا، کُنارنگ، مرزبان۔

حاکمِ شہر: شہرکیا۔

حال: جاور۔ حال کی جگہ حالات یا احوال لکھنا فصیح نہیں ہے خصوصًا احوال کہ بمعنیٔ واحد مستعمل ہے۔ اور یہ استعمال یہاں تک پہنچا ہے کہ احوال بمعنیٔ جمع مستعمل نہیں ہوتا۔ (آ، دام)

حاملہ: آبستن، آبستنی، زنِ باردار۔
حائض: دُشتان۔
حائک: جولاہ، جولہ، بافندہ، پای باف، ہمگر، جلاہہ۔
حجامت: آژدن، خستنِ تن باسترہ۔
حدید: آہن، لوہا۔ (قن)
حَرْب: جنگ، لڑائی۔ (قن)
حریف: بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے۔ (ع)
حشوِ قبا: آگنہ۔
حشوِ نہالی: آگنہ، تو شکسہ، جغبت۔
حصہ: بخش۔ بہرہ۔
حضرت: زگاہ، بارگاہ، تیمار، شت۔
حفظِ وضع: پاساد۔
حقیقت: آمیغ۔ حقیقی: آمیغی۔
حکمت: فرزیود۔
حکومت: کارکیائی۔
حَمَل: بَرّہ، میگھ۔
حَنجَرہ: گلا۔ (تن)

حنظل: شرنگ، اندراین۔

حوُت: ماہی، مچھلی۔ (قن)

حوُر: بمعنی حورا کے اہلِ فارس اس کو صیغہ واحد کا قرار دیکر الف نون کے ساتھ اس کی جمع لاتے ہیں۔ سعدی کہتا ہے:

حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیان پرس، کہ اعراف بہشت است

بلکہ حور کو حُوری کہہ کر اُس کی جمع حوریان لاتے ہیں۔ حافظ کہتا ہے:

حوریان رقص کنان ساغرِ مستانہ زدند (آ)

حیات: زندگانی۔ (قن)

خ

خاتم : انگشتری۔ بمعنیٔ نگین غلط - (آ)

خاتم بندی : پرچین کاری -

خاتون : بانو، بنّو-

خاد : زغن، غلیواز، چیل- (قن)

خار : کانٹا۔ (قن)

خار بپیرہن ریختن : بمعنیٔ بیقرار کردن - (پ)

خاریدن : بی داو، خارید، خارید، خاریده، خارد، خارنده، خار (پ)

خاستن : بی داو، خاست، خاسته، خیزد، خیزنده، خیز (پ)

خاص، خاصه : دیژه خاصگان، دیژگان -

خاک : بمعنیٔ مٹی (د.ک)

خاکروب: پاکار۔

خاکم بدہن: واسطے اقوال کے ہے۔ جب کوئی کلمۂ کردۂ طبع کہتے ہیں، "تو خاکم بدہن" کہہ لیتے ہیں۔ عمرِ خیام؎

برخاک بریختی میٔ نابِ مرا
خاکم بدہن، مگر تو مستی ؛ ربی

اور "خاکم بسر" اور "خاکم بغرق" عام ہے، جیسا کہ میں ایک شہزادے کے مرثیے میں کہتا ہوں:

ای اہلِ شہر مدفنِ این ددمان کجاست؟
خاکم بغرق، خواب گہِ خسروان کجاست؟ (آ)

خاگینہ: خاگینہ، خورشِ مرغوب و مشہور۔ (قش، ق)

خالص: ناب، دیژہ۔

خالقِ معنی: بمعنیٔ معنی آفرین۔ (خ)

خالی: تُت۔

خاموش: چپ۔ (قن)

خاموش شدن: مغز در سر کردن۔ (پ)

خامہ: قلم۔ (قن) **خانقاہ**: سنجرستان۔

خانہ: کدہ، گھر۔ (قش، ق، قن)

خانۂ تابستانی : پروار۔
خانۂ عنکبوت : نسیج، تنیدۂ عنکبوت۔
خانۂ کاہ : کومہ، کازہ، چھپّر
خانۂ گِل : کازہ، مٹی کا گھر۔
خاوَر : بمعنیٔ مشرق است۔ (د، تیغ، قش، ق، م)
خایہ و خایک : باضافۂ کافِ تصغیر بیضہ را گویند۔ خاگینہ
که تانخورشی است مرغوب و مشہور، مرکبِ این است،
چون زرینہ و سیمینہ۔ بسببِ کثرتِ استعمال "یای تحتانی
ازمیان رفتہ و خاگینہ ماندہ۔ یا آنکہ بسببِ کراہتِ لفظِ
خایہ، یای تحتانی از میان بر انداختہ اند۔ می باید فہمید کہ
بروایتی ضعیف، بیضۂ مرغ را ہاگ گویند۔ و چون تبدلِ
ہای ہوز بخای تخذ دستور است، خاگ نیز میتوان گفت،
و خاگینہ را ازین اسم مرکب توان دانست۔ (قش، ق)
خبرِ خوش : مژدہ، نوید، تبیید۔
خَجالت : شرمندگی۔ (عس)
خداوند : کی، کیا۔ خداوندِ کار : کارکیا۔
خدابخش : بخشیدۂ خدا۔ (قش، ق)

خدائی : ایسا خدا - (عس)

خر : اُلاغ، گدھا - (قن)

خرابہ : مزید علیہ، اصلِ لغت عربی الاصل بمعنئ ویران و ویرانہ،
ہندی اوجڑ - (ع)

خراج : ساو، باج -

خراماں : نوان، گرازان -

خرچنگ : سرطان - (د)

خُرده : بخای مضمومِ بی داو، دقیقہ، نقدی - (تیغ)

خُرہ : بخای مضموم درای مفتوح دہای مختفی، نورِ قاہر را
گویند دازین جاست کہ خُر اسمِ آفتاب ست - وشید
بشینِ مکسور دیای معروف در آخرِ آن افزوده اند،
مثلِ جم وجمشید - باید دانست کہ شید در معنی با فروغ
متحد است[1] -

۱- ایک خط میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "وہ پارسیِ قدیم جو ہوشنگ
وجمشید وکیخسرو کے عہد میں مروج تھی، اس میں خر بخای مضموم نورِ قاہر
کو کہتے ہیں" اور چونکہ پارسیوں کی دید ودانست میں بعد خدا کے آفتاب
سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہے، اس واسطے آفتاب کو خر لکھا اور

شید کا لفظ بڑھا دیا۔ شید بشینِ مکسور و یای معروف بروزنِ عید، روشنی کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ اُس نورِ قاہرِ ایزدی کی روشنی ہے۔ خراور خرشید یہ دونوں اسم آفتاب کے ٹھہرے۔ جب عرب و عجم مل گئے، تو اکابرِ عرب نے کہ وہ منبعِ علوم ہوئے، واسطے رفعِ التباس کے خرمیں واوِ معدولہ بڑھا کر خور لکھنا شروع کیا۔ ہرآئینہ متاخرین نے اس قاعدے کو پسند کیا اور منظور کیا۔ اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے۔ فقیر خرجہان بے اضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے موافق قانونِ عظمای عرب بواوِ معدولہ لکھتا ہے، یعنی خور۔ اور جہاں باضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، وہاں بہ پیروی بزرگانِ پارسی سرِ بسر لفظِ خور کو بے واو لکھتا ہے، یعنی خرشید۔ خور کا قافیہ در اور بر کے ساتھ جائز اور روا ہے۔ خود میں نے دو چار جگہ باندھا ہوگا۔ وہاں میں بے واو کیوں لکھوں۔ رہا خورشید، چاہو بے واو لکھو، چاہو مع الواو لکھو۔ میں بے واو لکھتا ہوں، مگر مع الواو کو غلط نہیں جانتا اور خور کو کبھی بے واو نہ لکھوں گا، قافیہ ہو یا نہو، یعنی نظم میں وسطِ شعر میں آپڑے یا نثر کی عبارت میں واقع ہو، خور لکھوں گا۔

یہ بات بھی تم کو معلوم رہے کہ جس طرح خُر ترجمہ نورِ قاہر کا ہے، اسی طرح جم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافۂ لفظ شید اسمِ شہنشاہِ وقت قرار پایا ہے۔" (خ ہس)

دیگر ہم بدین صورت یعنی، خُرہ، بجای مضموم بمعنیٔ صوبہ وضلع نیز آمدہ است۔ چنانکہ در قلمرو ایران کہ بر پنج صوبہ مشتمل است، خُرۂ استخر و خرۂ اردشیر و خرۂ داراب و خرۂ قباد و خرۂ شاپور نویسند۔

و خَرہ بجای مفتوح و ہای انہای ہیئت کُنبارہ کنند و بدیر دیگر را گویند۔ و آن چیزیست کہ ہم از کشیدن روغن بازی ماند۔ و درین لغت رای قرشت را ہم تخفیف توان خواند وہم بتشدید۔ (فش، ق)

خزان: پائیز، برگ ریز۔

خزیدن: خزید، خزیدہ، خزد، خِزندہ، خز (پ)

خس بدندان گرفتن: بمعنیٔ زینہار خواستن، اظہارِ عجز۔ (ب، ع)

خُشتن: خُشت، خستہ: نژندہ۔ این را مضارع نبود۔ (پ)

خُستو: بمعنیٔ اقرار کنندہ۔ (پ)

خُسُر: پدرزن، بعکسِ امانت پسسر[2]۔ (آ)

۱۔ دری کشا: ۲۹ میں بفتح اول وضم تا وواوِ معروف لکھا ہے۔

۲۔ لغت فرس: ۱۲۵ و دری کشا: ۳۰ میں لکھا ہے: "خسر بضمِ اول وثالث و واوِ معروف، پدرزن، پدرشوہر، مادرزن، مادرشوہر"۔

خسران : بمعنیٰ نقصان ۔ (خ)
خشت : اینٹ ۔ خشتِ شراب : مہرِ خُم ۔ (قن)
خشک دامن : بمعنیٰ متورع و پرہیزگار است ۔ (فش، ق)
خشم : غصہ، بد خوئی ۔
خشن خانہ : خانۂ را گویند کہ بیابانیان از نمد و پلاس و گلیم سازند و خشن خانہ ماندن جای مفلسان ۔ (فش، ق)
خصوصًا : ویژہ ۔
خط کشیدن : مطلق بمعنیٰ باطل کردن و محو کردنِ چیزی باشد ۔ (پ)
خط بہ بینی کشیدن : عبارتست از آن کہ اقرارِ بعجزِ خود کنند (پ)
خط دادن : اقرار و اعتراف کردن ۔ (پ)
خطاب : مہرِ خوان [1] ۔

---

۱ ۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں : " خطاب کے مراتب میں پہلے تو خانی کا خطاب ہے ، اور یہ بہت ضعیف اور بہت کم ہے ۔ مثلاً ایک شخص کا نام ہے میر محمد علی یا شیخ محمد علی یا محمد علی بیگ ، اور اُس کو خاندانی بھی خانی نہیں حاصل ۔ پس جب اُس کو بادشاہِ وقت محمد علی خان کہدے ، تو

خطوطِ شعاعی: یعنی سورج کی کرن۔ (آ)

خفتن: سونا۔ خفت، خفتہ، خسپد، خسپندہ، خسپ، وخسپیدن مصدرِ مضارعی۔ واین کہ خوابیدن نیز بمعنی دارد، اصل این است کہ خواب اسمِ جامد است در پارسی بمعنیٰ نوم۔ وآن را متصرف گردانیدہ اند۔ واین چنین در پارسی بسیار است۔ اما این کہ قبلۂ اہلِ سخن سعدی شیرازی در بوستان میفرماید۔ شعر

شتر بچہ با مادرِ خویش گفت   پس از رفتن آخر زمانی بخفت

بقیہ ص۱۰۴ ۔گویا اُس کو خانی کا خطاب ملا۔ اور جو شخص کہ اُس کا اصلی نام محمد علی خان ہے، یا تو وہ قوم افغان (سے) ہے، یا خانی اُس کو خاندانی ہے، بادشاہ نے اُس کو محمد علی خان بہادر کہا۔ پس یہ خطاب بہادری کا ہے۔ اس کو بہادری کا خطاب کہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر خطاب دولگی کا ہے۔ یعنی مثلاً محمد علی خان بہادر، اُس کو منیر الدولہ محمد علی خان بہادر کہا۔ اب یہ خطاب دولگی کا ہوا۔ اس کو بہادری کا خطاب نہیں کہتے۔ اب اس خطاب پر افزایش جنگ کی ہوتی ہے۔ منیر الدولہ محمد علی خان بہادر شوکت جنگ۔ ابھی خطاب پورا نہیں ہوا۔ پورا جب ہوگا کہ جب ملک بھی ہو۔ پس پورے خطاب کو خطاب بہادری لکھنا غلط ہے (آ۔خ)

ازین جا گمان کردہ می شود کہ مگر مضارعِ خفتن، خفتد خواہد بود کہ شیخ امر آن را بخفت استعمال کردہ۔ سخن این است کہ این از بہرِ ضرورتِ قافیۂ شعر است؛ ورنہ ماضی و امر بیک صورت نمی تواند بود۔ (پ، قن)

خَفچاق: نامِ دشتی است کہ در اقصای ترکستان است۔ و آن دشت مسکن و موطنِ ترکان است۔ (فش، ق)

خُلاصہ: اردو، زُبدہ، ویژہ۔

خَلَج: نام ایلی است از مغول۔ (فش، ق)

خَلجال: جھانجن۔ (دہلی اردو اخبار)

خُم: مٹکا۔ (قن)

خُم و چُم: ہندوستان کے باتونی لوگوں کو خم و چم بولتے سنا ہے۔ آج تک کسی نظم و نثرِ فارسی میں یہ لفظ نہیں دیکھا۔ لفظ پیارا مجھ کو بھی پسند، مگر کیا کروں، جو اپنے پیشواؤں سے نہ سنا ہو، اُس کو کیونکر صحیح جانوں۔ (آ)

خموشیدن: تن زدن۔

خَمیازہ: چیزیست کہ آن را در اردو انگڑائی گویند۔ (فش، ق، قن)

خَنْدَق: کھائی۔ کندہ کہ صیغۂ مفعول است از کندن بمعنی خندق آید و گویند کہ خندق معرب است (فش، قن)

خندۂ دندان نما: اُس ہنسی کو کہتے ہیں جو تبسم سے بڑھ کر ہو اور اُس میں دانت ہنسنے والے کے دکھائی دیں۔ (آ)

خندیدن: ہنسنا۔ (قن) خنزیر: گراز، خوک

خُنیاگر: چرگر، رامشگر، مغنی، مطرب۔ (آ، بر)

خواستن: بواو معدولہ، چاہنا۔ خواست، خواستہ، خواہد، خواہندہ۔ خواہ۔ (پ، قن)

خواندن: خواند، خواندہ، خوانذ بحرکت نون۔ خوانندہ، خوان (پ)

خواہش: از روی اشتیاق، شاد خواست۔

خوب: فرہیدہ، اچھا۔

خودستائی } سپاہی زدن۔
خودنمائی }

خوردن: بواو معدولہ، خورد، خوردہ، بواو صیغۂ مفعولِ خوردن خورد بحرکتِ را، خورندہ، خور، امر این باضافۂ الف نیز آید۔ (پ، تیغ)

خورہ: بواو معدولہ، مُجذام، واسم مرضی است کہ آن را داء الثعلب گویند۔ وآن فرو ریختنِ موی ریش و بروت وابرو است در انتہای مُجذام۔ و نیز اسم کرمی است

که آن را در عربی آرضه نامند - (فش، ق)

خوشه: برجِ سنبله، کٹیان - (د) خوک: گراز - خنزیر

خَوِی: بواوِ معدوله و تحتانی، ترجمۂ عرق - (فش، ق)

خَوِی گیر: نمدِ زین را گویند که اسمِ دیگرِ آن تکلتو است و در
عرفِ اہلِ ہند خوگیر اسمِ اوست - (فش، ق)

خِویله: بیای تحتانی بعد از واو ... ہمان لغت است که بی واوِ
معدوله والف در آخر زبان زدِ زنانِ ہند است یعنی
خیلا - و این از توافقِ لسانین نیست - بعدِ استیلای مغول
در ہند، چون مردمِ این قلمرو شنیدند، یاد گرفتند و تلفظِ
واوِ معدوله منظور نداشته بحسبِ سماعت تولیش احمق و
ناہموار را خیلا گفتند - (فش، ق)

خہی: آنست، اینست -

خِیار: ککڑی - (ق)

خِلیش خانه: بیای تحتانی مجہول بر وزنِ پیش خانه، خانه که
از جانشه تنک سازند - و آن خانه را بپاشیدنِ آب تر
دارند - خیش خانه آرام گاہِ منعمان است - (فش، ق)

خِنیک: بخای مکسوره، پکھال - (د)

د

دادخواه : کاغذی پیرہن - دادخواہی، جامۂ کاغذی پوشیدن استغاثہ، مشغل بکف گرفتن -

دادستای : انصاف کی تعریف کرنے والا - (د)

دادن : داد، دادہ، دِہد، دِہندہ، دہ - (پ)

داروغۂ توشک خانہ : مُہتدار -

داس : ہندیؑ آن دراتی - (پ، قن)

داشتن : رکھنا - داشت، داشتہ، دارد، دارندہ، دار صیغۂ امراست از داشتن - اہلِ زبان بمعنیٔ بایستن بھی استعمال کرتے ہیں - ظہوری :

گر اسیر زلف و کاکل گفتہ باشم خویش را
گفتہ باشم، این قدر بر خویش پیچیدن نداشت

(آ، پ، فش، ق، قن)

داغ: دَھبّا۔ (ق)

دام: جال۔ (ق)

دامن بہ دندان گرفتن: عجز کردن، و آمادۂ گریز شدن۔ (پ)

دامن زیرِ سنگ آمدن } عبارت از درماندہ شدن و عاجز
دامن زیرِ کوہ آمدن } شدن۔ (پ)

دانستن: دانست، دانستہ، داند، دانندہ، دان۔ دانم، صیغۂ متکلم است از مضارعِ دانستن۔ (پ، فش، ق)

دانگ: در جہانگیری اسم خورشی است کہ در شادی و ندان برآوردنِ کودکانِ سیر خوار پزند۔ (فش، ق)

دَاءُ الثَّعْلَب: خورہ۔

دایہ: زنِ شیر دہندہ را در عربی "مرضعہ"، و در فارسی "دایہ" و در ہندی دائی و دھائی بدالِ مختلط التلفظ بہای ہوز و در روز مرۂ اردو "اَنّا" گویند بر وزنِ بَنّا کہ مرادفِ معمارست۔ (فش، ق)

دبدبہ: شکوہ۔

دختر: در ہندوستان "چھوکری" گویند بجیمِ فارسیِ مختلط التلفظ و واوِ مجہول۔ (فش، ق)

دخمہ : بدالِ مفتوح، قبرستان - (د، تیغ) [1]

دَر : بدالِ مفتوح برای ترشّح زدہ، بزبانِ دَری درتش بجای باب آید - وصیغۂ امر ست از دریدن - (نش، ق)

دَرا : گھنٹا لا - (ق)

در آب و آتش بودن : اشارہ بافراطِ زحمت و رنج - (پ)

دَرّاعہ : اصلِ لغت مشدّد ہے ... مخفّف بھی باندھتے ہیں (آ، خ)

دَرایش : بادالِ مفتوحہ [2]، تاثیر - (د)

در پسِ زانو نشستن : مراقبہ راگویند و تلمذ واستفادہ را - (پ)

درجۂ عمارت : المکوب -

در خط شدن : عبارت از شرمندہ شدن و درہم گشتن - (پ)

در خواہ : درخواست - (د)

در خود فرو رفتن : بمعنیٔ متفکر و متحیر بودن - (پ)

۱- لغتِ فرس : ۳۶۴، میں گورخانۂ گبران لکھا ہے، جو زیادہ صحیح تعبیر ہے عام گورگاہ کا مفہوم نہ قبرستان سے ادا ہوتا ہے اس لیے کہ آتش پرستوں میں مردے کو قبر میں دفن نہیں کرتے اور نہ دخمے سے ادا ہوتا ہے کیوں کہ مسلمانوں میں مردے کو کسی عمارت کے طاق میں نہیں رکھتے -

۲- مطبوعہ دستنبو کے حاشیے پر غالب نے اپنے قلم سے "بفتحۂ دال" لکھا ہے - مگر دری کشا : ۳۲، میں بکسرِ اول درج ہے -

دُردِ شراب : لای۔

دَرَشت : بہر دو فتحہ[1] ، اشرفی۔ (د، قخ)

در فراز کردن : بستنِ در۔

درگیرندہ : مُحتوی۔ (د)

درماندہ شدن : دامن زیرِ سنگ آمدن، دامن زیرِ کوہ آمدن۔

دَرَوا ۔ اندروا، سرنگون، مُعلّق ۔ (پ، د)

درودن : بفتحِ دال وضمِ را[2] ، درود، درودہ، دِرَوْد بکسرِ دال و فتحِ را، درودندہ، درو۔ (پ)

دُروغ : کاست۔

دُرُودن : بدال مضموم و رای مضموم و واوِ معروف، بوزنِ جنون، آنچہ برخوردنی و آشامیدنی دہند۔ ہر آئینہ دربارۂ دُرون، کارگر افتادن و کارگر نیفتادن سرایند، یعنی تاثیر و عدمِ تاثیر۔ (فش، ق)

دُرُوَندہ : بدالِ ابجدِ مضموم بوزنِ اُژدندہ و خرسندہ، مردِ بیگانہ کیشِ مخالفِ ملتِ خویش را گویند۔ (فش، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ اور انجمن آرای ناصری میں بضمِ دال و را لکھا ہے۔

۲۔ رشیدی، سراج اللغۃ اور انجمن آرای میں بضمِ دال و را لکھا ہے۔

درہم گشتن : درخط شدن۔

دَرِیچہ[1] : کھڑکی۔ درِکوچک کہ تازیان غُرفہ گویند۔ طغرای سراید:

روز و شب دَرِیچۂ مشرق و مغرب باز است
ورنہ از تنگیٔ این خانہ نفس می گیرد

(فش، ق، قن)

دَری خانہ : دیوانِ خاص۔ (د)

دریدن : فتاریدن، فتریدن، فتالیدن، نتلیدن، پھاڑنا۔ (ق)

دریغ[2] : افسوس۔

دریوزہ گر : کاسہ گردان۔

دزد : شبرو، چور۔ (قن)

دزد افشار : کسی را گویند کہ دزد را با مال بگیرد و چیزی از وی بزور بستاند و بگزارد۔

۱۔ انجمن آرای ناصری میں لکھا ہے کہ اصل لغت دریچہ بکسر راہے۔ اہلِ زبان حروف کی طرح حرکت میں بھی تغیر و تبدل کر دیتے ہیں طغرا کے شعر میں دریچہ، بحرکت یا، اسی قبیل سے ہے۔

۲۔ دری کشا : ۳۴۳، میں بکسرِ اول و تحتانی و مجہول ضبط کیا ہے۔

واین لفظ مرکب است از دزد و افشار کہ صیغۂ امر ست از افشردن بمعنیٔ افشرندۂ دزد۔ و ترجمۂ آن در ہندی "چور کا نچوڑنے والا" یعنی چنانکہ بہ پیچ و تاب دادن از جامۂ نمناک آب گیرند، ہم چنین مال از دزد گرفت۔ (فق، ق)

دِژ: بدالِ مکسور[1] قلعہ را گویند۔ (پ، د، فن)

دِژخیم: بروزنِ اقلیم[2] ۔ بمعنی بدخو۔ (م)

دِژَم: بدالِ مکسور[3] و زای فارسی مفتوح، بروزنِ دِرَم، بخس و شوم و بد و تباہ و زِشت۔ (د، قع، م)

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "دز بکسر، قلعہ۔ و بعض بزای فارسی گفتہ اول اصح است۔" رشیدی اور انجمن آرا میں بھی زای ہوز ہی کو اختیار کیا ہے۔

۲۔ رشیدی نے لکھا ہے کہ یہ لفظ دژ بضمِ دال ہے۔ انجمن آرا رشیدی کا ہمخیال ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دال پر زبر، زیر، پیش تینوں حرکتیں ہیں۔ اس لیے اس کے مرکبات میں بھی تینوں حرکتیں لغات میں پائی جاتی ہیں۔ مگر "خیم" کے تحت دژخیم کو بضمِ دال ہی لکھا ہے۔ اور یہی درست اور صحیح بھی ہے اس لیے کہ دژ اور دُش دونوں کے معنے بُرے کے ہیں اور خیم عادت کو کہتے ہیں۔

۳۔ رشیدی، سراج اور انجمن نے بضمِ دال لکھا ہے اور دژ سے مرکب بتایا ہے۔

دَساتیر: صحیفۂ چند است کہ بر پیمبرانِ پارس نازل شدہ است و آن زبان ہیچ زبان مشابہ نیست۔ ساسانِ پنجم آن را در زبانِ پارسیِ ناآمیختہ بعربی ترجمہ کردہ است۔ (د، قغ)

دست: ترجمہ ید ہے، جس کی ہندی ہاتھ، اور بمعنیٔ قسم و نوع اور بمعنیٔ مسند بھی مستعمل ہے۔ (قن، ن)

دستار: پگڑی۔ (قن)

دَستان: بدالِ مفتوح بمعنیٔ آوازِ خوش، افسانہ نہیں۔ دستان کے تین معنی ہیں: ایک تو رستم کے باپ کا نام، اور وہ علم ہے۔ دوسرے... تیسرے آوازِ خوش۔ اور یہ جو بلبل کو ہزار دستان کہتے ہیں، سو تی اور فرد مایہ لوگ کہتے ہیں صحیح ہزار دستان ہے، یعنی بہت طرح کی آوازیں بولتا ہے (ع ہ خ)

دستِ برنجن: پارہ، کڑا۔

دست بند زدن: بمعنیٔ فراہم آمدن گروہی از انسان خواہ از حیوان۔ (پ)

دست بہم دادن: بمعنیٔ میسر آمدن۔ (پ)

دستتا مر نجاد: دعا۔ (د)

دست زیرِ زنخ داشتن } اشارہ بحالتِ تحیر و سکوتست
دست ستونِ زنخ گشتن } (پ)

دست و دہن آب کشیدن : یعنی شستنِ دست و دہن۔

(پ)

دستور : بر نہاد، قاعدہ، قانون۔

دَستوری : بمعنیٔ رخصت و اجازت۔ (د، م)

دست یافتن : بمعنیٔ غالب آمدن۔ (پ)

دشت : صحرا، جنگل۔ (قہ)

دُشت : بدالِ مضموم، بی تغیرِ صورت در ہر دو زبان بمعنیٔ مکروہ طبع و ناپاک۔ (فش، ق)

دِشت : بر وزنِ زِشت، در ہندی بمعنی نگاہ۔ (فش، ق)

دُشتان[1] : بدالِ مضموم، زنِ حائض۔ مرکب از دشت بضمۂ دال بمعنیٔ زشت و نجس، و الف و نونِ حالیہ۔ (د، فش، ق)

دُشخوار گِرہ : بکافِ پارسیٔ مکسور،... اسمِ شہریست کہ بر فرازِ

۱- انجمن آرا میں بفتح دال لکھا ہے۔ سراج میں بالفتح لکھ کر یہ بھی کہا ہے کہ "می تواند کہ بضمِ اول باشد مرکب از دُشت بمعنیٔ زشت و بد و الف و نونِ نسبتی، یعنی کسی کہ منسوب بہ بد و زشت است"۔

کوہی آباد کردہ اند۔ ہما تا گر مخفف گرد، دگرد با وجودِ افادۂ
معنیٔ تمدیر بمعنیٔ شہر نیز می آید۔ و دشخوار گر ازان گفتند کہ
آن کوہِ بلند رہگزر ہای دشوار گزار دارد۔ (فش، ق)

دِرِشْشت: بر وزن بِرِشْت یعنی بہر دو کسرہ[1] در فارسی چیزی
کہ حسِ بصر مدرکِ آن تواند بود۔ (فش، ق)

دفترِ حساب: اوار، اوارجہ۔

دقیقہ: خردہ۔

دل: ترجمۂ قلب، واستعارۂ وسط، مَرَغ۔ (فش، ق)

دلیل: پاسبر، رہنما، رہبر۔

دماغہ: کلاہی کہ بر سرِ باز و شاہین نہند۔ (پ)

دَم گرفتن: کمر سیخ کردن، کمر راست کردن۔

دمیدن: اگنا۔ دمید، دمیدہ، دمد، دمندہ، دم۔ (پ، ق)

دندان: دانت۔ (ق)

دو پیکر: جوزا۔ (د)

دو تخمہ: آگدِش، مجنس۔

دوچار شدن: بہم رسیدن دو کس را بہ اعتبارِ آن کہ دو چشم

[1] دری کشا: دِشِشتہ بکسرِ اول و دوم بمعنی محسوس۔

چوں بادو چشم دگر پیوست ہر آئینہ چاک شد، در چار شدن گویند۔ و این معنی وقتی حاصل آید کہ بعد از دال واو نویسند تا تثنیہ پدید آید۔ (فش، ق)

دوختن : سینا۔ دوخت، دوختہ، دوزد، دوزندہ، دوز (پ، تن)

دود : دھواں۔ (تن)

دودِلہ : متفکر، مُشوّش۔ (د)

دُودَہ : گھرانا۔ (د، تغ)

دور باش : مخالفت۔ (د)

دوروزی : بمعنی تندرستی۔ (بر، م)

دوش : کل کی رات، کندھا۔ (تن)

دوشیدن : دوشید، دوشیدہ، دوشد، دوشندہ، دوش (پ)

دُودک : تکلا (تن)

دول : بمعنی ظرفی کہ بدان از چاہ آب کشند، فارسی یا سانیست کہ در ہندی بیاں ثقیلہ شہرت دارد (فش، ق)

دویدن، دوید، دویدہ، دود، دوندہ، دو۔ (پ)

دویم : بروزنِ جویم غلط۔ دُوُم ہے بغیر تحتانی بالفرض تحتانی بھی

لکھیں گے، تو دُیم پڑھیں گے۔ اگرچہ لکھیں گے دویم۔ واو کا اعلان ٹکسال باہر ہے۔ ہاں، دومی درست ہے۔ مگر نہ بحذفِ تحتانی مثلِ زمین بحذفِ نون، بلکہ بطریقِ قلب بعض دویم کا دومی ہو گیا۔ (آ، خ)، **دہ آگ** : ضحاکؑ (د د)

دہان درہ : و آسا ہمان فاژہ است کہ بہندی جمائی گویند و در عربی "تثاؤب" و تمطی خوانند۔ (پ، فش، ق، قن)

دِہ کیا : مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے۔ یعنی کیای دہ اور حاکمِ دہ، مالکِ دہ (آ، ق، م)

دی : بدال مکسور، روزِ گزشتہ۔ (د)

دیدن : دیکھنا مصدر ست۔ دید، دیدہ، بیند، بینندہ، بین۔ (پ، فش، ق، قن)

دیرہاز : بمعنیٔ مدتِ کثیر است در ماضی۔ (فش، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اور دری کشا: ۲۲ / میں لکھا ہے کہ آگ کے معنی ہیں عیب۔ اس میں دس عیب تھے، اس لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ میرزا صاحب نے اپنے قلم سے دستنبو کے حاشیے پر ضحاک کو بضم اول لکھ دیا ہے، جو سہوِ قلم ہے۔ صحیح بفتحِ ضاد ہے۔

دیریاز : ترجمۂ بطی السیر است۔ بطی الحرکۃ۔ (فش، ق)

دیس : بدال مکسور و یای مجہول، لغتیست فارسی بمعنی مثل و مانند۔ و دیز بزای ہوز بدل آنست چون ایاز و ایاس۔ لاجرم معنی شبدیز مانا بشب ست۔ چون توسن خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا در عرف ہند مشکی نامند، آنرا شبدیز می گفتند۔ (فش، ق)

دیگدان : اُجاغ، چولھا۔ (فن)

دیماس[1] : لغتی است دری و پہلوی، بمعنی توضیح و تفریح تیمسار ساسان پنجم کہ ترجمۂ دساتیر رقم کردہ اند، دیماس را بمعنی توضیح چند جا آوردہ اند۔ (فش، ق)

دیوانگی محبت : یعنی وہ جنون جو فرطِ محبت میں بہم پہنچا۔(اس)

۱- دری کشا : ۳۵، بکسرِ اول و تحتانی معروف بمعنی ترجمہ و توضیح انجمن آرا کے مصنف کو اس لفظ کی تحقیق نہ ہو سکی۔

ذ

ذَبْح : عبارت از گلو بریدن است۔ (فخ، ق)

ذخیرہ : یخنی۔

ذَقَن : زنخ، ٹھوڑی۔ (ق)

ر

راد: بمعنیٔ مردِ کریم، سخی (پ، م)

راستہ: سڑک۔ (د)

راشو: تیہ لا۔ (فت)

رامشگر: چترگر، غنیاگر، مطرب، مغنی۔

راندن: راند، رانده، رانند بحرکتِ نون، راننده، (راندن بذیب)

راہ بر: قلاوز، راہ نما، باستر، دلیل۔

راہِ خفتہ: د راہ خوابیدہ، راہی راگویند کہ آمد وشد مردم
ازان راہ نبود، و ہیچ کس دران راہ تردد نہ کند۔
(فق، ق)

راہ نما: قلاوز، راہ بر، باستر، دلیل۔

رایت: نشان۔

رُبان: لفظ صحیح، رُبا مخفف۔ (آ، خ)

رُبع: پاؤ۔ (قن، ق)

رَت: بفتح، برہنہ وعریان، وبضم تہیدست وبینوا وبرہنہ وخالی۔ (فش، ق)

رِجْل: پا، پانو۔ (تیغ)

رُخ: گال۔ (قن)

رَخت: کاچار، کاچال۔

رخت آرایش کردن: بمعنیٔ رخت بدل کردن۔ (م)

رخشا و رخشان: ہردو برای مہملۂ مفتوح است۔ بنای دعویٔ ما بر آن است کہ رخشیدن مصدری است از مصادر، ورخشد مضارع آن۔ و این تمام بحث بفتح رای قرشت است۔ بعد افگندنِ دال کہ علامتِ مضارع است۔ رخش باقی می ماند کہ کہ صیغۂ امر است چون الف در آخرِ آن در آرند، افادۂ معنیٔ فاعلیت می کند، مانندِ گویا وبینا ودانا۔ وہم چنین چون در آخرِ صیغۂ امر الف ونون بیفزایند، معنیٔ حالیہ دہد،

شبِ گریان وخنداں

دیگر باید دانست کہ این مصدر با مجموعِ مشتقات باسنادۂ دالِ سادہ نیز می آید، یعنی درخشیدن - ہرآینہ درخشاد درخشان نیز گویند - رای غیر منقوطہ در ہر دو صورت مفتوح مقبول و مضموم - مذموم[۱] - (پ، فش، ق)

رخنہ : روزن، چھید - (قن)

رَدَہ : بہر دو فتحہ، صف - وردہ ردہ، صف در صف - و خشتہای دیوار راکہ باہمدگر برابر نہند، نیز رد: گویند در فارسی،[۲] و رَدَّہ بتشدیدِ دال در ہندی - (پ، دفش، ق، م)

ردیف : پساوَند -

رَزَہ : بتقدیم رای بی نقطہ بر زای نقطہ دار، بفتحتین - و مبدل منہ آن رجہ، بجیم مفتوح، اَنگنی - (فش، ق)

---

۱ - لیکن فرہنگِ انجمن آرای ناصری میں درخشان کو بضمِ دال و را لکھ کر بتایا ہے کہ "بفتحِ را و دال نیز گفتہ اند" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ ایران ضمے کو ترجیح دیتے ہیں -

۲ - لغتِ فرس : ۵۰۲، برای فارسی رَدَہ -

رُستاد: بروزنِ اُستاد[1]، روزینہ، مرکب از رُستی و داد است۔ "رُستی" برای مضموم، بمعنی "ماحضر"[2]۔ و "داد" صیغۂ ماضی از دادن۔ و دراین جا بمعنیٔ مصدر درخور۔ بسببِ کثرتِ استعمال رستداد شد۔ چون در دو حرفِ قریب المخرج برافگندنِ احدالمتجانسین رسم است، رستاد ماند۔ (در تیغ، قتی، ق)

رُستن: برای مضموم مصدرِ اصلی، رُست، رستہ، روید، روینده روی۔ و روئیدن مصدرِ مضارعی نکلا ہوا "روید" سے جو رستن کا مضارع ہے۔ (ب، تیغ، ق)

رُستخیز: یعنی قیامت۔ (خ)

رُستخیز اندازہ: قیامت کے مثل۔ (ن)

رَستن: بفتحِ را، رست، رستہ، رہد، رہندہ، رہ۔ در بحثِ مضارع رامکسور می گردد۔ (پ)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای اور دری کشا، میں راستاد کا مخفف لکھا ہے۔ اس لیے بفتحِ اول ہونا چاہیے۔

۲۔ دری کشا: ۳۶، میں رستی کے معنی راحت، فراغ، شجاعت اور استیلا لکھے ہیں۔

رسن باز: بندباز، ریسمان باز، نٹ۔
رسول: وَخشور۔ پیغمبر۔
رسیدن: رسید، رسیدہ، رسد، رسندہ، رس، رساندن
متعدی و رسانیدن نیز۔ (پ)
رسیدنِ بنا بآب: ہم بمعنیٔ استحکام بنا و ہم بمعنیٔ انہدام۔ (ع)
رِشتن: بکسر را، کاتنا۔ رشت، رشتہ، ریسد، ریسندہ، ریس۔
(پ، قن)
رشتہ: دھاگا۔ (قن)
رصد: ہودل۔ اصدیند، ہودل بند۔
رضامند شدن: تن در دادن۔
رُعب: شکوہ۔
رعد: آسمان غریو، تندر۔
رفتن: بفتحِ را، رفت، رفتہ، رود، رَوِندہ، رو۔ (پ)
رفتنِ انتظام: از پرکار اُفتادن۔
رُفتن: بضمِ را، جھاڑنا۔ رُفت، رُفتہ، روبد، روبندہ، روب۔(پ)
رفیق: سنگم۔ ہمراہ
رطیب: بمعنیٔ مخالف۔ (ع)

رَم: بصلاح آوردن چیز را در عربی رم می گویند؛ رصیغۂ امر است از رمیدن، و مثلِ سوز و گداز بمعنیٔ مصدری مستعمل۔ در رمیدن، مصدر مشہورۂ فارسی است[1]۔ (فش)

رمیدن: بھاگنا۔ رمید، رمیده، رمد، رمنده، رم۔ (پ، قن)

رنجور: نژند۔

رنجیدن: خفا ہونا۔ (قن)

رندِ عالم سوز: بمعنیٔ رندِ بی نام و ننگ۔ استاد: "رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار؟" (ع)

رنگ: بوزنِ سنگ، بمعنیٔ لون[2]، و مکر و طرز۔ و بمعنیٔ محنت ہمان

۱۔ میرزا صاحب تیغِ تیز میں لکھتے ہیں: "رم، امر ہے رمیدن کا، اور بمعنیٔ مصدری بھی مثلِ سوز و گداز مستعمل۔ مخفف رمر بھی"

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "رنگ... لفظ فارسی الاصل ہے جب اس کو اردو میں منصرف یا بقولِ بعض متصرف کریں۔ تو نون کا تلفظ موہوم سا رہ جائے گا۔ رنگنا بوزنِ چند جا نہ کہیں گے۔ بلکہ وہ لہجہ اور ہے جیسا کہ اس مصرع میں: ہم نے کپڑے رنگے ہیں شنگرفی۔ یہ صحیح ہے اور فصیح ہے۔ مع ہم نے رنگے ہیں کپڑے تنگرفی۔ یہ املائی غلط گنواری بولی اور غیر فصیح اور قبیح ہے۔" (آ)

مبدل منہ ریخ است۔ (فش۔ ق)

روان : جان۔ (قن)

رُوانِ گویا : شید اسپہید، اسپہبدی شید، نفسِ ناطقہ۔

روباہ : لومڑی۔ (قن)

رود بار : جائیکہ جوبہا و رود ہا باشد۔ (د، قط)

روز : یوم، دن۔ (قن)

روزِ آیندہ : فردا۔

روزِ اول : تاآغاز روز۔

روزِ گزشتہ : دی۔

روزن : رخنہ، چھید۔ (قن)

رُوساختن : یعنی شرمندہ شدن۔ (پ)

روستا : گانو۔ (د)

رُوگاہ : دیباچہ۔ (د)

روم : برای مضموم و بواوِ مجہول، ورم، برای قرشت، دہپارسی بمعنیٔ موی زہار راست، و در ہندی ترجمۂ مسام۔ (تغ، فش، ق)

۱۔ سراج در دری کشا: بواو مجہول۔

رونق: بارنامہ، فرجام، رنگ۔
رؤیا: بوشاسپ، بوشپاس۔
رہ آورد: بمعنیٔ سوغات۔ (بر، پ، د)
رہ انجام: ہرکبا۔ (آ، د)
رہبر، رہنما: پاسبر، دلیل، راہ نما، قلاور۔ (پ، فش، ق)
رہی: بمعنیٔ غلام۔ (بر، د)
ریاضت: کپاس، تپسیا۔
ریچار و ریچال: بیائی مکسور و یای معروف، بمعنیٔ آچار۔ (پ)
ریختن: ہم لازم وہم متعدی۔ ریختن، ریختہ، ریند، ریزندہ، ریز۔ (پ)
ریدٌ[۲]: دکود، ترجمۂ طفل است۔ (فش، ق)
ریسمان باز: بندباز، رسن باز، نٹ۔
ریسمانِ گرہ دار: ہندی گورکھ دھندھا۔ (تیغ)

۱- دری کشا ۴۸، نا دو راطہ۔

۲- سراج، دری کشا: ۳۹، بکسر را و تحتانی معروف۔ لیکن سراج میں رید کو ریدن سے مشتق بنایا ہے۔ اور اس کے معنے فضلہ اور کھاد کے لکھے ہیں۔

ریش : جراحت، زخم، گھاو۔
ریش : داڑھی۔ (تق)
ریمن : برای مکسور و میم مفتوح، پلید[1]۔ (د، تغ)

۱۔ سراج اللغۃ میں بکسرِ اول و یای معروف و فتح میم لکھ کر چرکن معنی بتائے ہیں۔

زَبانِ اِسرایش: زبانِ قال، و زبان ناسرایش، زبانِ حال، را نامند۔ (فش، ق)

زَبانہ: شعلہ۔ (قن)

زُبدہ: اروند، خلاصہ۔

زَچہ: بجیم سہ نقطہ، بفتحتین زنِ نوزائیدہ۔ و در ہندی نیز جچا گویند۔ (تیغ، م)

زُحل: کیوان۔

زَحِیر: کُناک۔

زَخم: جراحت، ریش، گماؤ۔ (قن)

زَخمہ: بمعنیٔ مضراب۔ (بُز، د)

زَدست: ای زدہ است۔ (کم)

زَدَن: لازمی، ہندی لگ جانا، متعدی، مارنا۔[2] زد، زدہ،

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے: "در رشیدی بالضم، آلتِ گفتار در روزمرہ و محاورہ قومی۔ و ہر دو معنی ترجمۂ لسان است۔ مولف گوید: تخصیصِ ضم جیا است۔ بفتح نیز آمدہ، بلکہ لہجۂ ایران ہمین است۔ غایتش ہر دو صحیح اند۔"

۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "زدن، لازمی بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازمی کے معنی ہندی میں لگ جانا اور متعدی کے مارنا۔" (آ)

زند، زنندہ، بزن۔ (آپ)

زدودن: مصدرِ اصلی است، مانجھنا، و زداشیدن مضارعی، آما قیاسی نہ سماعی۔ زدود، زدودہ، زداید، زداشیدہ، زدای۔ (پ، قتق، قن)

زر: سونا۔ (قن)

زراعت: برز، کاشت۔

زرِ بی غش: کُندن۔ (تیغ)

زُرت: بضمِ را، جُوار۔ (پ)

زَرْدُشت: باعتقادِ مجوس پیمبر۔ (آ)

زرگر: سُنار۔ (نم)

زِشت: دژم، بد، ترند، بُرا۔ (قن)

زعفن: خاد، غلیواز، چیل۔ (قن)

زغنک: عربی فواق، ہندی ہچکی۔ (پ)

زمان: لفظِ عربی، آزمنہ جمع۔ زمانے، یک زمان، ہر زمان، زمان زمان، درین زمان، دران زمان، سب صحیح اور فصیح۔ جو اس کو غلط کہے وہ گدھا۔ اہلِ فارس نے مثلِ موج و موجہ، یہاں بھی "ہ" بڑھاکر زمانہ استعمال کیا ہے۔

زمان و زمانہ گو میں پاگل ہوں جو غلط کہوں گا؟ ہزار جگہ
میں نے نظم و نثر میں زمان و زمانہ کہا ہوگا۔ (آ،خ)

زمین لرزہ : بھونچال : (د)

زنِ باردار : آبستن، آبستنی، حاملہ۔

زنبورہ : بھڑ۔ (قن)

زنبیل : جھولی۔ (قن)

زنخ : ذقن۔ ٹھوڑی۔ (قن)

زنِ فاجرہ : جلبب۔

زنِ نوزائیدہ : زچہ، بچا۔

زنہار : پناہ ۔ (د)

زنہاری : بمعنیٔ مستامن۔ (بر)

زوالہ : پھلوکا آردا۔ (فش، ق)

زوجیر : جورد۔ (قن)

زوددا : بہت جلد۔ (د)

زوددست : تنک شراب، تنک بادہ۔

زہرِ آلام آلودہ : زہر بیز فش، ق) زہی : آفت، اینٹ۔

۸۔ رشیدی: "بیخ خا دلام خمیری کہ از جہت نان وآتش دور کنند و ہندی پیڑا گویند۔"

زی: بزای مکسور و یای معروف، بر وزنِ سی، جہت و طرف۔ (د، قتغ)

زیر پیچ: بطانۂ دستار را گویند۔ (پ)

زیستن: جینا، زیست، زیستہ، زید، زیندہ، زی۔ (با، قن)

زیلو: بزای مکسور و لام مضموم، بر وزنِ لیمو[1]، شطرنجی۔ (د)

زینہار خواستن: خس بدندان گرفتن۔

زیور: گہنا۔ (قن)

---

[1] رشیدی: "بفتح اول" سراج: "بیای معروف و لام بواو رسیدہ" انجمن آرا: "بکسر اول و ثانی مجہول بر وزن نیکو، پلاس و گلیم و قالی را گویند" دری کتاب: "بہ ہم تحتانی معروف و لام و واو معروف"

ژ

ژاپیر[1]: بزای نخستین پارسی و ژای آخر تازی، بمعنی شرارهٔ آتش۔ دیو مادران[2] را نیز گویند۔ (فق، ق)

ژاله: مینهه، تگرگ۔

ژرفنا[3]: عمیق، گهرا۔ (فق)

ژکیدن: بزای فارسی مفتوح و کاف تازی مکسور و یای معروف، مصدر بیست فارسی بمعنی سخنهای زیر لبی که از روی خشم و غضب باشد۔ ترجمهٔ آن در هندی بڑبڑانا۔ (فق، ق)

ژوپیا: ضرب۔ (د)

۱۔ سراج: بیای ابجد بوزن فالیز۔

۲۔ بومادران: گلی است بویا کہ برنجاسپ است۔ و بومادران مخفف آنست الخ

۳۔ دری کشتا: ۱۴۹، بر وزن حرفت۔

س

ساتگین[1]: پیالہ راگویند۔ ومخففِ آن ساتگن، چون آستین مخففِ آستین۔ (فق، اق، م)

ساچمہ: چھرّا (د، فع)

ساحل: کرارا۔ (آ)

ساختن: بنانا۔ لازمی ومتعدی۔ ساخت، ساختہ، سازد، سازندہ، ساز۔ (پ، فق)

ساز: باجا۔ (فع)

سازِ اسپ: سیتام۔

ساسان: در فارسی وسنسکرت بتغییرِ صورتِ لفظ در ہندی، بمعنیٔ درویشِ مجرد نامقید است۔ واین کہ ساسان نام

1۔ دری کشا: اسم ا۔ بہ تحتانیٔ معروف۔

خسروی بود از خسروانِ ایران، ہم از اینجاست کہ آن خسرو زادہ ترکِ لباس کردہ، بکسوتِ قلندران در آباد و ویران و کوہ و دشت می گشت - چون این چنین درویش را در ایران ساسان گفتندی، داود و ایران بدان پرسشش چہر شد، لاجرم سمر شد، و ہمین نام بر تختۂ دژاد دی ماند۔ درویشِ قلندرِ ریش و بروت وابرو ستردہ را نامند۔ (فق، ق)

ساعد : پہنچا۔ (غو)

ساق : پنڈلی۔ (قن)

ساکن : اجنبان۔

سالِ شمسی : منقسم بچہار فصلست، و ہر فصل مشتمل بر سہ ماہ، و ہر ماہ مدتِ ماندنِ آفتاب در یک برج۔ شروعِ سال از رسیدنِ آفتاب بحمل گیرند۔ حمل و ثور و جوزا این سہ ماہ فصلِ بہارست۔ سرطان و اسد و سنبلہ این سہ ماہ فصلِ تابستانست۔ میزان و عقرب و قوس این سہ ماہ فصلِ خزانست، و این را پائیز و پاژ و برگریز نیز نامند۔ جدی و دلو و حوت این سہ ماہ زمستانست۔ (فق، ق)

سالخوردہ: بوادِ معدولہ، پیر و کہن۔ (د)

ساماکچہ: پوششی است مرزنان را کہ ہندیٔ آن انگیاست۔ (پ)

سان: بمعنیٔ طرز و آشُوب۔ (فش، ق)

ساو: باج، خراج۔ (د، م)

سایہ: چھانو۔ (قن)

سَباحت: شِنا۔

سَبَد: ٹوکرا۔ (پ)

سبدچین: میوہ را گویند کہ پایانِ موسمِ بر شاخسار ماند، و چون آن را چینند، شاخسار بی بار ماند۔[۱] (س)

سبز بودنِ جای: خالی بودنِ جای۔ (بر)

سُبُک: ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی۔ (آ)

۱۔ لغت فرس: ۳۸۱، بمعنی "بقیت انگور باشد کہ در باغ ماندہ بود جای جای۔" اس تشریح میں انگور کی صراحت صرف مثالی حیثیت رکھتی ہے بمعنی وہی عام ہیں۔ آم، امرود، ناشپاتی، کوئی پھل ہو اختتامِ فصل پر دو چار پھل اِدھر اُدھر ضرور لگے رہ جاتے ہیں۔ باغ والے جب تلاش کر کر کے انھیں توڑیں، تو یہ سب سبد چیں کہلائیں گے۔

سبک دست: مشتاق۔ (ن)

سُبک سر: چھچھورا۔ (د)

سُبلتا[1]: بروت٬ مونچھ۔ (قن)

سہلت سست کردن: عبارت از فروتنی و ترکِ دعویٰ است۔ (پ)

سُبُو: ٹھلیا۔ (قن)

سُپُردن[2]: سپرد، سپرده، سپارد، سپارنده، سپار۔ بحثِ مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ (پ)

سُپُری: بضمِ سین و بای فارسی، بمعنیٔ آخر۔ (پ، د، دقنغ)

سپنج: بمعنیٔ عاریت، و نیز بمعنیٔ خانہ کہ کشادر زان بر کسٰانِ

۱۔ سراج اور انجمن آرا میں بکسرِ اول لکھا ہے، حالانکہ صحیح بفتحِ اول ہے

۲۔ اس مصدر اور اس کے مشتقات کے تلفظ میں اختلاف ہے۔ سراج میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ "سپردن بضمِ سین و کسرِ آن اختلاف بجوم است و ہمچنین ہای فارسی کہ بعضی مضموم خوانند و بعض مفتوح۔ ازین جاست کہ سپاران بالف نیز صحیح است و بدون الف مخفف این است۔ و با بردن و مردن نیز قافیہ کردہ اند"۔ ان لہجوں میں سے غالب کے نزدیک بضم ہر دو صحیح معلوم ہوتا ہے۔

کشت سازند- از نی و علف[1] - (پ)

سپندان: ہندی رائی - (پ)

سپوختن[2]: بزور فرد کردن چیزی در چیزی- سپوخت، سپوختہ سپوزد، سپوزندہ، سپوز- (پ، ق)

سپہر: آسمان - چرخ، فلک، گردون -

سپہرۂ: طلسم- سپہرہ ساز، طلسم ساز- (پ)

سپہری سپہبد[3]: مریخ- (د، تیغ)

سپید دیو: سپید دیو، پس از امر قاعدۂ ترخیم، سپید یو می ماند فردوسی در شاہ نامہ گوید:

سپید یو از تو ہلاک آمدست   مرادرا ز تو سر بخاک آمدست

(فش، ق)

سپید کردنِ خانہ: سیم گل کردن -

۱- لغت فرس: ۶۵، میں معنی "حنزل یک شبہ" لکھا ہے۔

۲- سراج اور دری کشا: ۱۴، بکسر اول - مگر سراج میں یہ بھی صراحت کی ہے کہ بعض لوگ بفتح سین بھی بولتے ہیں۔

۳- میرزا صاحب اور ان کے معاصر، صاحب دری کشا، دونوں اس لفظ کو بضم با لکھتے ہیں، لیکن صحیح بفتح با ہے۔

ستارۂ روز: آفتاب، سورج۔ (د، قغ، قش، ق)

ستاک[1]: شاخِ نورستہ۔ ہندی کونپل۔ (م)

ستام: سازِ اسپ، گھوڑے کا ساز۔ (د، قغ)

ستان: بکسرہ، جہت۔ در فارسیٔ قدیم لغتی است بمعنیٔ مقام و محل، چون گلستان و دبستان۔ و نظائر این بسیار است آستان، بمعنیٔ دہلیز، ہمان ستانی است یا در دنِ الفِ ممدودہ قبل از ان۔ در ہندیٔ قدیم "استھان" بنونِ مختلط التلفظ بہای ہوز، بمعنی نشیمن و محل و مقام است علی الاطلاق کہ اکنون در عرفِ اہلِ ہند بہ تکیۂ فقیر اختصاص دارد۔ (د، قغ، قش، ق)

ستد: بسینِ مکسور و تای فوقانیٔ مفتوح مضارعِ ستادن ست (قش، ق)

ستدن: بسینِ مضموم و تای مضموم، در معنی باگرفتن مرادف ستد بضمتین صیغۂ ماضی است از ستدن۔ و مضارعِ آن ستاند و امر آن ستان است۔ و ہم ازین مرکب

۱۔ لغت فرس: ۲۹۹ بکسر سین۔

است جانستان وجانستاں[۱] - (پ، نش - ق)

سُتُرْ[۲]: مخفف ا اُشتُر۔

سُتُرْوَن[۳]: عقیمہ، بانجھ۔

ستم نکوہ: ظلم کی برائی کرنے والا: (د)

سُتُوْر: مزید علیہ سُتُر۔

سَجّادہ: جانماز، مصلی۔ (نثر)

سَجَع: ہموزن ہونا دو لفظوں کا فقرتین میں یا مصرعین میں (ش،

۱- پ میں اس کی پوری گردان یہ لکھی ہے: "ستدن، ستد، ستدہ، ستاندا ستانندہ، ستان"۔

۲- رشیدی اور سراج نے بہر دو فتحہ لکھا ہے اور رشیدی نے سند میں پوربھای جامی کا یہ شعر پیش کیا ہے: نہ انثی، نہ خنثی، نہ مادہ، نہ نرہ نہ یون ہم چو اشتر حرد لنا چون ستر۔ انجمن آرا میں بر وزن پسر یعنی بکسر سین لکھ کر مذکورۂ بالا شعر لکھا ہے۔ اس سے یہ امر متعین ہو جاتا ہے کہ ستر اور استر دونوں کی ت مفتوح ہے۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ استر کو بفتح الف دتا کہنا حماقت ہے، درست نہیں معلوم ہوتا۔

۳- رشیدی، سراج اور دری کشا: ۴۴ میں بفتح اول و فتح فوقانی و بسکون مهملہ و فتح واو لکھا ہے، اور انجمن میں بکسر اول وجہ سب نے یہ تحریر کی ہے کہ ستر۔ بمعنی خچر اور ون کلمۂ نسبت ہے بانجھ کو اس لیے سترون کہتے ہیں کہ خچر کی طرح اس کے بچہ نہیں ہوتا۔

سحر: اور صبح مرادف بالمعنی ہیں۔ اور وہ انجامِ لیل اور آغازِ نہار ہے۔ مگر بخلافِ صبح، سحر بطریقِ مجاز بعدِ نصفِ شب سے صبح تک مستعمل ہے۔ طعامِ آخرِ شب کو سحری اور سحر گہی کہتے ہیں۔ (مک)

سُختن: بضمِ سین[۱]۔ مصدرِ اصلی، بمعنیٔ وزن کردن۔ تولنا۔ سُخت، سُختہ، سَنجِد، سَنجندہ، سَنج۔ سَنجیدن مصدرِ مضارعی۔ (پ، د، غخ، م، تن)

سخن: کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے۔ اور اس پر متقدمین و متاخرین اور اہلِ ایران اور اہلِ ہند کو اتفاق ہے۔ (عس)

سخنہای زیرِ لبی: ژکیدن: بڑبڑانا۔

سخی: راد، کریم۔

سدہ: تہ تمہ مائۃ، در اصل بسین است۔ (د)

۱۔ دری کتا: ۴۴، بفتحِ اول و ضمِ آن نیز۔ لیکن سراج میں بیدل سند اور انجمن آرا میں فردوسی اور نظامی کے اشعار سے پیش لفظ بفتحِ سین ہی کو صحیح قرار دیا ہے اور جن شعروں سے ضمہ ثابت ہوتا ہے ان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہاں بمعنی وزن کردن نہیں ہے، بلکہ سوختن کا مخفف ہے۔

سراپا: خلعت۔ (د)

سرایان: سرای صیغۂ امر است از سرودن، بالف و نون حالیہ پیوند یافتہ، مانندِ گریان و خندان و افتان و خیزان۔ (فش، ق)

سرالیش: ترجمۂ قال است۱۔ (فش، ق)

سرِچراغ افگندن: بمعنی گل گرفتنِ چراغ۔ (پ)

سُرخ: آل۔

سرخاریدن: مفہوم این کلمہ آنست کہ انسان دران حالت کہ فرو ماندہ باشد، و ہیچ کار نتواند کرد، کاری پیش گیرد چنانکہ عرفی فرماید۔

مرا زمانۂ طناز دست بستہ و تیغ
زند بفرقِ تم و گوید کہ "ہان" سری میخار"

(فش، ق)

سردارِ سپاہ: اسپہبد۔

سرزنش: جھڑکی۔ (قن)

سرشتن: سرشتم، سرشتہ۔ این بحث ہم از مضارع خالی ہست۔ (پ)

۱۔ دری کشا: ۴۳، بکسرِ یای بمعنی زبان قال و سخن گفتن۔

سرشار: لبریز[1]۔ (ع)

سرطان: خرچنگ، کیکڑا۔ (قن)

سرکشیدن و پیچیدن: بمعنیٔ نافرمانی۔ (پ، قط)

سرمست: کسی را گویند کہ شراب نوشیدہ باشد و دماغش رسیدہ باشد۔ (فش، ق)

سرمۂ سلیمانی: کتابی است، موسوم بدین اسم؛ آن سرمہ کہ اسما پری از قاف آوردہ در چشم عمرو عیار کشیدہ بود، تا بسبب آن سرمہ دیو و پری را می دید۔ (فش)

سرنگون: آونگان، اندروا، دروا، مُعلّق۔

سرنہادن: بمعنیٔ اطاعت کردن۔ (پ)

سروبرگ: بمعنیٔ ساز و سامان۔ (ع)

سُرودن[2]: گانا، کہنا، سرود، سرودہ، سراید، سراییدہ۔

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں، "سرشار لسانِ فارسی میں صفت ہے پیالے کی۔ معنیٔ لفظی اس کے لبریز۔ پس شارب کو لبریز کیوں کر کہیں گے۔ اور یہ جو اردو میں مست و سرشار مترادف المعنی استعمال میں آتے ہیں، امرِ جداگانہ ہے۔ فارسی میں تتبع اردو کا ناجائز مطلق"

۲۔ رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں بضمِ سین ثبت کیا ہے۔

سرایی۔ (پ؛ قن)

سَرَہ مرد: کھرا آدمی۔ (د، تظ)

سَرِ یچہ: کراک، صعوہ، ممولا۔

سَرِیر: در ہر دو زبان بمعنیٔ جسم و کالبد است۔ و در عربی تخت را گویند۔ (فش، ق)

سزا: بادا فراہ، کیفر۔

سعادت: نیک بختی۔ (قن)

سعدِ اکبر: زاوُش، برجیس، مشتری۔

سفتن: سفت، سفتہ، این بحث را مضارع نیست۔ (پ)

سفتہ: ہنڈوی۔ (د)

سفتہ گوش: بمعنیٔ محکوم و فرمانبر۔ (م)

سفرِ روز: ایوار۔

سفرِ شب: شبگیر۔

سَقّا: آب کش۔

سقف: آسمانہ، چھت۔ (د، قن)

سگ: کتا۔ (قن)

سگالیدن: بمعنیٔ اندیشیدن، با مجموعِ مشتقات، سگالید،

سگالیدہ، سگالد، سگالندہ، کہ ازان جملہ سگال صیغۂ امر ست و سگالش حاصل بالمصدر، ہمہ بکافِ فارسی است نہ بکافِ کلمن۔ (پ، فش، تد)

سَمَرَاد: بسینِ مفتوح، وہم۔ (پ، د)

سَمِّی: اداش، ہمنام۔

سُنبلہ: خوشہ، کلّیان۔

سَنج: بسینِ مفتوح، جھانجھ۔ (د)

سَنجَر: چنان کہ درویشِ قلندرِ ریش وبرودت وابرو سترده را، ساسان نامند، سنجر فقیرِ متورع متشرعِ صاحبِ خرقہ و عمامہ را خوانند۔ (فش، ق)

سنجرستان: خانقاہ۔ (فش، ق)

سنجیدن: سختن، تولنا، مصدرِ مضارعی۔ سنجد مضارع۔ (د، تغ، قن)

سنگ: پتھر۔ (قن)

سنگ پشت: کشَف، باخہ، کچھوا۔ (پ، قن)

سنگچہ: اولا۔ (د)

سنگلاخ: جائی کہ سنگ بسیار بود۔ (د قط)

سنگم: بسین و کافِ پارسیٔ مفتوح، در ہر دو زبان بمعنیٔ رفیق و ہمراہ۔ (فش، ق)

سوختن: مصدر، جلنا، لازمی و متعدی، سوختم، سوخته، سوزد مضارع، سوزنده، سوز۔ امر، سوزش حاصل بالمصدر (آ، پ، ق)

سودن: سود، سوده، ساید، ساینده، سای۔ (پ)

سُور: خوشی[1]۔ (د)

سُورنای: شہنائی۔ (د)

سُوزن: آلۂ بخیہ۔ (فش، ق)

سُوگیر: جانب دار۔ سُوگیری: بمعنیٔ طرفداری۔ (د، س)

سوم: بسینِ مضموم و واوِ مجہول، در ہر دو زبان اسم اہ۔ (فش، ق)

سُومنہ[2]: خدّ۔ (د)

سَولیس: بسینِ مفتوحہ و واوِ مکسورِ بیا زدہ بروزنِ انیس، بیخبری (د، قغ)

۱۔ لغتِ فرس ۱۰۴، بمعنیٔ مہمانی باشد بانزہی۔ دری کشا: بواوِ معروف و انجمن آرا بروزنِ شور، بمعنیٔ جشن و مہمانی و عروسی در زنگِ سُرخ۔

۲۔ دری کشا، ۴۴، بواوِ معروف۔

سَوِیق : پشت، سَتّو، آردِ بریان ۔ (قن)

سہ شنبہ : بہرام روز، منگل ۔ (قن)

سَہلِ ممتنع : کسرۂ لامِ توصیفی، سہل موصوف، ممتنع صفت، اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے، اور اُس کا جواب نہ ہو سکے![1] (آ، عس)

سَہیتا : بروزنِ سعید، عمارت ۔ (د)

سی : تیس ۔ (قن)

سیاہہ : فہرست ۔ (د)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کسرۂ لام توصیفی ہے ۔سہل موصوف ممتنع صفت، اگرچہ بحسبِ ضرورتِ وزن متبع ہو سکتا ہے، لیکن مخلِ فصاحت ہے۔ اور لامِ موقوف تو خود سراسر قباحت ہے ۔سہلِ ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور اُس کا جواب نہ ہو سکے۔ بالجملہ سہلِ ممتنع کمالِ حسنِ کلام ہے۔ اور بلاغت کی نہایت ممتنع دراصل ممتنع النظیر ہے۔ شیخ سعدیؔ کے بیشتر فقرے اُس صفت پر مشتمل ہیں، اور رشیدِ وطواط وغیرہ شعرای سلف نظم میں اس شیوے کی رعایت منظور رکھتے ہیں۔ خودستائی ہوتی ہے۔ اگر سخن فہم غور کرے گا، تو فقیر کی نظم و نثر میں سہلِ ممتنع اکثر پائے گا۔" (آ، عس)

سیاہی زدن: بمعنیٔ خود نمائی و خودستائی۔ (پ)

سیاہی کردن: بمعنیٔ ظاہر شدن۔ (پ)

سیر: لہسن۔ (قن)

سیسل: نالا۔ (قن)

سیلاب چین: چلمچی[1]۔ (ع)

سیلی: دھپا۔ (قن)

سیم: چاندی۔ (قن)

سیمراج: بوزنِ نیم باز، آنچہ از حق بتضرع خواہند۔ ۔ سیمراخ را بہ پذیرفتہ شدن و ناپذیرفتہ شدن ستایند، یعنی اجابت و عدمِ اجابت۔ (فش، ق)

سیم گل: بکافِ پارسیٔ مکسور باضافۂ لفظِ کردن یعنی سپید کردن خانہ۔ (پ، م)

سیمناد: بروزنِ پیرباد، بمعنیٔ سورہ (فش، ق)

سینہ: چھاتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "سیلاب چین، ایک لفظ ہے ہندیانِ فارسی دان کا۔ اصلِ لغت چلمچی، اور یہ لغت ترکی ہے۔" (ع)

ش

شں
ں: خطابِ واحدِ غائب۱۔ (عں)

شاپور
پکوڑ: بپای فارسی و واو، مخففِ شاہ پور یعنی پورِ شاہ، اسمِ بادشاہ،
(فش، ق)

لخ: ٹہنی: (ق)، شاخ

شاخابہ
خنابہ: اُس نہر کو کہتے ہیں کہ جو کسی دریا میں سے کاٹ کر

یرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "خطابِ واحدِ غائب، نہ "اش"
ں، اگر آخرِ لفظ مبنی ہای اخفای حرکت پر ہو، مثلِ غمزہ و چشمہ و خانہ و
نہ، تو اُس کو یوں لکھتے ہیں: چشمہ اش، غمزہ اش، خانہ اش، دانہ اش
در باقی سب الفاظ کا حرفِ آخر شین سے مل جاتا ہے
۔ حس)

جاری کریں۔ (آ)

شاخِ نورستہ: شاک، کونپل۔

شاخُل: بخای مضموم۔ بروزنِ کاکل، اسم غلہ ایست کہ آن را بہ ہندی ارہر گویند۔ (پ، فش، ق)

شادخواست: خواہش از روی اشتیاق۔ (د، قغ)

شاد شدن: کلاہ انداختن۔ کلہ گوشہ بر آسمان سودن۔

شار: عمارت۔ و از ین مرکب است شارستان۔ و شارسن مخففِ آن است۔ و شارستان، عمارتہای بسیار۔[۲] (پ، د، قغ، فش)

شانہ: کنگھی۔ (قن)

شاوُور: بہرد و واو، مصوری بود در زمانِ خسرو پرویز کہ در شکارگاہِ شیرین تصویرِ خسرو کشید، و پیامِ آن پری چہر خاتون نزدِ خسروِ مہرتمثال آورد۔ (فش، ق)

شاہین: عربی میں ایک باجے کا نام ہے۔ (بخ)

۱۔ انجمن آرا میں داخل کا ہموزن بتا کر لکھا ہے کہ اسے شاخول بھی کہتے ہیں۔ سراج میں ہے کہ خ پر تینوں اعراب پڑھے جاتے ہیں۔ مگر صحیح ضمہ ہے۔ اس لیے کہ شاخول بواو بھی اس معنی میں آتا ہے

۲۔ قغ میں شارستان کے معنی عمارتیں لکھے ہیں۔

شب : رات ۔ (قن)

شب درمیان دادن : عبارت از وعدہ کردن، خواہی وعدۂ یک روز، خواہی زیادہ ۔ (پ)

شبدیز : مانا بشب ۔ چون توسنِ خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا در عرفِ ہند مشکی نامند، آن را شبدیز می گفتند ۔ (فش، ق)

شبرو : لفظِ مرکب است، کنایہ از دزد ۔ شبروان، جمع است یعنی دزدان ۔ (د، فش، ق)

شبِ غم کا جوش : یعنی اندھیرا ہی اندھیرا ۔ (ع)

شبگرد : شحنہ و عسس و کوتوال را گویند ۔ (د، فش، ق)

شب گیر : سفرِ شب[1] ۔ (پ، د)

شبنم : اوس ۔ (قن)

شت : بشینِ منقوطہ مفتوحہ، ترجمۂ حضرت است ۔ (فش، ق)

شتاب زدن : قطرہ زدن ۔

شتافتن : شتافت، شتافتہ، شتابد، شتابندہ، شتاب ۔ (پ)

---

۱ ۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "شب گیر اس سفر کو کہتے ہیں کہ پہر ڈیڑھ پہر گھڑی رہے چلدیں۔" (خ، عس)

شتالنگ: کعب، ٹخنا۔ (فن)

شتر سواری: ہیُون۔

شتر مست: بُختی۔

شحنہ: شبگرد، عَسَس، کوتوال۔

شدن: در رفتن در یک معنی ترادف دارد، یعنی، جانا چنانکہ آمد و رفت و آمد و شد، ہم بر زبان و ہم بر قلم جاریست (فش، ق)

شدی: بیای مجہول، بمعنیٔ می شد۔ (عس)

شراب: تاہو۔

شرابِ خرما: نبیذ۔

شرارۂ آتش: ژاپیز۔

شرریہ پیرہن افشاندن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)

شرزہ: بشین و زای مفتوح، صفتِ شیر بمعنیٔ خشمگین۔ (آ)

شرق: خاور، پورب (قن)

شرق تا غرب: آفتاب گردش۔

شرمندہ شدن: درخط شدن، رو ساختن۔

شرمندگی: خجالت۔

شَرنگ[1] : ثمری است تلخ طعم کہ درصورت بخرپزہ ماند و پیہ آن درمسہلاتِ بلغم و سودا بکار رود، و درعربی آن را حنظل گویند، و درفارسی شرنگ و درہندی اندراین۔ (فن)

شریعت : نرسنداج۔

شَشنستن : مخففِ نشستن است بحذفِ نون و بقای شین متعدی نشستن وششتن نشاندن است و نشانیدن مزید علیہ۔ (فن، ق)

شُستنِ دست و دہن : دست و دہن آب کشیدن۔

شست و شو : پادیاب، پادیاد۔

شُعاع : سورج کی کرن۔ (قن)

شعلہ : زبانہ۔

شُغال[2] : گیدڑ۔ (قن)

۱- سراج اللغۃ: "بفتحتین و نون ساکن و کافِ فارسی، حنظل و بعضی خربزہ کہ نباتی است معروف و بعضی بمعنی مطلق زہر گفتہ اند۔ اول اقوی است"۔

۲- انجمن آرا میں بروزن زغال لکھا ہے۔ اور زغال کتاب میں مذکور نہیں لیکن عام طور پر زغال کی ز بے مضموم پڑھی جاتی ہے چنانچہ لغتِ فرس میں پروفیسر عباس اقبال (طہران) نے زغال کو بضمِ اول ہی ضبط کیا ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جائے گا کہ صاحب انجمن آرا کی رائے میں شغال بضمِ شین ہے لیکن سراج اللغۃ میں بکسرِ شین اور اشٹائن گاس کی لغت میں بفتح شین لکھا ہے۔

شاہنگ : وشفشاہنج، تختۂ فولادِ مشبک کہ تارہای زرد سیم بدان درکشند۔ ہندی آن جنتری[1]۔ (پ)

شفق : سرخی کہ بر افقِ آسمان پدید آید، اگر بصبح است ور بشام، آن را شفق گویند، بی تفرقۂ شام و بام۔ (فتق)

شکرد : بشینِ مکسور وکافِ مفتوح ورای مفتوحِ بدال پیوستہ، یعنی شکار کند۔ یارانِ خود را جز مید ہم کہ شکار نیز مثلِ شکوہ، اسمِ جامد بودہ است، و آن را بعدِ حذفِ الف متصرف ساختہ اند، یعنی شکر یدن و شکرد و دیگر مشتقات (د، فتق، ق، م)

شکستن : شکست، شکستم، شکند، شکنندہ، شکن۔ (پ)

شکم : پیٹ۔ (قن)

شکم بندہ : لکت انبان، پرخوار۔

شکوہ : بضمِ شین زنہار نیست۔ ہمان بکسرۂ شین وضمۂ کاف و واو مجہول، اسمِ جامد است بمعنیٔ دبدبہ وشان و رعب وشکوہیدن، مصدرِ جعلی است بمعنیٔ متاثر شدن از

---

[1] لغتِ فرس : ۷۴، بمعنیٔ شکنجہ۔

[2] انجمن آرا : بادلِ مکسور۔

مہابت و عظمت ۔ ترجمۂ آن در ہندی رعب میں آنا![1]
ہمانا در قصیدہ بیتی دارم کہ نخستین مصرعش این است:

دانش اندوز نیاید کہ شکوہد ز سوال

چون آن قصیدہ شہرت یافت، یکی از علما در بزمی کہ
من نبودم، برین لفظ خردہ گرفت و گفت کہ شکوہد معنی
ندارد ۔ ہم از اہلِ بزم پاسخ یافت کہ نظامی در سکندر نامہ
میفرماید:

شکوہید دارا ز نزلی چنان

خندہ زد و فرمود کہ شکوہید سندِ شکوہد نمی تواند بود ۔ حای
برین علم و فضل کہ ماضی را مسلم داشت و
مضارع را ناروا پنداشت ۔ مردی سخت کوشش
گرم خون فردای آن روز برہانِ قاطع را بخانۂ آن فرزانہ
برد و شکوہد را بوی نمود و بخود فرد ماند ۔ پنداری، برہانِ
قاطع کلامِ آسمانی است کہ ہیچ کس را از تسلیمِ آن گزیر

۱۔ لغتِ فرس: ۴۵۳، میں بمعنی حشمت و بزرگی لکھا ہے اور صحیح کتاب
نے شین پر ضمہ لگایا ہے ۔ دری کشا: ۴۶ میں مندرج ہے کہ بمعنی حشمت
و دبدبہ بضمِ شین اور بمعنی ترس و بیم بکسرِ شین ہے ۔

نیست۔ دید و خندید و گفت کہ من میدانم۔ حاجت بدیدنِ برہانِ قاطع نیست۔ دیروز ظریفانہ سخنی گفتہ بودم۔ زنہار پیشِ میرزا حکایت نخواہی کرد۔ آہ، از عربی خوانانِ فارسی ناشناس! (فش، ق)

شگافتن[1]: مصدر بیست، ترجمۂ آن چیرنا۔ ماضی، شگافت، و مضارع شگافد و مفعول شگافتہ۔ (پ، فش، ق)

شِگَرْف: بشینِ مکسور، و اِشگَرْف، بہمزۂ مکسور، بمعنیٔ نادر و عجیب است، و صفتِ خوبی و ندرت می افتد، چنانکہ فتح شگرف، و شانِ شگرف، و شوکتِ شگرف۔ (فش، ق)

شِگفت: بمعنیٔ عجب۔ شگفتی، مزید علیہ۔ (پ، ع)

۱۔ پنج آہنگ مطبوعہ ۱۸۵۳ء اور قاطع برہان میں بکافِ عربی لکھا ہے اور درفش کاویانی اور کلیات نثر (مطبع نولکشور، طبع دوم) میں بکافِ فارسی۔ سراج میں ہے "مولف گوید، بکافِ تازی در اکثر فرہنگہا آوردہ و شہرت بکافِ فارسی دارد"

۲۔ رشیدی و سراج میں بمعنیٔ عجب شین اور کافِ عربی دونوں کے کسرے کے ساتھ ضبط کیا ہے اور دری کشا : ۴۶، میں شینِ مکسور و بکافِ عربی و فارسی مفتوح لکھا ہے۔ خود پنج آہنگ کے ۱۸۵۳ء والے نسخے میں بکافِ عربی اور کلیات نثر میں بکافِ فارسی درج ہے۔

شگفتن: شگفت، شگفتہ، مضارع شگفد۔ امر ندارد۔ (پ

شگوفہ کردن: بمعنئ قَی کردن، (پ، م)

شلوار: پاجامہ یعنی جامۂ پا۔

شمردن: شمرد، شمردہ، شمارد، شمارندہ، شمار۔ بحثِ ہما بحذفِ الف نیز آید۔ (پ)

شمس: آفتاب، خورشید، مہر، نیر، ہور، سورج (قن)

شمن: بوزنِ چمن، بت پرست۔ (پ)

شمیدن: بمعنی بوئیدن، ٹکسال باہر ہے[۲]۔ (تیغ)

شنا: بروزنِ بنا در فارسی ترجمۂ سباحت است۔ و آشناہ و آشنا ہم بمعنئ مصدر ست و ہم بمعنئ فاعل۔ در ہندی اشنان بفتحۂ اول و اضافۂ نون، غسلِ ارتماسئ دریا را گویند خصوصاً و ہر گونہ غسل را گویند عموماً۔ (قش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۴۴۳، سراج، رشیدی اور دری کشا وغیرہ میں شمیدن کے معنی دمیدن لکھے ہیں۔ سراج میں یہ بھی لکھا ہے کہ: بمعنئ بوئیدن، شنیدن بنون پیش اربابِ فصاحت شہرت دارد۔ ہرچند ماخذ آں از شم کہ لفظِ عربیست نیز می تواند شد از عالمِ طلبیدن و فہمیدن و بلعید چنانکہ روزمرۂ بعضی عوام است"

۲۔ لغت فرس: ۹۔

شِناختن: شناخت، شناختہ، شناسد، شناسندہ، شناس۔ (پ)

شُنودن: شنود، شنودہ، مضارعِ ہردد (شنیدن و شنودن) یکی است، شنود بکسرِ شین و فتحِ نون و فتحِ واو، شنودہ، شنو۔ (پ)

شنوسہ[1]: بشینِ مکسور و نونِ مفتوح و ہای مختفی، عطسہ را گویند (فش، ق)

شَنیدن: سُننا، سونگھنا، حافظ۔

بوی خوشِ تو ہر کہ ز بادِ صبا شنید
از یارِ آشنا خبرِ آشنا شنید

شنید، شنیدہ۔ این بحث بواو نیز آید و درین حالت نون مضموم گردد۔ شنودن، شنود، مضارعِ ہردو یکی است

۱۔ قاطعِ برہان میں غنوسہ اور درفشِ کاویانی میں شنوسہ ہے۔ سراج میں لغتِ اول و شین معجمہ بعد واو اختیار کر کے لکھا ہے کہ بعضے بکسرِ اول بھی پڑھتے ہیں اور برہان میں واو کے بعد سین کو بھی صحیح بتایا ہے۔ فرہنگ انجمن آرای ناصری میں دونوں کو صحیح بتایا ہے، مگر حرفِ اول بہر دو صورت مفتوح ہے لغتِ فرس: ۱۹۴ میں شنوسہ ہی اختیار کیا ہے، اور رودکی کا ایک قطعہ مثال میں پیش کیا ہے، جس کے پہلے شعر کا قافیہ آفردشہ ہے۔

شنود بکسرِ شین و فتحِ نون و فتحِ واو، شنوندہ (پ)

شور و غوغا کردن : نمک بر آتش افگندن۔

شوق کردن : کلاہ انداختن، کلہ گوشہ بر آسمان سودن۔

شوکت : اروند، اورند۔

شوم : لغتحتین، ترجمۂ سبب۔ (د، م)

شوی : خاوند۔ (قن)

شہتیر : فرسب۔

شہر : گرزد۔

شہرکیا : بکافِ عربی مفتوح، حاکمِ شہر۔ (د)

شہ نشان : نشانندۂ شاہ۔ (د)

شید : بشینِ مکسور و یای معروف، بر وزنِ عید، در معنی بافروغ متحد است۔ روشنی۔ (خ، د، فش، ق)

شید اسپہبد[1]، و اسپہبدی شید : عبارت از نفسِ ناطقہ است کہ پارسیان آن را روانِ گویا تیز گویند۔ (فش، ق)

۱۔ میرزا صاحب اور اُن کے معاصر صاحب دری کشا دونوں اسپہبد کی ب کو مضموم قرار دیتے ہیں، لیکن صحیح بفتحِ با ہے، اور یہ فتحہ موبد اور ہیربد وغیرہ دوسرے مرکبات میں بھی پایا جاتا ہے۔

شیدستان: بشینِ مکسور، ترجمۂ نوربالا نوار۔ (م)

شیر: دودھ۔ (تن)

شیشہ در جگر شکستن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)

شیلان[1]: مائدہ دعوت۔ (م)

شیون: مویہ، نوحہ۔

شیہہ: بمعنیٔ صدای اسپ، لغتِ فارسی، بشینِ مکسور و یای معروف و ہای ہوزِ مفتوح و ہای ثانی زدہ۔ عربی صہیل۔ (غ)

۱۔ سراج: "بروزنِ گیلان"

ص

صحابی : دوست ۔ جمع اصحاب ۔ (ق)

صبح : سحر، انجام لیل، آغازِ نہار ۔

صحرا : دشت، جنگل ۔ (ق)

صدا : آواز ۔ نوبتی در مدرسۂ دہلی چنانکہ قانون و قاعدۂ مدارس است، بزمِ امتحان آراستند و کارِ امتحان بیکی از علمای جلیل القدرِ اسلامیہ کہ دران عہد از بہرِ این مہم بطریقِ دورہ از کلکتہ بدہلی رسیدہ بود، حوالت داشت ۔ یکی از طلبۂ علم بہ چشمداشتِ عرضِ جوہرِ لیاقتِ خویش عبارتی عربی بنظرِ آن بزرگوارِ ممتحن گزرانید ۔ گر لفظِ "صدا" دران عبارت داخل بود ۔ ممتحن خشمگین شد و فرمود کہ اندراجِ لفظِ پارسی در عبارتِ عربی گمراہی است ۔ اشعار شعرای نام آور بہ

عرب و قاموس و منتہی الارب آوردند، تا صدرا را در اشعارِ عربی و کتبِ لغات عربی دید و خشم فرو خورد۔ چون این حکایت بمن رسید، گفتم: "این بزرگ نیز از فریب خوردگان و گمراہ کردگانِ جامع برہان قاطع خواہد بود۔ و بالِ این گمراہی نیز بر گردنِ اوست۔" (دفش، ق)

صَدَقہ: برخی۔

صرصر: آندھی۔ (قن)

صعوہ: کراک، صریچہ، ممولا۔

صفا: زرد۔ صفت در صفت: زرد زرد۔

صلوٰۃ: نماز (دفش، ق، قن)

صمد: اسم صفت معنی، نہ چیزی از وی بیرون رود و نہ چیزی بدرون آید۔ نہ زیادہ شود، نہ کم گردد۔ (تیغ)

صوبہ: خزہ۔

صورت: پاژند، ہیئت۔

صوم: روزہ۔ (دفش، ق، قن)

صَہیل: آوازِ اسپ را گویند[۱]، بصادِ مفتوح و ہای کسور و یای

۱۔ تیغ تیز میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "عربی میں گھوڑے کے ہنہنانے کو صہیل بوزن دلیل کہتے ہیں۔"

معروف، در لسانِ عرب، وشخیہہ، بشینِ مکسور و یای معروف و ہای ہوزِ مفتوح بہای ہوزِ دیگر پیوستہ، در زبانِ پارس۔

اینک دبیرانِ وسخنورانِ ہند را می بینم کہ صیحہ را بوزنِ شیہہ یعنی بصادِ مکسور، آوازِ اسپ می گویند و بفارسی بودن معترفند ونمی فہمند کہ صیحہ بصاد لغتِ پارسی نمی تواند بود، عربی است۔ و در عربی نیز بمعنیٔ آوازِ اسپ نیست۔ (فش، ق)

صیحہ : بصاد وتحتانی وحای حطی بروزنِ بیضہ، لغتی است عربی بمعنیٔ آوازِ ہولناک[1]، چنانکہ خروشِ تندر و آسمان غرّبو، کہ تازیان آن را رعد گویند، و دیگر اصواتِ سہمگین۔
(ع، فش، ق، ن)

۱۔ عود میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "بوزنِ بیضہ عموماً بمعنی ہر صدای ہولناک و مہیب"۔

ض

ضَحّاک: دہ آک۔

ضرب: ژروپ۔

ضَغَطہ: تِښار، قبر۔

ضلع: خُرہ۔

ضَمان: مصدرِ عربیست و افادۂ معنیٔ فاعلیت نیز کند، بمعنیٔ ضامن آید۔ آنانکہ از تصرفِ پارسیان ناآگہند، در صحتِ لفظِ ضمانت تامل دارند۔ ماکہ پیرۂ فارسی گویانیم، تصرفِ آنان را چون نیز بہ یم د آنچہ پیشروانِ ما گفتہ اند ما چرا نگوئیم۔ صاحب قدرتان نہ تنہا آخرِ لفظِ ضمان فوقانی افزودہ اند، بلکہ فراغ را فراغت، قرب را قربت و باب

را بابت نیز نوشتہ اند۔ یکی از شیوا بیانان ایران در بہاریہ
گوید:

شد از داغِ شقائق تا پرِ زاغ
ضمانت نامۂ سرسبزیٔ باغ

ہمچنین یای مصدری در آخرِ مصادرِ عربی آوردہ اند،
و انتظار را انتظاری و حضور را حضوری و سلامت را
سلامتی و حیرانی را نہ بمعنیٔ حیرت بلکہ ہمان بمعنیٔ حیران و
نقصانی بجای نقصان آرند و مارا از تسلیم گزیر نیست۔
(فش، ق)

ضَیمُران : بروزنِ زرگران، لغتِ عربی ہے نہ معرب۔ میں
یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ پھول ہندوستان میں ہوتا ہے یا
نہیں۔ اس کی تحقیقات از روی الفاظ الادویہ ممکن ہے
(آ، خ)

ط

طارمِ نُہُم : عرش است (فش، ق)

طارمِ ہشتم : کرسی را گویند (فش، ق)

طاقت : یاراب۔

طالع : شبھ گھڑی، بری گھڑی ۔ (خ)

طاؤس : مور ۔ (ق)

طَبل : تبیرہ تبیرہ، کوس۔

طبیب : پزشک، حکیم۔

طَرح : بسکونِ رای قرشت، بمعنیٔ فریب ہے۔ لیکن اردو میں یہ لفظ مستعمل نہیں۔ وہ دوسرا لفظ ہے طَرَح بحرکتِ رای قرشت بروزنِ فَرَح۔ اس کو بسکونِ رای بولنا

عوام کا منطق ہے۔ ... غزل کی طرح، زمین کی طرح یہ بسکون ہے۔ اور بمعنیٔ روش و طرز طَرَح ہے بفتحتین۔ طَرْح بالفتح، بمعنیٔ نمونہ اور بمعنیٔ فریب، سچ۔ لیکن طَرَح بفتحتین اور چیز ہے۔

طَرْح، بفتحِ اول وسکونِ ثانی، بمعنیٔ فریب ہے۔ اور تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہیں۔ اور بمعنیٔ آسایشِ دنیا بھی مجاز ہے۔ طرح بفتحتین مرادف طرز و روش (رخ، عس)

طرز: سان، اسلوب۔

طَرَف شدن: بمعنیٔ مقابل شدن۔ (پ)

طُرّہ: زلف۔ (رخ)

طَرِی: ز بطای حطی لغت عربی است بمعنی تازہ و تر (فش، ق)

طفل: ریدک، رید، لڑکا۔ (فش، ق، تن)

طلبیدن[1]: یعنی بطلب، مانگ۔ (آ)

طِلسم: سپہر۔ طلسم ساز: سپہر ساز۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طلب لفظ عربی الاصل ہے۔ یہ کلیہ ہے کہ لغتِ اصلِ عربی آخر کر امر بن جاتا ہے" (آ)

طمع کردن: چشم بچیزی سیاہ کردن۔

طواف: گرد پھرنا۔ (ق ن)

طوس: نام پہلوانی بودہ است از گردانِ ایران، نہ اسم شہریست از بلادِ خراسان۔ واو معروف است نہ مجہول۔ (ق ن، ق)

طیّار: صیغہ مبالغے کا ہے لغتِ عربی۔ املا اس کی طای حطی سے طیر ثلاثی مجرد، طائر فاعل، طیور جمع۔ باز داروں میں اس لفظ نے جنم لیا۔ حقیقت بدل گئی۔ طوے، تے بن گئی۔ یعنی جب کوئی شکاری جانور شکار کرنے لگا، باز داروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ "فلان باز فلان شکرہ طیار شدہ است و صید میگیرد۔" بہر حال اب تای قرشت سے یہ لفظ نیا نکل آیا۔ اس لفظ کو مستند ست اور دراصل اردو اور بتای قرشت اور بمعنیٔ آمادہ اشخاص نہ اشیا پر عام تصور کرنا چاہیے۔ اور عبارتِ فارسی میں اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوگا۔[۱] (آ)

۲۔ میرزا صاحب کا یہ بیان خان آرزو کی تحقیق پر مبنی ہے۔ ملاحظہ ہو سراج اللغۃ اور چراغِ ہدایت۔ مگر میرزا صاحب کا اس لفظ کو معنیٔ آمادہ و مہیا اردو قرار دینا اور فارسی عبارت میں اس کے استعمال سے

(بقیہ صد ۱۶۱) روکنا درست نہیں۔ یہ لفظ بمعنیٔ مذکور ایران ہی میں پیدا ہوا ہے، چنانچہ بہارِ عجم میں جمال الدین سلمان کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے:

چنان بعہدِ تو میزانِ عدل شد طیار کہ میل سوی کبوتر نمی کند شاہین

اس کے علاوہ محمد سعید اشرف اور ملا طغرا نے بھی بمعنیٔ آمادہ ہی استعمال کیا ہے۔ چراغِ ہدایت میں آرزو نے اپنے کسی دوست کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ عربی میں تیار، بتای قرشت کے معنی جہندہ (تڑپنے والا، بالفاظِ دیگر تیزرو) آتے ہیں، اس صورت میں اسے ت کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ میں اس کی تائید میں لسان العرب کے حوالے سے یہ اضافہ کرتا ہوں کہ تیار کے معنی عربی میں موج یا سمندر کی موج ہیں، اور ایک محاورہ "قطع عرقا تیارا" بھی پایا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تیزی سے خون بہانے والی رگ کاٹ ڈالی۔ دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کل ہوائی جہاز کو طیارہ کہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے پانی کے جہاز کے لیے یہی لفظ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اب اس سے زیادہ تیزرو ہوائی کشتی کو طیارہ کہنے لگے ہیں۔

ظ

ظاهر شدن: سیاهی کردن، گل کردن. ظاهر شدن امری پوشیده: بخیه بر روی کار افتادن. ظاهر شدن راز: کچه گل کردن.

ظرف: آوند، برتن.

ع

عاجز شدن : دامن زیرِ سنگ آمدن، دامن زیرِ کوہ آمدن۔

عاریت : سپنج۔

عافیت : بہباد۔

عبادت : بندگی۔

عجب : شگفت۔

عجب نیست : نشگفت

عجز : پوزش، نیاز۔ (ق)

عجز کردن : دامن بدندان گرفتن۔

عجیب : شگرف۔

عربی : تازی۔

عرش : تہم، طارمِ نہم، فلکِ نہم۔

عرض: پہنا۔
عُرف: مہرخوان۔
عَروس: بیُو، بہو۔ عروسی: بیوگانی۔
عُریان: رُت، برہنہ۔
عَسَس: شبگرد، شحنہ، کوتوال۔
عَسَل: انگبین، شہد۔
عَطسہ: تنوسہ۔
عظمت: اورند، اروند۔
عقرب: کژدم، بچھو۔
عقیمہ: استرون، سترون، بانجھ۔ (قن)
عَلَوی: برینی۔
عَلیٰ: ابر، بر، فرا۔
علی الخصوص: ویژہ۔
عَمّ: ادور، چچا۔
عمیق: ژرف، گہرا۔
عنان: جلو، باگ۔
عُنُق: گردن، (قن)

عنکبوت : جولاہ، کارتن، کلاش، مکڑی۔ (ق)

عَوَض : آلیش۔

غ

غالب آمدن: دست یافتن۔

غرب: بیچھم۔ (ق)

غربال: غینِ نقطہ دارِ مکسور اور رای قرشت اور یای موحدہ اور لام، یہ لغت فارسی ہے، ہندی اس کی چھلنی اور مرادف اس کا پرویزن۔ یعنی فارسی میں چھلنی کو غربال اور پرویزن کہتے ہیں۔ غربال بمعنی چھلنی کے لفظِ فارسی الاصل صحیح اور فصیح ہے۔ (آ، ق)

غُرفہ: دریچہ۔ کھڑکی۔

غزل: چامہ۔ غزلخوانی: چامہ سرائی۔ غزلِ درازہ: چکامہ (پ، د، فق، ق، م)

غژک و غیچک: نام ساز۔ (قتق، ق)

غسل: اشنان۔ غلبہ: چیرگی۔

غلتیدن: غلتید، غلتیدہ، غلتد، غلتندہ، غلت، آشکارا باد کہ نوشتن این بطای حطی غلط است۔ بلکہ چون این را بطای حطی نویسند، خود بصورتِ غلطیدن می شود بمعنیٔ غلط کردن۔ (پ)

غلّہ: اناج۔ (قتق)

غلیواز: غاذ، زغن، چیل۔ (ق)

غمخواری: تیمار۔

غمزدہ: نژند۔

غمگین: نژند۔

غنودن[1]: اونگھنا۔ غنود، غنودہ، غنود، غنودہ، غنو۔ (ب، ق)

غنی: بے پروا۔ (تیغ)

غوشاک: بغینِ مفتوح[2]، اسم پاچک است کہ اُپلا، بالثِ

۱۔ سراج، بفتحِ میں، بروزنِ ربودن۔

۲۔ لغتِ فرس، رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں بضمِ غین و واو مجہول لکھ کر بتایا ہے کہ بعض لوگ بفتحِ میں کہتے ہیں۔

مغموم، ہندی آشفتہ۔ (فش، ق)

غوطہ: پاغوش۔

غیبت کردن: بہ پوستین افتادن۔

غیرارادی: اخواستی۔

ف

فاجرہ: حلب،

فارسیٔ مُستحدَث: آنست کہ چون عرب و عجم باہم آمیختند، اہلِ عجم مقاصدِ اہلِ عرب را در زبانِ خویش نامہا نہادند۔ (فش، ق)

فاژہ[1]: دہان درہ، آسا، باسک، عربی "تثاؤب" و تمطی ہندی جمائی

---

[1] میرزا صاحب نے "فازہ" لکھا ہے، لیکن لغت فرس: ۱۲۸، فرہنگ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای ناصری اور دری کشا میں بالاتفاق زای فارسی کے ساتھ ضبط کیا تھا، اس لیے متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ قاطع برہان اور درفشِ کاویانی دونوں میں ایک سہو میرزا صاحب سے یہ بھی ہوا ہے کہ اُنھوں نے فاژہ کو عربی لفظ بتایا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ فاژہ بالاتفاق فارسی لفظ ہے۔

فاسق: تر دامن، گنہ گار۔

فائدہ: دایہ، نفع۔

فِتاریدن[1]: مبدلِ آنِ فتالیدن، بمعنیٔ دریدن و گسستن آمدہ است۔ و آن را فتریدن و فتایدن ہم گفتہ اند۔ و چون مصدر بتبدیل و تخفیف چہار صورت دارد، لاجرم سراسر مشتقات نیز بچہار صورت خواہد بود۔ (فش، ق)

فتوی[2]: وچر۔ فتوی دہندہ: وچرگر[2]، مفتی۔

فخر کردن: بر خود بالیدن۔

فدک[1]: بفتحتین ریسمان کہ بران جامہ اندازند۔ آن را در ہندی الگنی گویند۔ (ق)

فر، فرہ: لفظِ فارسی، مرادفِ جاہ[3]۔ (آ، خ، ق)

۱۔ رشیدی و سراج میں بفتحِ فا اور انجمن آرا میں بالکسر لکھا ہے، مگر صاحبِ سراج نے بقولِ بعض کسرۂ فا بھی درج کیا ہے۔

۲۔ اس لفظ کی تحقیق کے لیے ردیفِ واو کا ملاحظہ ضروری ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "فر اور فرہ لفظِ فارسی ہے مرادفِ جاہ۔ پس جاہ کو اور اس کو کس نے کہا ہے کہ بغیر ترکیب دیے نہ لکھیے عالی جاہ اور سکندر جاہ اور مظفر فر اور فریدون فر، یوں بھی درست اور صرف جاہ اور فر، یوں بھی درست ہے"

فرا: مرادفِ بَر بمعنیٔ علی، ابر۔ (فش، ق)

فراز: بند۔ باید دانست کہ ضدِ نشیب است۔ چون ہنگامِ بستن تختہ ہای دراز ہر دو سو مرئی می شود، در آن صورت بلندی است۔ ہر آئینہ بستنِ "در را" در فراز کردن، گویند، چنانکہ سعدی گوید:

بروی خود درِ طمّاع باز نتوان کرد
چو باز شد، بدرشتی فراز نتوان کرد

باز کردن بمعنیٔ کشادن و فراز کردن، بمعنیٔ بستن یعنی طمّاع مبرم راسوی خود راہ مدہ، وچون چنین اتفاق افتاد، دیگر در بروی وی مبند۔ (آ، فش، ق)

فَرازمان: حکم۔ (د)

فرِشا: بروزنِ تماشا کہ قشعریرہ ع۔ بی آنست۔ (فش، ق)

فرامُشت: مزید علیہ فرامش است۔ (فش، ق)

فراہم آمدن: دست بند زدن۔ فراہم آمدنِ اسبابِ مراد: نان بروغن افتادن۔

فَرّتاب: و پرتاب، در ہر دو زبان بمعنیٔ بزرگی و قدرت و وحی و کرامت۔ (آ، ب، د، س، فش، ق، م)

فَرتاش: وجود۔ (د)

فَرجام: ہم بمعنیٔ رنگ و رونق و ہم بمعنیٔ انجام گزارش۔ (پ)

فَرجُود: لغتی است پہلوی بمعنی کرامت۔ و فرجد، بضمِ جیم مخففِ آن و درین مصرعِ امیر خسرو ع:

فرّ جد از فرجدِ خود یافتہ

ہمان فرجد است بضمِ جیم۔ و معنیٔ مصرع اینکہ ممدوحِ من فرِجد، یعنی سلطنتِ جد، از کرامت و یاوری اقبال یافت۔ (فنج، ق)

فردا: روزِ آیندہ۔ (د)

فَرزَبُود: بفای مفتوحہ رای زدہ وزای موقوفہ، حکمت۔ (د، قنج، م)

فرسب[1]: بفا و رای مفتوحہ وسین و بای موقوفہ، شہتیر۔ (د)

فِرِستادن: مصدر، فرستاد، ماضی، فرستادہ، فرستد مضارع، فرستندہ، فرست امر۔ واین را مضارع "فریسد" نیز گویند لاجرم فاعل فریسندہ وامر نیز فریس خواہد بود۔ لیکن الاولی افصح۔ (پ، تنج)

۱۔ سراج میں فرسپ لکھا ہے اور بقولِ بعض فرسب بتایا ہے۔

فَرسَنداج: ہم بمعنیٔ امت و ہم بمعنیٔ شریعت۔ (فش، ق)

فرسودن: فرسود، فرسودہ، فرساید، فرسایندہ، فرسای۔ (پ)

فَرشاد: و پرشاد، ہم در پارسیٔ باستانی و ہم در ہندیٔ قدیم ترجمۂ تبرک۔ (فش، ق)

فرشتۂ رحمت: امشاسپند۔

فَرفَر: بادفر، بادفرہ۔ پھرکی۔ (پ، دہلی اردو اخبار، قن)

فَرقَدان: ایک صورت ہے یا ایک کوکب ہے آٹھویں آسمان پر۔ (آ، خ)

فَرگاہ: بمعنیٔ بارگاہ و ترجمۂ حضرت۔ (تہ، د، س، فش، ق)

فَرگفت: بمعنیٔ حکم۔ (د، م)

فرمانبردار: سُفتہ گوش۔

فرمودن: مصدرِ اصلیٔ فارسی، فرمود، فرمودہ، فرماید۔ مضارع فرمایندہ، فرمای، امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (آ، پ)

فرۂ تنی: ستبلت شست کردن۔

فُروختار: لغتِ اصلی است مرکب از صیغۂ ماضی و آر، مانندِ خریدار و پرستار۔ (فش، ق)

فَروَردین: مدتِ ماندنِ آفتاب در حمل۔ (د)

فُرُوزَہ[1]: ترجمۂ صفت۔ (د، م)

فُرُوغ: شید، روشنی۔

فُروکاش[2]: مرادفِ فرومایہ۔ (آ)

فُردِہِل: بمعنیٔ بگزار۔ (کمک)

فَرِہیدہ: بمعنیٔ خوب و نیک، اچھا۔ (بر، د)

فَرّہ: شکوہ، جاہ۔ (بہٰ، د)

فرہنگاخ: درمیان، وسط۔ (د، قنغ)

فِریور: صاحبِ دبدبہ، بزرگ۔ (بر، د، قنغ)

فسانہ: کہانی۔ (قن)

فُسُوس: بہر دو ضمہ و واوِ معروف لغتی است فارسی ترجمۂ استہزا... این نیز دانستنی است کہ فسوس در فارسی لغتی است جامد، مصدر ندارد۔ آری مانندِ شکار و شکوہ و خوم و آرام، اگر این را از راہِ تفنن متصرف گردانند، رواست۔ اما ہمان بمعنیٔ استہزا۔ (فق، ق)

۱۔ دری کشا۔ ۴۸، بضم اول و ضم را و واوِ مجہول۔

۲۔ دری کشا: ۴۹، بفتح اول و رای مہملہ و کافِ تازی با الف و شینِ مہملہ۔ اردوی معلی میں فرد کاش چھپ گیا ہے۔

فِشارِ قبر: ترجمۂ ضغطہ است۔ (فش، ق)

فَصْل: مُنسک۔

فَغ: بفتحِ فای سعفص، در فارسی بت را گویند۔ (فش، ق)

فَغاک: مرکب از 'فغ' و 'اک' که افادۂ معنیٔ نسبت کند، چون خوراک و پوشاک، مردِ بحیس و حرکت را گویند، خواہی از راہِ تکبر باشد و خواہی بعارضۂ دیگر۔ (فش، ق)

فَغِستان: مرکب از 'فغ' و 'ستان' بمعنی بتخانہ۔ (فش، ق)

فَغفور: فغپور ست، یعنی پسرِ بت۔ پادشاہی را پسر نمی زیست۔ یکبار چون زنش پسر زاد، او را به بتخانه برد و در پای بت انداخت و گفت: "این فرزندِ بت است"۔ قضارا آن کودک نمرد و این قصہ ہمان صورت دارد

۱۔ انجمن آرای ناصری میں فغ کو بضمِ فا لکھا ہے اور اس لیے اس کے تمام مرکبات بھی اس کے نزدیک مضموم الاول ہیں۔ فرہنگِ رشیدی: ۲، ۱۰۶ میں زیر اور پیش دونوں طرح ضبط کیا ہے، مگر ضمے کو قولِ ضعیف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں زیر کو قولِ بعض بتایا ہے، مگر آخر میں یہ لکھ دیا ہے کہ "چون حرکتِ حرفِ اولِ آن، بتحقیق نہ پیوستہ، جمیع لغاتی کہ از آن ترکیب یافتہ با لفتح باشد یا بالضم"۔

کہ ہندوستانیان دختر و پسر را برند و در صحن مسجد اندازند و مبیتا و مبیتی نام نہند۔ آری، ظریفان شخصِ مجہول الاب را بطریقِ طنز فغفور گویند۔ (فش، ق)

فکانہ[1]: کھانہ، بچہ را گویند کہ نارس از شکم بیفتد۔ (فش، ق)

فَلَق: بمعنیٔ دریدن است۔ و از روی استعارہ، ظہورِ فروغ صبح را فلق گویند در عربی و چاکِ صبح در پارسی و پو پھٹنا در ہندی۔ (فش)

فلک: آسمان۔ چرخ، چنبرِ واژگونہ، گردون۔ (د، قن)

فلکِ مکوکب: عبارت از فلکِ ہشتم است۔ (م)

فلکِ نہم: عرش است۔ (ق)

فوفل: چھالیا۔ (قن)

فولاد: پھولادر

فوہ[2]: بفای مضموم و واو بہای زدہ، چیزی کہ برای افروزشِ رنگِ نگین زیرِ آن نہند، و

۱- اس لفظ کی تحقیق کھانہ کے تحت ملاحظہ کیجیے۔

۲- میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یعنی ڈانک کہ جو نگ کے تلے رکھتے ہیں۔" (۱)

بھنڈی، ڈانک، گویند۔[1] (آ، پ)

فہمایش: کا لفظ میاں بدھا ولد میاں جما اور لالہ گنیشی داس ولد لالہ بھیروں ناتھ کا گھڑا ہوا ہے۔ میری زبان سے کبھی تم نے سنا ہے؟ اب تفصیل سنو۔ امر کے ؔبینے کے آگے شین آتا ہے، تو وہ امر معنیٔ مصدری دیتا ہے اور اُس کو حاصل بالمصدر کہتے ہیں۔ سوختن مصدر، سوزد مضارع، سوز امر، سوزش حاصل بالمصدر۔ اسی طرح ہیں خواہش وکاہش وگزارش وگدازش وآرایش وپیرایش وفہمایش۔ فہمیدن فارسی الاصل نہیں ہے، مصدرِ جعلی ہے۔ 'فہم' لفظِ عربی الاصل ہے 'طلب' لفظِ عربی الاصل ہے۔ ان کو موافقِ قاعدۂ تعریب فہمیدن وطلبیدن کر لیا ہے۔ اور اس قاعدے میں یہ کلیہ ہے کہ لغتِ اصلِ عربی آخر کو امر بنجاتا ہے۔ فہم یعنی بفہم، سمجھ، طلب یعنی بطلب، مانگ، فہمد

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بدین معنی عربی است کہ در زمانِ متاخرین بمعنیٔ چیزی کہ زیرِ جواہر برای ازدیادِ رنگِ او نصب کنند، آمدہ۔ واین را بھنڈی ڈانک گویند بدالِ ہندی ونونِ غنہ۔"

مضارع بنا، طلبد مضارع بنا۔ خیر، یہ فرض کیجے کہ جب
تم نے مصدر اور مضارع اور امر بنایا، تو اب حاصل
بالمصدر کیوں نہ بنا لیا۔ سنو۔ حاصل بالمصدر فہمش
اور طلبش ہونا چاہیے۔ 'فہم' تھا صیغۂ امر، 'فہمد' سے
نکلا تھا۔ الف اور یے کہاں سے آیا؟ فہانی تو نہیں ہے
جو فہمائش درست ہو۔ کہیں فرمائش کو نظیر گمان نہ کرنا۔
وہ مصدرِ اصلی فارسی فرمودن ہے۔ فرماید مضارع،
فرمائے امر، حاصل بالمصدر فرمائش۔ (آ)

ق

قابلہ : پازاچ، پیش نشین، دائی، جنائی۔ (دپ، جیغ، فغ، ق، قس)

قافیہ : پیوند۔

قافیۂ شایگان : عربی ایطا! (ع س)

۱- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "قافیۂ شایگان کہ جس کو عربی میں ایطا کہتے ہیں، وہ دو طرح پہ ہے: خفی و جلی۔

ایطا وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں جیسے الفِ فاعل، گویا، و بینا و شنوا۔ شعر اسیرؔ:

ای دانۂ تسبیح خیالت دلِ دانا — سر حلقۂ مستانِ رخت دیدۂ بینا

اور نون دال مضارع کا، جیسا استاد کے اس مطلع میں ہے:

دل شیشہ و چشمانِ تو ہر گوشہ برندش — مست است، مبادا کہ بناگہ شکنندش

اور ایسا ہی الف و نون جمع کا: مثلِ چراغان و جوانان۔ اور ایسا ہی الف نون حالیہ، مانندِ گریان و خندان۔ پس اگر یہ مطلع میں آپڑے، تو ایطای جلی ہے۔ اگر غزل یا قصیدے میں بطریقِ تکرار قافیے میں آپڑے تو ایطای خفی ہے۔ (م س)

قالب: در عربی و کالبد در فارسی بمعنیٔ تن است، و چیزی را نیز گویند که آن را در ہندی "سانچا" نامند۔ (فش، ق)

قانون: لفظِ عربی الاصل است[1]۔ جمع آن قوانین و قاعلِ آن مقنن۔ (فق، ق)

قبچاق: بفتحۂ قاف، در اصل درختِ میان تہی را گویند۔ چون سلطان آغور خان، جد آلنقوا پادشاه شد مغول را فرقه فرقه ساخت، و ہر فرقه را نامی دیگر نہاد: ایغور، قلج، کلتتہ، قبچاق۔۔۔ پس قبچاق نامِ گروہیست از مغول۔ (فق، ق)

قُبلہ: بوسہ، چمّی۔

قُبۂ خشخاش: پوست کے ڈوڈے۔ (غ، عس)

قتلِ عام: مرگِ سرخ۔

۱۔ تاج العروس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ بقولِ بعض رومی اور بقولِ دیگر فارسی الاصل ہے۔ صاحبِ محکم نے بھی اسے دخیل قرار دیا ہے۔ لغت القماط: ۲۰۶، میں رومی الاصل یعنی لاطینی اور معنی مسطر بتایا ہے۔ اصل اور قاعدہ یہ دونوں مجازی معنی ہیں۔ بہرحال میرزا صاحب کا اسے عربی الاصل کہنا درست نہیں، ہاں عربی کی وساطت سے فارسی میں آیا۔

قحط: نانِ شیرین، کلل۔ (قن)

قَدَح: کاس، کاسہ۔

قَدر: ارج، ارز۔

قدرت: فرتاب، پرتاب۔

قدم افشردن: پا استوار کردن۔ گاڑھنا۔

قدیم: باستان۔

قُراب: لغت عربی الاصل صحیح[1]۔ (آ، خ)

قِشلاق: بمعنی لشکرگاہ زمستان۔ (فش، ق)

قصد: بسیچ۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "قراب اور سداب دونوں لغت عربی الاصل صحیح ہیں" (آ۔ خ) میں نے جستجو کی تو قراب کے معنی ہم قدر اور ہم قیمت معلوم ہو گئے، مگر سداب کوئی عربی لفظ نہ نکلا۔ اس سے میں یہ گمان کرتا ہوں کہ سراب کو کاتب نے سداب لکھ دیا ہے۔ چنانچہ سراج اللغۃ میں سراب کے متعلق آرزو نے یہی لکھا ہے کہ یہ عربی لفظ ہے۔ لیکن ادّی شیر نے "الفاظ الفارسیۃ المعربۃ" ۸۸ (طبع بیروت ۱۹۰۸ء) میں لکھا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے اور سر بمعنی فوق اور آب بمعنی پانی سے مرکب ہے۔ ممکن یہ بھی ہے کہ یہ سریانی الاصل ہو۔

قَصر: مُشکوی، محل۔

قصیدہ: چگامہ۔

قطرہ زدن: اشارتست بہ شتاب رفتن۔ (پ)

قفس: پنجرہ۔ (تن)

قَلاوُز: راہبر در راہ تاراگویند[1]۔ (پ)

قَلب: بُہترہ، کاسیدہ۔ دل۔

قَلعہ: بارہ، دِژ (د، تن، م)

قلندر: ساسان، سَنیاسی۔

قلم کشیدن: مطلق بمعنیٔ باطل کردن و محو کردن چیزی باشد۔ (پ)

قِمار: مِنگ۔

قوی ہیکل: تہمتن۔

قِیام: ایستادن، استادن۔

قَی کردن: شگوفہ کردن۔

قیمت: اَدُز، اَرزج، نرخ، بہا، مول۔ (د، فش، ق، تن)

۱۔ رشیدی میں اس لفظ کی تین شکلیں اور لکھی ہیں؛ قلوز، قلوغز اور قلاوذز۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ اصل میں یہ لفظ ترکی ہے۔

ک: تازی بپارسی در آخرِ اسما معنیٔ تصغیر دہد، چون مردک
ومردمک وکودک و ریدک۔ ہمانا کود و رید ترجمۂ طفل
است۔ (فش، ق)

کاچار وکاچال: ترجمۂ اثاث البیت، رخت، متاعِ خانہ،
اسبابِ خانہ (پ، د، م)

کار از بنِ دندان کردن: یعنی بہ دقت تمام کردن۔ (پ)

کارتن: کلاش[1]، عنکبوت۔ مکڑی۔

کارد خرد: کزلک۔

کارکیا: بہر دو کافِ عربی مفتوح و سکونِ ثالث۔ کہ رای

۱۔ دری کتنا: ۸۱، میں کبیرا لکھ دیا ہے۔ مزید تفصیل لغتا کی کے حاشیے میں دیکھیے۔

-- فرشت است، بمعنیٔ خداوندِ کار، مالک وحاکم، چون وہ کیا
بمعنیٔ مالکِ وہ کارکیائی : مالکی، حکومت۔ (آ، د، ق، م)

کازہ : خانۂ گل، کوخ، گومہا۔ چھپر مٹی کا گھر۔ (آ، پ، د، قغ، م)

کاس وکاسہ : مانندِ موج وموجہ، بمعنیٔ قدح عربی است۔
(فش، ق)

کاس وکوس : بمعنیٔ نقارہ فارسی۔ (فش، ق)

کاستن : گھٹانا۔ کاست صیغۂ ماضی از کاستن، وبمعنی بورِدِغ
مستقل۔ کاستہ، کاہ، کاہندہ، کاہ۔ مصدرِ مضاہی کا بیان
(پ، د، قن)

کاسد : نبہرہ، قلب۔

کاسہ گردان : کنایہ از دریوزہ گری۔ ؏ گدارا کاسہ گردان
نامند۔ (پ)

کاشتن : بونا، کاشت ماضیٔ کاشتن وبمعنیٔ زراعت۔ کاشتہ
کارد، کارندہ، کار۔ بحثِ مصدری بحذفِ الف نیز آید
کشتن وکشت، وکشتہ بکسرِ کاف۔ لیکن بحثِ مضارعی
در ہر حال بحالِ خود باشد۔ (پ، فش، ق، قن)

ا۔ اس لفظ کی تحقیق حرف کاف میں لفظ کو مہ کے تحت ملاحظہ ہو۔

کاغذ: دالِ مہملہ سے ہے۔ اس کا ذال سے لکھنا اور 'کواغذ' کو اس کی جمع قرار دینا تعریب ہے بہ تحقیق۔ (ع)

کاغذی پیرہن: دادخواہ[1] (د)

کافتن: مصدر، ترجمۂ آن کھودنا۔ ماضی کافت، و مفعول کافتہ و مضارع کاود۔ کاوندہ، کاو۔ او کاویدن مصدرِ مضارعی است چنانکہ رُستن برای مضموم مصدرِ اصلی و روئیدن مصدرِ مضارعی۔ ہر آئینہ 'کاو' صیغۂ امر است و کاوش حاصل بالمصدر۔ (پ، قش، ن)

کالبد: در فارسی بمعنیٔ تن است۔ سربر، جسم۔ و چیزی را گویند کہ آنرا در ہندی سانچا نامند۔ (قش، ق)

کالیوہ: پاگل و کالیوگی، پاگل پن۔ (د)

کام: بکافِ عربی در پارسی بمعنیٔ مقصد[2] است عموماً و در ہندی

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "ایران میں رسم ہے کہ دادخواہ کاغذ کے کپڑے پہن کر حاکم کے سامنے جاتا ہے، جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجانا"۔ (ع)

۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے۔ "کام بمعنیٔ مقصد و مدعا۔ ناکام، دشمن کام، دوست کام لکھتے ہیں تشنہ کام اور ترکیب ہے۔ کام بمعنی تالو کے ہے نہ معنیٔ مقصد و مدعا۔ (غ)

بمعنیٔ شہوتِ جماع خصوصاً۔ دکامنا' باخزایشِ نون والف
در آخر' مطلق بمعنیٔ خواہش۔ تشنہ کام' کام بمعنیٔ تالو' نہ
بمعنیٔ مقصد و مدعا۔ (خ' فش' ق)

کان: معدن و در ہندی کھان۔ (فش)

کانون: اسمِ آتش دان است۔ (فش' ق)

کاہ: خشک گھاس۔ (قن)

کاہ بدندان گرفتن: اظہارِ عجز۔ (ع)

کبک: چکور۔ (قن)

کج کول: کشکول۔

کچہ: بکافِ تازیٔ مفتوح و جیم فارسیٔ مفتوح' ہندیٔ آن
چھلا۔ (پ' دہلی اردو اخبار)

کچہ گل کردن: عبارت از ظاہر شدنِ راز۔ (پ)

کحل: سرمہ۔ (قن)

کدبانو۔ بی بی۔ (دقفا)

: بمعنیٔ خانہ۔ یکی از پرورش آموختگانِ قتیل در کلکتہ
ن گفت: استاد دربارۂ 'کدہ' ۔۔۔۔ از روی اجتہادی
کہ بدانست پیروانِ خویش داد و' جز اسمی چند کہ شمارِ آن

از پنج یا شش تجاوز نکرده، ماقبلِ کده آوردن ... جائز نمی شمارد" پاسخ گزاردم که بیخبران نگفته، چون خودی کار بر دشنگ گیرند آگاه دلان راچه افتاده که توقیع نادرا پر یزند۔ حیرتکده و ظلمتکده و شفق کده و سحرکده و امثالِ اینہا در نظم و نثر اہلِ عجم بسیار است۔ فخر المتاخرین فرماید:

خاموش، حزین، کز نفسِ سینہ خراشت
نشترکده گردید جگر مرغ حرم را

(نش، ق)

۱۔ قتیل کے شاگرد کا یہ بیان خود قتیل کے قول کے خلاف ہے۔ انھوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ کدہ سے پہلے پانچ چھ مخصوص الفاظ کے علاوہ ناجائز ہے، بلکہ نہر الفصاحت ۲۵۰ میں یہ لکھا ہے کہ "کده بمعنی خانه باشد با پنج لفظ ملحق شده سوای آں مسموع نیست: بت کده، و غم کده، و آتش کده، و می کده، و گلشن کده، و غیر آن چون آب کده، نمی دانم که درست است یا نادرست۔ یعنی اینها اصول اند، و سوای این پنج آنچه در کلام اساتذه یافته باشد فروع اینها باشد۔ حسرتکده و نیست و فروع در اصلی داخل است، چون حیرت کده، و سنبل کده و ویران کده، حسرت کده الخ" اس صورت میں میرزا صاحب کا اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہوگا۔

کدیور: بکافِ تازیِ مفتوح و دالِ مکسور و یای مجہول، مزارع و باغبان۔ (پ)

کَمر: آگندہ گوش، اَاَصَمّ۔

کُمر: بکافِ عربی، اسمِ حومن است۔ (فق، ق)

گُراسہ: دہنی بمعنیٔ مصحفِ مجید۔ (فق، ق)

گُراع: باچۂ گاؤ و گوسپند وغیرہ۔ (فق)

گَراک، بہر دو کافِ عربی و اول مفتوح بوزنِ بلاک، و بااضافۂ الف در آخر "کراکا" بوزنِ تماشا، دیگر اسمِ صریحہ، صعوہ را گویند کہ مولا بفتحۂ اول و ضمۂ ثانی و واوِ مجہول ہندیِ آن است۔

در مناقب العارفین دیدہ ام کہ یکی از بنات ملک کہ در حبالۂ نکاحِ مولانا رومؓ بود، کراکا نام داشت۔ ہمانا این مہر خوان خواہد بود و اسم ورای آن (فق، ق)

کرامت: زجود، زجُد، زتاب، پرتاب۔

کرانا[1]: کنار۔ (ق)

کردار گزاری: تاریخ نگاری۔ و کردار گزار: مورخ۔ (د)

۱- رشیدی، سراج اور دری کشا: ۵۱ میں بفتحِ کاف لکھا ہے۔

گُرنگ : بروزنِ تفنگ، اسپِ سُرخ رنگ۔ (آ)

گُروہ : فارسی است و کوس بکافِ عربیٔ مضموم و واوِ مجہول ہندیٔ آن۔ (فش)

گُرۂ نار : اثیر۔

کریم : داد، سخی۔ کریے، انیا سخی۔ (تیغ، عس)

کژلک : بفتحتین، کارد خرد۔ (م)

کژدم : عقرب، بچھو، برجِ عقرب۔ (د، تیغ، قن)

کسائی : بمعنی شخصیت۔ (پر، تیغ، ق)

کُشتی : مثلِ زنار کنندہ پہ جنہیں ڈالتے، کمر میں باندھتے ہیں جہاں اس ملک کے ہندو تاگڑی باندھتے ہیں۔ (تیغ)

گُشادن : کھولنا۔ (قن)

کِشاوَرز : بکسرۂ کافِ تازی و واوِ مفتوح[1]۔ زمین دار۔ یہقان مباد۔ این در اصل کِشتہ ورز است، بکافِ عربی مکسور، کِشت، مشہور و وَرز، صیغۂ امر از ورزیدن

[1] سراج اور رشیدی اور انجمن آرا میں بفتح اول بروزن قراضہ لکھا ہے اور یہی اعراب بفتہ فرس جلد الف میں بھی لگائے گئے ہیں۔ مگر سراج میں یہ بھی لکھا ہے کہ مشہور بفتح واو ہے۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا برہان پر اعتراض درست نہ ہوگا کیونکہ اسدی اور صاحبِ انجمن آرا بہرحال اہلِ زبان ہیں۔

وچون باکشت مرکب گشت، معنیٔ فاعل بخشید، یعنی در زندۂ کشت۔ و این راکشتاورز نیز می گفتند۔ و کشتاورد مخفف آن است۔ (د، تخ، فق، ق)

کِشتن : بکسرِ کاف کاشتن، بونار کشت، کشتہ، کارد، کارندہ کار۔ (پ، فق)

کُشتن : بکافِ مضموم، کشت، کشتہ، کشد، کشندہ، کش (پ)

کَشَف : باخہ، سنگ پشت، کچھوا۔

کشکول : بکافِ مفتوح و وادِ مجہول، بمعنیٔ کاسہ ایست کہ بصورتِ کشتی ساختہ باشند، وآن راکچکول بجیم نیز گویند (فق، ق)

کُشّی : بمعنیٔ خوشی۔ (بر)

کشیدن : کھینچنا، کشید، کشیدہ، کشد، کشندہ، کش (پ، فق)

کعب : ٹخنا، لنگ، ٹخنا۔ (فق)

کعبہ : بیت الحرام۔ (فق)

کُفانہ : بچہ را گویند کہ نارس از شکم بیفتد۔ و این قلب تکانہ است، مثلِ نیام ونہان وکنار : کرانِ۔ این قدر بن

در آگہی میغزایم کہ کفانہ و نکانہ ہر دو لغت بکافِ عربیت
و در ہر لفظ حرفِ نخستین کمسورا۔ (فتق، ق)

گَفش : پاہنگ، پا افزار۔

کفن پارہ کردن : یعنی از مرضِ مہلک و حادثۂ سخت نجات
یافتن۔ (پ)

کلاش : عربی عنکبوت و اسمِ دیگرِ آن کارتن، مکڑی۔ و خانۂ
آن را نسیج گویند۔ (پ، تن)

کُلاغ گرفتن : عبارت از تمسخر و استہزا۔ (پ)

کلادہ کردن : بمعنی جمع کردن۔ (بر)

کلاہ انداختن : کلہ گوشہ بر آسمان سودن، عبادت از شاد
شدن و شوق کردن۔ (پ)

۱۔اس لفظ کے اعراب اور املا دونوں میں لغت نویسوں کا اختلاف ہے
انجمن آرا اور لغت فرس دونوں میں بفتحِ اول لکھا ہے، اور موخر الذکر
کے مصحح نے اسے بکافِ فارسی ضبط کیا ہے۔ خانِ آرزو نے سراج
اللغہ میں لکھا ہے کہ فکانہ ممکن ہے کہ فگندن سے مشتق ہو، اس صورت میں
کے مقلوب کو گفانہ ہونا چاہیے۔ مگر فرہنگِ رشیدی کے مصنف نے
اشتقاق کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے فکادکو فکندن سے متعلق بتایا ہے، جو فگندن
کی دوسری شکل ہے۔

کلپترہ: بمعنیٔ احمقانہ کلام۔ (س)

کَلَنْد: بکافِ ولامِ مفتوحہ[1]، ہندی کُدال۔ (ب، د، قغ)

کِلَّہ: بکافِ مکسور و لامِ مشدد، شامیانہ۔ (د)

کلیم: بر وزنِ فعیل، صیغۂ اسمِ فاعل، مثلِ کریم و رحیم و سمیع و بصیر[2]۔ (ع س)

کم: تھوڑا[3]۔ (فن، ق)

کم آزار: یعنی نیازار ندہ (ن)

کم صبر: تنک شکیب۔

کم ہمت: یعنی بے ہمت۔ (ن)

کم ہمتا: یعنی بے ہمتا۔ (ن)

کم یاب: نایاب۔ (ن)

۱۔ میرزا صاحب نے دستنبو کے نسخے میں اپنے قلم سے "بہرد و فتح" لکھا ہے۔

۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "کلیم اگر بمعنیٔ ہم کلام لیجئے، تو اسمِ الٰہی اس کو کیوں کر قرار دیجے" (ع س)

۳۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یہ لفظ اہلِ فارس کی منطق میں کہیں افادۂ معنیٔ سلبِ کلی بھی کرتا ہے، جیسے کم آزار یعنی نیازارندہ نہ یہ کہ کم آزارندہ، کم ہمتا یعنی بے ہمتا۔ پس کمیاب اور نایاب ایک چیز ہے" (ن)

کماہہ: تعویذ۔ (د)

کمر سیخ کردن: بمعنیٔ کمر راست کردن و دم گرفتن۔ (دم)

کُن: شو، ہو جا۔

کنار: آغوش۔ (قش)

کنارنگ: حاکم، مرزبان، مالکِ زمین۔ (د، تیغ)

کنارۂ خاوری: افق شرقی۔ (د، تیغ)

کناس: پاکار، خاکروب۔

کناک: بفتح، مرضی است کہ آن را زحیر گویند۔ (پ)

کنام: بکاف مضموم بمعنیٔ بیشہ و چراگاہ۔ (پ)

کنجارہ: خزہ۔

کنجد: تل۔ (قتی)

کنجشک: چڑیا۔ (قتی)

کند: بکاف عربی مضموم، ضد تیز است (قش)

کندرو بضمۂ نخستین وسیومین، و کندنہ مافزودن واو در آخر و پیوستن رای قرشت

بحرکت ضمہ بادی اسم سعنگی است۔ (قش)

کندن: بکاف عربی، بفتح اول و ثالث، مصدر اصلی،

کندیدن مصدر مضارعی، و کند، بفتحۂ اول صیغۂ ماضی

و اسم تمنکر، نہ کانڈ بہ افزودن الف در وسط نیز گفتہ اند۔ و این کہ در ہند بہ تغیر لہجہ "کھانڈ" گویند، یا از توافق لسانین است، یا ہندیان لفظ پارسی را ہند کردہ اند، چنانکہ تازیان 'کند' را از روی تعریب 'قند' نام نہادہ اند۔ (تیغ، قتق)

کندو: بکافِ مفتوح و نونِ ساکن و دالِ مضموم و واوِ معروف ظرفی مستطیل را گویند کہ از چوب گز برای نگاہداشتنِ غلّہ سازند و انگلی نیز۔ ہندی آن کوٹھی۔ (قتق)

کندوری: بر وزن رنجوری، دستار خوان را گویند۔ (قتق)

کندہ: کہ صیغۂ مفعول است از کندن، بمعنی خندق آمدہ و گویند، خندق معرب است۔ کھائی۔ (تیغ، قتق، تن)

کُندہ: چوبی را نامند کہ بہ پای مجرم نہند، تا راہ نتواند رفت۔ (قتق)

کندی: بر وزن بندی، نام گلی است خوش بو۔ عرقِ آن کاذی، ہندی کیوڑہ۔ (قتق)

کنونہ: بمعنی حالت، حال، احوال۔ (د، تیغ، م)

کوتل: پالا۔

کورخ[۱]: خانہ کہ از نی و علف سازند، و آن اکازہ نیز نامند، و کومہ نیز بکاف فارسی مضموم۔ چھپر۔ (پ، دام)

کودک و ریدک: ہمانا کود[۲] و رید ترجمۂ طفل است۔ (نش، ق)

کورنمک: نمک حرام۔ کورنمکان، نمک حرامان۔ (د، تیغ)

کوس: نقارہ، تبیر، تبیرہ، طبل، کاس۔ (قن)

کوفتن: کوفت، کوفتہ، کوبد، کوبندہ، کوب۔ (پ)

کوفتہ: مندیور، ماندہ۔

کول: بکاف عربی مضموم و واو مجہول، در فارسی بوم را گویند کہ اُلّو ہندی آن است۔ لاجرم، مرد احمق را کول گویند۔ (نش)

کول: بفتحۂ کاف عربی، بروزن ہول رقول، فریب را گویند۔ (نش)

کول: بہر دو فتحہ، ہم بکاف تازی، پشمش کہنۂ گدایان را نامند، خواہی از گلیم باشد و خواہی از نمد۔ (نش)

۱۔ انجمن آرا: بروزن شوخ۔

۲۔ سراج میں کودگے معنی فضلا اور کھاد بتائے ہیں۔

گومہ : بکافِ فارسی مضموم-خانۂ کاہ و علف-کوخ-چھپر-(پ، ۴۴[1])

کوہ : پہاڑ- (قن)

کوہچہ : پہاڑی- (د)

کوہہ : موج و لہر- (د)

کہن : سالخوردہ-

کی : بکافِ مفتوح بروزنِ مَی، بمعنیٔ خداوند و مالک، وکیہامزید علیہ، کب، یعنی کس وقت[2]- (آ، فش، ق)

۱- دستنبو : ۴۴، اور مہرِ نیمروز (کلیاتِ نثر : ۳۷۶) میں بھی 'گومہ' لکھا ہے لیکن تمام فارسی لغت کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ یہ لفظ کافِ عربی سے شروع ہوتا ہے- خان آرزو نے یہ بھی لکھا ہے کہ جن لغت نویسوں نے اسے گومہ لکھا ہے، وہ کوله کو غلطی سے گومہ پڑھ گئے ہیں-

۲- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں : "کی بکافِ مفتوح بروزنِ مَی، ایک لغتِ فارسی ہے ذو معنیین یعنی دو معنی رکھتا ہے، ایک تو کب یعنی کس وقت، اور دوسرے معنی اس کے ہیں حاکم اور مالک- الف جو اس کے آگے آتا ہے، وہ کثرت کے معنی دیتا ہے' جیسے خوشا، بہت خوش، بدا، بہت بد- کیا، بڑا حاکم- کارِ کیا، کارِ بزرگ- کارِ کیائی، بزرگی کا کام، حکومت کا کام- وہ کیا مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے' یعنی کیا ی وہ اور حاکم وہ- کارِ کیا، مثلاً یعنی کیا ی کار و مالک کا- جہاں ماقبل اس کے رای مکسور لائیں گے- وہاں کار موصوف اور کیا صفت ہے"

کیسہ : تھیلی ۔ (ق ن)

کیفر : بکاف مفتوح و فای مفتوح ۔ بمعنی سزای کردارِ بد آید ۔ و آن را با دال فراه و با وا فزا نیز گویند ۔ (بر، پ، د، م)

کیمیا : جو اشیا کی تاثیر سے تعلق رکھے، وہ کیمیا، اور جو اسما سے متعلق ہو، وہ سیمیا ۔ (آ، ح)

کیوان : زحل ۔ (د)

گاو: برجِ ثور۔ (د)

گاوشنگ: بمعنیٔ چوبی کہ بدان گاو را رانند۔ (آ)

گاومیش: بھینس۔ (قن)

گدا: کاسہ گردان، دریوزہ گر۔

گر: اسم دریا، در فارسی بکافِ فارسی است۔ (فش)

گرّا: بکافِ فارسی و رای مشدد، حجام، موی سر تراش۔ (تیغ د، قغ، فش)

گراز: بکافِ پارسی مضموم، لغتِ فارسی است، اسم خنزیر، مرادفِ خوک۔ و سرہنگِ بر خور را نیز گویند۔ و بمعنیٔ خرام نیز آید۔ گرازان مرکب ازین است، چون نازان و شادان۔ (فش)

گِران مند: قیمتی، بیش قیمت۔ (د، قط)

گِرایش: بکسرۂ کافِ پارسی، توجہ۔ (د، قغ)

گربہ: بلی۔ (قن)

گِرْد: شہر۔

گرداندن: برگاشتن

گرداگرد: پیرامن۔

گردن: عُنُق۔ (قن)

گردن کشیدن وپیچیدن: بمعنیٔ نافرمانی۔ (پ، قط)

گردن نہادن: بمعنیٔ اطاعت کردن۔ (پ)

گردون: آسمان۔ (قن)

گِردہ: بفتح کافِ نیز خوانند، و بہندی 'ٹکا'، گویند۔ (پ)

گَزَن: بہر دو فتحہ، بمعنیٔ تاج۔ (آ، خ، د، س)

گرزہ: بوزنِ شُترزہ، قسمی از مار۔ (آ)

گرفتن: در اصل بکسرۂ اول و فتحۂ ثانیست[۱]، چنانکہ فردوسی در

۱۔ میرزا صاحب کا یہ استدلال مفیدِ یقین نہیں ہو سکتا۔ خسروی نے بضم اول و ثانی باندھا ہے، ملاحظہ ہو لغتِ فرس: ۴۵۔ سراج اللغۃ میں بکسرتین لکھا ہے اور آج کل بکسرتین ہی مستعمل ہے، چنانچہ لغتِ فرس کے مصحح نے اسی طرح ضبط کیا ہے۔

شاہ نامہ جائی کہ کاوۂ آہنگر محضر نکو نامی ضحاک در انجمن
دریدہ است، گوید:

سر دل پر از کینہ کرد و برفت
تو گوئی کہ عہد فریدون گرفت

گیر، صیغۂ امر از گرفتن۔ (فش، ق)

گرفتن ماہ: چاند گہن۔ (د)

گرگ: بھیڑیا۔ (فش)

گرگدن[1]: جانوری کہ بر سر بینی شاخی دارد۔ کافِ اولش نیز
فارسی است۔ (فش)

گُروہ[2]: ایل۔

گریوہ: بکافِ مفتوح و رای مکسور و یای مجہول، اسم بلندی کہ
در صحرا باشد، یعنی پشتہ و تل بفتح تای قرشت۔ (پ)

گزاردن: گزارش، گزارش گر۔ گزارشنامہ ہمہ بزای ہوز است۔
(فش، ق)

گزشتن: گزرنا۔ گزشت، گزشتہ، گزرد، گزرندہ، گزر، گزاشتن

۱۔ رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں کرگ اور کرگدن ضبط کیا ہے۔

۲۔ انجمن آرا اور دری کشا: ۵۴ میں بضم اول بتایا ہے۔

گزاشت، گزاشتہ، گزارد، گزارندہ، گزار۔ باعتقادِ نامہ نگار، نگاشتنِ این ہردو بخش برای ہوزہ رواست وبذال خطاستا۔ (پ، ق)

گزیدن: بفتحِ کافِ فارسی، گزید، گزیدہ، گزد، گزندہ، گز۔ (پ)

گزیدن: بکافِ فارسی مضموم، گزید، گزیدہ، گزیند، گزینندہ گزین۔ (پ)

گزیر نباشد: نگزیرد۔

گزین: بجای گزیدہ مستعلِ اہلِ زبانست۔ (مک)

گستردن: گسترد، گستردہ، گسترد بنای مضموم و رای مفتوح، گسترندہ، گستر۔ (پ)

گسستن: فقاریدن، فتریدن، فتابدن، فنلیدن گیست گسستہ۔ گسیختن۔ گیسخت، گسیختہ۔ مضارعِ این ہردو یکی است گسلد، گسلندہ، گسل۔ (پ)

گسیل: بکافِ پارسیٔ مضموم وسینِ مکسور و یای معروف،

ا۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "گزاشتن، دگزشتن و پذیرفتن سب زے سے ہیں۔" (ع) لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ صرف گزاردن زے سے ہے، بقیہ الفاظ میں ذال ہی لکھنا چاہیے۔

بمعنیٔ رخصت و مرخصی، و مرادفِ پدرود۔ (پ، د، م)

گشتن: بکافِ فارسیٔ مفتوح، پھرنا۔ گشت، گشتہ، گردد، گردندہ گرد۔ مصدرِ مضارعی گردیدن، متعدی گرداندن۔ وباضافۂ یا نیز آید، یعنی گردانیدن۔ (پ، قن)

گُشتہ: بکافِ فارسی، مرادفِ گُزشتہ است۔ (پ)

گفتن: کہنا۔ گفتی، بیایِ مجہول میں خطاب حاضر مقرر رہتاہے نظائر اس کے فارسی میں بہت ہیں۔ (عن، قن)

گُل: پھول۔ (قن)

گِل: خاکِ باب آمیختہ۔ (ع)

گلبانگ بر قدم زدن: محاورۂ شاطران است کہ چون در جست وخیز خواہند کہ تیز روی کنند، گویند: "گلبانگ بر قدم زدہ"۔ (م)

گُلخَن: بھاڑ۔ (قن)

گل کردن: بمعنیٔ ظاہر شدن است۔ (پ، فرخ، تی م)

گل گرفتنِ چراغ: سرِ چراغ افگندن۔

گلو بریدن: ذَبح۔

گلولۂ آرد: زوالہ۔

گماشتن: گماشت، گماشتہ، گمارد، گمارندہ، گمارہ- (پ)

گنج شایگان: نام گنجی است از ہفت گنج پرویز- (م)

گَنَد: بکافِ فارسی، مفتوح بمعنیٔ بوی بد است- و گندہ و گندا، اول بہا ہای ہوز در آخر و دوم بہ الف، ترجمۂ مُنتنِ است، یعنی بدبو- حالیًا در عرفیا عام گندا بمعنیٔ نجس و ناپاک آید- (فن)

گُنَد: بروزنِ ثُمُد، خصیہ را گویند- و چون این عضو علامتِ رجولیت است، ہر آئینہ معنیٔ مردی و مردانگی نیز دہد- و ازین مرکب است گند آور، بمعنیٔ طاقت و نیرو ی دل- و "آور" بمعنیٔ صاحب، چنانکہ دل آور، و زور آور- ہمچنین گند بمعنیٔ ستبری و بزرگیٔ جثہ آید- و ہر جسم کہ کمیتش افزون بود، گندہ نام یابد- طرفہ این کہ مردِ تنومندِ فربہ اندام را گند والہ نیز گویند- و این ترکیب با ترکیبِ ہندی تطابق دارد، چون اندرین ملک "والا" بہ الف در آخر، بمعنیٔ مالک و خداوند مستعمل است ولشمردنِ نظائر این ترکیب احتیاج نیست- از استاد کہ بردانش در دو باد، شنیدہ ام کہ گند چنانکہ معنی قوتِ

جسمی دہد، افادۂ معنیٔ قوتِ عقلی و عملی نیز کند
ازینجاست کہ مردِ دانشمند را گُندا گویند۔ (فش)

گنگ: لال، گونگا۔

گنہ گار: تر دامن، فاسق۔

گورگاہ: قبرستان۔ (د)

گوسپند: بکری۔ (فن)

گوش: کان۔ (قن)

گوش انداختن: 'گوش' کا استعمال 'انداختن' کے ساتھ اگر شعرای ہند کے کلام میں آیا ہوتا تو ہم اُس کی سند اہلِ زبان کے کلام سے ڈھونڈھتے۔ جب وہ خود عرفی نے لکھا ہے، تو ہم سند اور کہاں سے لائیں۔ قواعدِ زبانِ فارسی کا ماخذ تو ان حضرات کا کلام ہے۔ جب ہم انھیں کے قول پر اعتراض کریں گے، تو اس اعتراض کے واسطے قاعدہ کہاں سے لائیں گے۔ (بک)

گوش داشتن: اگر با اضافہ سمت و جہت نباشد، افادۂ معنیٔ نگاہداشتن می کند۔ و گوش دار صیغۂ امر است از گوش داشتن۔ خواہی گوشدار گویند و خواہی دار گوش (پ، فش، ق)

گوشت بسرِ ناخن گرفتن : نشگنج، چٹکی۔

گوشوار و گوشوارہ : چیزیست زرنگار یا مرصع بجواہر آبدار کہ بر دستار پیچند۔ و ہر گونہ پیرایشِ گوش را نیز گویند (نش ق)

گوشۂ چشم : پیغولہ۔

گول : بہ کافِ پارسیٔ مضموم و واوِ مجہول، در ہندی ترجمۂ مدور است، و مردِ مجہول الحال و سخنی را کہ بخوبی فہمیدہ نہ شود، نیز گول گویند۔ و در زبانِ قدیم پارسی آبی را کہ از زمین جوشد و مقدارش در درازا و پہنا اندک و در ژرفا زیادہ باشد، گول و گولاب نامند۔ ہم ازین روست کہ خُمِ دراز را گول گویند۔ و این کہ در ہند نیز برین معنی زبان زدِ خلق است، از توافقِ لسانین نیست، بلکہ ہمان لفظِ پارسی است کہ بعد از استیلای مغول بر ہند در ہند رواج یافتہ است۔ و این کہ مردمِ ہند گول را کہ بکافِ عجمیٔ مضموم و واوِ مجہول است، ہم بمعنیٔ احمق و ہم بمعنیٔ فریب دانستہ اند، از بی اعتنائی است۔ حاشا کہ چنین باشد۔ (فش)

گوہر آمای : موتی پرونے والا۔ (فش)

گہر در رشتہ کشیدن: آمودن۔
گیا، گیاہ: بکافِ فارسیٔ مکسور، سبز گھاس[1]۔(آ، فش، ق)
گیتی: دنیا، گیہان۔ (قن)
گیہان[2]: دنیا، گیتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "گیا اور گیاہ بکافِ فارسیٔ مکسور سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ گیا بکافِ فارسیٔ مفتوح کوئی لفظ نہیں۔" (آ)

۲۔ دری کشا: ۵۵، بفتح اول۔ و بکافِ عربی نیز ہمین معنی دارد۔

ل

لابہ و لاغ: اختلاط و انبساط۔ (د)

لاد: اسمِ دیوار، پناہ۔ لاد بر آن: بنابر آن۔ (پ، د، م)

لال: بمعنیٔ گنگ کہ در ہندی گونگا گویند۔ (پ)

لای: بمعنیٔ دردِ شراب۔ (م)

لای یا لا: جس کپڑے میں سالٹ کو چھانیں، اردو میں مصافی بیا ی معروف۔ (آ)

لاییدن: بمعنیٔ بیہودہ گفتن است۔ لایید، لاییدہ، لاید، لایندہ، لای۔ ملای، یعنی بیہودہ مگو۔ (پ، فش، ق)

لبِ بام، لبِ فرش، لبِ گور، لبِ چاہ، لبِ دریا، لبِ ساحل، بمعنیٔ کنارے کے ہے مستعملِ اہلِ ایران۔ لبِ بام

اُس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں ایک قدم آگے بڑھائیے تو دھم سے انگنائی میں آئیے۔ پس 'لبِ دریا' اُسے سمجھیے جہاں سے قدم بڑھائیے، تو پانی میں جائیے۔ "لبِ ساحل" وہ ہوا، جہاں سے آگے بڑھیے، تو دریا میں گر پڑیے 'لبِ دریا' سے پانوں پانی پر رکھا جاتا ہے، جیسا نہانے کے واسطے، اور لبِ ساحل، سے دریا میں کودتے ہیں، جس طرح سلطان کی باؤلی میں لبِ بام سے تیراک کودتے ہیں۔ اسی طرح تیراک جہاں دریا کا پانی نشیب میں ہوتا ہے، وہاں کرّاڑے کے کنارے پر سے کودتے ہیں 'کرّاڑا' ساحل اور 'کرّاڑے کا کنارہ' لبِ ساحل۔ (۳)

لَت : یا مرادفِ لکد است یا مخففِ لتہ کہ ہم در فارسی وہم در اردو بمعنیٔ پارہ و لخت آید۔ (فق)

لُت انبان : بلام مضموم[1]، شکم بندہ و پرخوار۔ (فش)

لَجَن : بفتحتین، ہندی کیچڑ۔ (م)

لَحم : گوشت۔ (ق)

لَخت : برخ، پارہ، لت، لتہ۔

۱۔ مزید تفصیل "لوت" میں دیکھیے۔

لرزیدن: لرزید، لرزیدہ، لرزد، لرزندہ، لرز۔ (پ)

لشکرگاہِ زمستان: قشلاق۔

لطیفت: جی۔

لغزیدن: پا از پیش رفتن، لغزید، لغزیدہ، لغزد، لغزندہ، لغز۔ (پ)

لکوڑ:[1] ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا۔ (خ)

لَمس: پسودن، چھونا۔

لوت: بلامِ مضموم و واوِ معروف، خورشِ چرب بامزہ راگویند لُت، بہ بقای ضمہ وحذفِ واو مخففِ آن۔ چون پیداست کہ اشکم بندہ و پرخوارہ غذای لذیذ را دوست دارد، چندان کہ یابد، بخورد، لاجرم این چنین کس را لُت انبان توان گفت، بلامِ مضموم۔ (ق)

لُولہ: انبوبہ۔

لؤلو: مفرد است مروارید را گویند، و لآل و لآلی بہ لام

۱۔ یہ انگریزی لفظ [illegible] ہے۔

مفتوح جمع۔ (فش، ق)

لَون : رنگ۔ (آ)

لَہٗ : اسم شراب۔ (ق)

لُہَشتَ : عربی؛ فارسی، کاشکی۔ (غ)

لیسیدن : چاٹنا، لیسید، لیسیدہ، لیسد، لیسندہ، لیس۔ (پ، قن)

لَیل : رات۔ (قن)

م

م: خطابِ واحد متکلم، و حرفِ نفی است و جز صیغهٔ امر
بہیچ صیغهٔ دیگر ربط نیابد۔ (عس، فش، ق)

ماء: آب۔ پانی۔

مابه الامتیاز: جُداشناس، تفرقه۔

ماحضر: ٹرستی۔ (فش، ق)

مادر: ماں۔ (قق)

مادرندر و مادندر: بمعنیٔ زنِ دومینِ پدر۔ (فق)

مادّه: مایه۔

مارافسای و مارافسا: کسی که مار را به افسون رام کند و زهر
مار را از تنِ مار گزیده بدر کشد۔ (فش، ق)

مالک: کہا، کارکہا۔

مالکِ دہ: دہ کہا۔

مالکِ زمین: کنار تگ، مرزبان۔

مالکی: کارکہائی۔

مالیدہ: چنگالی۔ ملیدہ۔

مان: مع النون بمعنیٔ مارا مستعمل اہل زبانست یعنی مارا و مان صیغۂ امر از ماندن یعنی بگزار حجر (تخ، کن)

ماندہ: مندبور، کوفتہ۔

ماِنشتن: مانست، مانستہ، ماندہ، ماندہ، مان۔ (پ)

مانند: آسا، بوار، دلیں، دیز، مثل۔

ماوراءُالنّہر: درارود۔

ماہ: چاند۔ (فن)

ماہ پرورین: اسمِ جدوار۔ (پ)

ماہ گرفت: چاند گہن ہوا۔ (تنظ، تغ)

ماہِ ماتم: ماہِ محرم۔ (د)

ماہی: حوت۔ مچھلی۔ (فن)

مائدۂ دعوت: شیلان۔

مایہ: مادّہ: (د)

متاثر شدن از مہابت: شکوہیدن، رعب میں آنا۔
متاعِ خانہ: کاچار، کاچال۔ اثاث البیت، اسبابِ خانہ۔
مُتَفَکِّر: دودلہ۔
متفکر و متحیر بودن: بخود فرو رفتن، در خود فرو رفتن۔
مُتَوَرِّع: خشک دامن، پرہیزگار۔
مِثْل: دیس، دیز، مانند، آسا، بوار۔
مجمع: جِرگہ۔
مُجَنَّس: اکدش، دوتخمہ۔
مُحادَثت: صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان گفتگو ہونا۔ (ن)
محصول: تمغا۔
مُحتَوی: درگیرندہ۔
مَحَض: نوَیم۔
محکوم: سفتہ گوش۔
محل: ستان، استھان، قصر، مشکوی۔
محنت: ازرنگ، رنج، رنگ۔
محو کردن: خط کشیدن، باطل کردن، قلم کشیدن۔

محیط: شراب کا وہ خط جہاں تک شراب بھری ہو۔ (ن)
مخالفت: دور باش۔
مخالفِ ملت: دروند۔
مخمور: آن کہ نشأہ از نہادش بدر رفتہ باشد و او را فازہ
وخمیازہ فرو گرفتہ باشد۔ (فش ا ق)
مدتِ کثیر: دیر باز۔
مدعا بر آری: کا بنیوں کا لفظ ہے۔ میں اس طرح کے الفاظ
سے احتراز کرتا ہوں۔ (خ)
مُدَوَّر: گول۔
مدہوش: لغتِ عربی الاصل است مفعولِ دہشت۔ وہیچ
صیغۂ مفعول در عربی بواوِ مجہول نیست۔ پارسیان تصرف
کردہ بواوِ مجہول مرادفِ مست و بیخود می آرند۔
(فش ا ق)
مُراقبہ: در پیشِ زانو نشستن۔
مرحبا: آفرین، آباد۔
مُرخص: گسیل، پدرود۔
مردریگ: میم مضموم و دالِ مفتوح و رای مکسور و یای معروف

ومردری بحذفِ کافِ پارسی نیز بمعنیٔ چیزی کہ از مردہ باز ماند، یعنی میراث، مالِ میراث۔ (پ، م)

مَردُم، مردمک: آنکھ کی پتلی۔ (قن)

مُردن: مرد، مردہ، میرد، میرندہ، میر۔ (پ)

مَرز: اَرض، زمین۔ (قن)

مرزبان: کنارہ نگ، حاکم۔ مالکِ زمین۔

مُرسَل: نبی۔ (قن)

مُرضِعہ: دایہ، دائی، آنّا۔

مرغولہ: گِٹکری۔ (آ)

مِرفق: آرنج، کہنی۔

ا۔ دری کشا: ۶۴ ھ میں بکافِ عربی لکھدیا ہے۔ سراج اللغۃ میں خانِ آرزو نے لکھا ہے کہ "در اکثر نسخ بمعنیٔ میراث کہ ازکسی ماند، نوشتہ اند۔ لیکن در اشعارِ متاخرین بمعنیٔ فرمایہ آمدہ۔ چنانچہ محمد قلی سلیم گوید در ہجو؛ "مردہ ریگی چند ہجو ساکنانِ بادیہ" و طرفہ آن کہ از بعضی مردم کہ عالم و فاضل و زبان دانِ ولایت نزا بودہ اند، تحقیق این لفظ کردہ شد جواب دادند: "مردہ رنگ بتون خواہد بود" و این غلط است۔ صحیح ہمان است کہ مرقوم شد۔

مرقع تصویر: ارتنگ۔

مرکب: ۔: انجام مرگ: موت۔ (قن)

مرگِ سرخ: قتلِ عام۔ (وا، قن)

مریخ: بہرام، منگل۔

مژدہ: خبرِ خوش، و نوید بنونِ مفتوح و یای مجہول، مرادفِ آن۔ (فش، ق)

مژدگانی: نقد و جنس را گویند کہ در صلۂ مژدہ بمژدہ آور دہند۔ (فش، ق)

مژگان: پلک۔ (قن)

مس: تانبا۔ (قن)

مسامرت: صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان گفتگو ہونا۔ (ن)

مستا: مدہوش۔

مستراح: پاجایہ، پاخانہ۔

مشاق: سبک دست۔

مشت: مٹھی۔ (قن)

مشتری: اہرمزد، ہرمز، زادش، سعدِ اکبر، برجیس۔

مِشعل بکف گرفتن: استغاثہ و داد خواہی۔ (پ)

مُشکوی: بضم میم[1] و کاف، محل، قصر۔ (د)

مشمش: بر وزن کشمش، بمعنیٔ خوبانی کہ نوعی از زرد آلوست (فق، ق)

مشورہ با کلاہ کردن: عبارت از ترک و تجرید۔ و نزدِ بعضی کنایہ از کمالِ حزم و احتیاط۔ و الاول اصح۔ (پ)

مُشوَّش: دودلہ

مُصَلّیٰ: جانماز، سجادہ۔ (قن)

مِضراب: زخمہ۔

مُطرِب: چرگر، مغنی، خنیاگر، رامشگر۔

مطیع: ایل، فرمان بردار۔

معترف: ہستو، اقرار کنندہ۔

معدن: در فارسی کان و در ہندی بافزودن ہای مضمرہ کھان گویند۔ (فش)

معشوقہ: ہمان معشوق، نہ این کہ مرد را معشوق گویند و زن را

۱۔ رشیدی و دری کشنا۔ ہ میں بفتحِ اول لکھا ہے۔ سراج اللغۃ میں "بالفتح و قیل بالضم" اور انجمن آرا میں میم اور کاف کو مضموم اور واو کو مجہول بتایا ہے۔

معشوقہ۔ ذگواہِ من درین دعوی ازین رباعی شعر ثانی است۔ واین رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طہرانی است۔

مفلس چو شدیم، روبدو آوردیم
معشوقۂ روزِ بیوائی است خدا

(مش، ق)

مُعَلَّق: ورداِ، سرنگون۔

معلوم: بمعنی معدوم (ع)

معنی: ج۔ معانی جمع[1]۔ (خ)

مَغاک: گڑھا۔ (د)

مغرب: باختر، پچھم۔

مغز در سر کردن: عبارت از خاموش شدن۔ (پ)

مغنی: چرگر، خنیاگر، رامشگر، مطرب۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "یہ جو اردو کے محاورے میں تقریر کرتے ہیں کہ اس کے معنے کیا ہیں، یا اس شعر کے معنے کیا خوب ہیں، اس میں دخل نہیں کیا جاتا۔ خاص و عام کی زبان پر یونہی ہے۔ معانی کی جگہ معنے بولتے ہیں"۔ (خ)

مفتی: دیچرگر، فتوٰی دہندہ۔

مقابل شدن: چہرہ شدن، طرف شدن، مقابلہ کردن

مقام: ستان، استھان۔

مقدس: جی۔

مقدمہ: پیشرو۔

مقدور: پایاب۔

مقصد: کام، مدعا۔

مکاس: بمیم مفتوح، بروزنِ حواس[1] لغتِ اصلی است بمعنیٔ

---

[1] انجمن آرا میں لکھا ہے۔ "مکاس و مکیس بضم اول، بمعنیٔ تاکید و مبالغہ کردن در معاملہ و بازیابی معنی عربی است۔ و بمعنی خراج و باج گیرندہ و عشور گیرندہ کہ در فرہنگ جہانگیری آمدہ، بکسر میم، ہم عربی است۔" اس لغت میں میرزا صاحب نے تو یہ غلطی کی ہے کہ مکاس بمیم مکسور کو بفتح میم لکھ دیا ہے اور صاحب انجمن آرا نے مکاس، بکسر میم کو بضم میم اور مکاس، بفتح میم و تشدید کاف کو، جو عشر گیرندہ کا مترادف ہے، بکسر میم و تخفیف کاف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دکن میں تحصیلدار کو مکاس دار کہتے ہیں۔ برہان میں جو مکاس کو باج گیرندہ لکھا ہے یہ غلطی ہے، اصل میں مکاسدار ہونا چاہیے تھا۔

ابرام در طلبِ چیزی۔ دیکھیں اِمالۂ آنست (پ، فق، ق)

مکتوب: پاتی

مکروہ طبع ۔ دشت۔

مکیدن۔ مکید، مکیدہ، مکد، مکس۔ (پ)

مگس: مکھی۔ (ق)

ملفوفہ نورد۔

ممکن الوجود۔ نادر قرتاش۔ **من**: ہیں (قن)

من: بمیمِ مفتوح، در ہر دو زبان بمعنی دل است کہ در تازی

قلب نام دارد (فش، ق)

منجم: ہودل بند۔

مند: افادہ بمعنیٔ صاحبی می کند۔ (فش، ق)

مند یُور: بفتحِ میم وضمۂ یای سوعدہ، کوفتہ و ماندہ[1]۔ (م)

مندل: لغتِ ہندی نیست، فارسی الاصل است۔ در ہندی

مندل را پکھاوج می گویند۔ (پ، فق، ق)

منصوبہ: نامِ یک گونہ بازی است از بازیہای ہفت گانہ۔ (فش، ق)

۱۔ انجمن آرا میں لکھا ہے کہ یہ اصل میں مند پور تھا۔ یعنی صاحب اولادِ بسیار

چونکہ کثیر العیال ہمیشہ پریشان رہتا ہے، اس لیے مندپور سے پریشان مراد

لیا جاتا ہے۔

منگوہ: بمعنی بدگوی۔ (آ)

منگ: بمیم مفتوح اسمِ قمار است۔ (فش، ق)

منگ: بمیم مکسور و نونِ ساکن، ہزار۔ (فش، ق)

منگل: اسمِ مریخ باشتراکِ لسانین است۔ اما تسمیۂ مریخ در پارسی بمنگل توجیہی دارد۔ و توجیہ این است کہ بزبانِ دری "منگ" بمیم مفتوح، اسمِ قمار است۔ و "ل" بلامِ مفتوح و اعلانِ ہای ہوز، اسمِ شراب۔ چون فسق و فجور از منتسباتِ مریخ است، ہر آئینہ آن را منگل نامیدند بحذفِ ہای آخر۔ (فش، ق)

مُوبَد، ہیربدا[1]: آتش کدے کے پجاری کو کہتے ہیں۔ (آ)

۱- انجمن آرا میں لکھا ہے: "با اولِ مضموم و واو معروف و بای مفتوح بدال زدہ، بمعنی حکیم و دانا۔ و اصل درین لغت۔ مغوبد، بودہ بفتحِ اول و ضمِ غین و فتحِ بای ابجد کہ بمعنی آن سردار و سالار است؛ چنانکہ سپہبد و اسپہبد بزرگِ سپاہ را گویند۔ و مغوبد، یعنی سردار و سالارِ مغان یعنی دانایان و دانشمندان، چہ مغ بضمِ اول بمعنی دانا و بینا ست، و موبد مخفف مغوبد است کہ پیشوای دینِ یزدان پرستان باشد...... و موبدِ موبدان بآن معنی است کہ در عربی اعلم العلما گویند۔۔ و این کہ رشیدی نوشتہ کہ مو درخت انگور است و تربیت کنندۂ درخت انگور را موبد خواندہ اند، خطا ست، چہ مو بضمِ میم است نہ بفتح۔ و تربیت کنندۂ مو باغبان است و آن را بزبان نیز گویند۔" بد کی بہ کے زیر کی مثال لفظ اسپہبد میں ملاحظہ ہو۔

موج : یعنی عربی الاصل، موجہ، مزید علیہ۔ (ع)

مور : چیونٹی۔ (قن)

موز : کیلا۔ (قن)

موش : چوہا۔ (قن)

مولد : زاد بوم۔

موی زہار : روم، ہرم۔

مویہ : نوحہ، شیون۔ (د)

موییدن[1]۔ موید، موییدہ، موید، مویندہ، موی۔ (پ)

مہ : بمیم مکسور و اعلانِ ہای ہوز، در پارسی بزرگ را گویند۔ مہان بمیم مکسور، جمعِ مہ۔ و ہندیان، بتبدیلِ کسرۂ میم بفتحہ و افزودنِ الف در آخر، ہمین معنی جویند۔ مہا دیو، بمعنیٔ دیوِ بزرگ، و مہا راجہ، بمعنیٔ راجۂ بزرگ۔ لطف درین است کہ در پارسی الفی کہ افادۂ معنیٔ کثرت دارد، چون خوشا و بزا و نغزا، شگفت کہ الفِ مہا ازین قبیل باشد، بمعنیٔ بسیار بزرگ، و فتحۂ میم از تغیرِ لہجہ۔ (د، فش، ق)

مہ آباد : بکسرۂ میم، نامِ نخستین پیمبر است از پیمبرانِ عجم۔ (فش، ق)

۱- سراج : مو بوزنِ بوییدن بمعنی نوحہ کردن ہے

مِہر: آفتاب، سورج، محبت۔ (آ، فن)

مُہرِ خُم: خشتِ شراب را گویند۔ و آں خشت مانع بدر رفتنِ شراب از خُم است۔ (فش، ق)

مِہر خوان: بمیم مکسور، نامی کہ از مہر بر اطفال نہند، عرف، و خطابی کہ شاہان با مرا دہند۔ (د، قغ، م)

مِہرَ ولی: بمیم مکسور بہای زدہ و رای مفتوح بہ واو پیوستہ و لام مکسور و یای معروف، دہی است بہ ہفت کروہی دہلی کہ مزارِ خواجہ قطب الدین در آنجا ست۔ (د، قغ)

مِہمان: در فارسی ترجمۂ ضیف و در ہندی ترجمۂ ضیافت است مگر در فارسی نیز بمعنۂ مصدری مستعمل می شود، چنانکہ سعدی فرماید:

چہ کم گردد، ای صدرِ فرخندہ پی ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حق
کہ باشند مشتی گدایانِ خیل بمہمان دار السلام از طفیل

یعنی بمہمانی و ضیافتی کہ در عقبیٰ بجنت خواہد بود (فش)

۱- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "مہر خوان کے دو معنی ہیں، ایک تو خطاب کہ جو سلاطین امرا کو دیں، اور دوسرے وہ نام جو لڑکوں کا پیار سے رکھیں، عرف" (نخ)

مہیا: آمادہ

مہیشر: بروزنِ بکے دُر، بیای مجہول، گویند در اصلِ سنسکرت میشور است بشینِ موقوف و واوِ مفتوح۔ میشور و مہیشر و مہیش یکی است۔ (فش، ق)

مَی: شراب۔ می گسار۔ شراب پینے والا۔ (فش، ق)

مے: ہرگاہ خواہند کہ ماضی استمراری سازند، میم و تحتانیٔ مجہول ماقبلِ صیغۂ ماضی آرند، چنانکہ رفت ماضی، و میرفت استمراری۔ ہمچنین تحتانیٔ مجہول تنہا در آخرِ صیغۂ ماضی ہمان کار می کند کہ میم و یای مجہول در اول، چنانکہ میرفت و رفتے بیک معنی است۔ و ہمین میم و یای مجہول است کہ ماقبلِ صیغۂ ماضی معنیٔ تمنا و شرط دہد۔ و تنہا تحتانی مابعدِ صیغۂ ماضی نیز ہمین کار کند، لیکن جز شرط است کہ بہرِ افادۂ معنیٔ تمنا الحاقِ لفظِ کاش و کاشکی و مانند اینہا و برای حصول شرط وجودِ لفظ اگر شرط است۔ دیگر این میم و تحتانی مجہول در اولِ صیغۂ مضارع افادۂ معنیٔ دوام در استقبال می کند، اما مانند صیغۂ ماضی تنہا تحتانی را در آخرِ مضارع بہرِ این مراد نیارند۔ زیرا کہ یای حطی

در آخرِ صیغۂ مضارع جز زائدہ نیست، لیکن حسنِ کلام
میفزاید۔ بی فائدہ نیست۔ (قق، ق)

میان: قلبِ نیام است، و افادۂ معنیٔ وسط نیز می کند۔ د
معنیٔ حقیقیٔ میان ترجمۂ وسط است ۔ و تقلیبِ نیام
اتفاقی است۔ (قق، ق)

میانجی گری: توسط، وساطت۔ (د)

مایہ. سد۔

میسر آمدن: دست بہم دادن۔

میش: بھیڑ (تن)

میغ: بمعنیٔ ابر۔ **میغچہ**: مرادفِ ژالہ و تگرگ (آ)

میل: سلائی۔ (تن)

میو: قلبِ موی است۔ (قق، ق)۔

ن

تاآغاز روز: ترجمۂ روزِ ازل۔ (د، م)

نا امید: بمعنی مایوس، در تحریر و تقریر چندان بکار رفتہ و میرود کہ شمار نتوان کرد۔ (فن)

ناب۔ خالص۔ (فن)

ناپارسا: در ہندی اسدھا[1] مع الہاء المختلط۔ (فن، ق)

ناپاک: ادیرہ، دشت، نجس

ناپیسود (ناپسودہ[2]): اچھوتا۔ (د)

۱۔ اشدھ ہونا چاہیے جو شدھ کی ضد ہے۔

۲۔ دری کشا: ۸۰ میں ناپسود بکسر بای ابجد و واو معروف لکھا ہے۔ اسی طرح ردیف بائیں پسودن کو بھی بکسر باہی قرار دیا ہے۔ مگر ترجمہ بای فارسی پسودن بھی درج کیا ہے۔ اور اسے بسودن کا ہم وزن بتایا ہے۔

ناخائیدہ فرو بردن : اَو باریدن۔

نادان : احمق، انجان، اَوت۔ (ق)

نارونده : در ہندی اپل۔ (فش، ق)

ناز کردن ۔ بر خود بالیدن۔

ناشتنا : ہندی نہار منہ ۔ (آم، خ)

ناطوری : در اصل لغت نگہبانِ کشت و باغ را گویند[1]۔ (فش، ق)

نافرمانی : سر کشیدن و پیچیدن۔

ناکارہ : آن کہ کار نتواند کرد۔ (فش، ق)

ناکس : آن کہ کسائی، یعنی شخصیت، مرادرا نبود (فش، ق)

ناگاہ : ناگرفت۔

ناگرفت : بمعنیٔ ناگاہ۔ (بر، پ، د)

نالۂ شبگیر : آہ و زاری آخر شب۔ (حس)

نامراد : آن کہ ہیچ مرادِ وی برنیاید[2]۔ و این نہایتِ عناست، محتاج۔ (بہ، فش، ق)

۱۔ ناطور عربی لفظ ہے ۔ مگر بمعنیٔ مذکورہ درست ناطور ہے ناطوری نہیں۔

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں : "نامراد وہ ہے کہ جس کی کوئی مراد کوئی خواہش، کوئی آرزو نہ بر آوے۔" (حس)

نامیرنده: امیر، در ہندی امر بفتحتین۔ (ق)

نان: روٹی۔ (ق)

نان بر روغن افتادن: عبارت از فراہم آمدنِ اسبابِ مراد۔
(پ)

نانِ شیرین: قحط۔ (د)

نانو: بنونِ مضموم، زمزمہ ایست از بہرِ خوابانیدنِ اطفال
و ہندی آن لوری۔ (پ)

ناوَرْد:[1] لڑائی۔ (د)

ناوَر: بروزنِ باور، ممکن۔ (دق)

ناور فرّناش: بواو و فای مفتوح، ممکن الوجود۔ (د)

ناوک اندازِ ادب: ادب آموز، یعنی استاد۔ (آ)

ناہار: مخففِ ناآہار۔ (ع)

نبودی: نیستی۔

نبشتن: بدلِ نوشتن است۔ (نق، ق)

نَبْهَرَه: زر قلب و کاسہ را گویند۔ (نق، ق)

نبید: بفتحِ نون و یای معروف بر وزنِ رسید، در عربی شرابِ

۱۔ لغت فرس: ۹۸، بمعنی آوردہ، و آورد بمعنی جنگ کردن نیاوردن است۔

خرما را گویند، و با تحتانی مجہول۔ بدلِ نوید است کہ لغتی است فارسی بمعنی خبرِ خوش رفت۔ (فق، ق)

نثر: بندہ کی تحقیقات یہ ہے کہ نثر تین قسم پہ ہے:
مقفّٰی، قافیہ ہے اور وزن نہیں۔
مُرَجَّز، وزن ہے اور قافیہ نہیں۔
عاری، نہ وزن ہے، نہ قافیہ۔
مُسَجَّع بھی مقفی ہے کہ دونوں فقروں میں الفاظ ملائم و مناسبِ ہمدگر ہوں۔ نظم میں یہ صنعت آپڑے، تو اُس کو مرصع کہتے ہیں، اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو، تو اُس کو مسجع کہتے ہیں۔ (ع، ص)

نَجِس: دُشت، ناپاک۔

نَجُنُد: مبدل منہ نثرند است۔ (فق، ق)

نَحِس: دژم، شوم۔

نُخُشت: بنونِ مفتوح و خای مضموم، مشہور است۔ درین کلمہ نونِ مضموم مذموم است۔ (فق، ق)

ا۔ انجمن آرا میں بضمِ اول و کسرِ ثانی و یای مجہول لکھا ہے اور نوید کو بھی بضمِ نون ہی بتایا ہے۔

نَدّاف: دُھنیا۔ (قن)
نَدامت: فعل پر مترتب ہوا کرتی ہے۔ ترجمہ اس کا پشیمانی۔ (عس)
نِرْخ: بہا، قیمت، مول۔ (قن)
نَرْمہ: کان کی لَو۔ (قن)
نَژَم: بنون و زای فارسی، بروزنِ عدم[1]، بمعنی رطوبتی کہ در سحرہای زمستان از ہوا ریزد و تیرگی در جہان پدید آید۔ و آن را بہندی کہر گویند بکافِ مضموم و ہای مضموم پرا زدہ۔ (بب، فش، ق)
نَژَنْد: ہر دو فتحہ، بروزنِ سمند[2]، افسردہ و غمزدہ، غمگین، پژمردہ، تباہ، زشت، خستہ، رنجور۔ (د، م)
نُسُک: بنونِ مضموم، بوزنِ خنک، بزبانِ دری در نثر

۱۔ سراج میں اسامی فی الاسامی کے حوالے سے نژم بضم نون و سکونِ زای فارسی کو اصح بتایا ہے۔ اور انجمن آرا میں نژم بکسر نون و سکون زای فارسی لکھ کر آذری کا یہ شعر شہادت میں پیش کیا ہے ولیس بخاری زچشمہ برخیزد ⁂ از ہوا نژم وابر انگیزد۔ دری کشا: ۹۵ میں بھی یہی اعراب لکھے ہیں۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا بروزنِ عدم کہنا محلِ تامل ہے۔
۲۔ دری کشا: ۶۰ میں بکسر نون لکھا ہے۔

بجلِ فصل آرند (فش، ق)

نسیج: لغتِ متصرف و مبیت۔ نسج و نسیج و نسّاج و منسوج بمعنیٔ بافتن و بافندہ، و بافتہ عموماً، یعنی ہر جامہ راکہ بافند، خواہی از ریسمان و خواہی از ابریشم، خواہی زر بافتہ، خواہی ساده۔ (فش، ق)

نسیج: تنیدۂ عنکبوت، خانۂ عنکبوت۔ (پ، فش، ق)

نشاختن: بکسرۂ نون، نیز متعدی نشستن و مرادفِ نشاندن آمدہ است۔ (فش، ق)

نشان: رایت ۔ (د، تقل)

نشتر: در اصل نیشتر است۔ و آن را نیشو نیز گویند۔ و چون تبدیلِ شین و سین باہم رواست، نیسو نیز بجاست۔ (فش، ق)

نشستن: نشست، نشسته، نشیند، نشینندہ، نشین، نشاندن متعدی و نشانیدن نیز۔ و مخففِ نشستن، ششتن است بحذفِ نون و بلغای ششتن[1]۔ (پ، فش)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "لوطیوں کی منطق میں خصوصاً اور اہلِ پارس کے روزمرے میں عموماً ششتن استعارہ ہے ریدن کا۔" (غ)

نشکنج: بنونِ مکسور بشین زادہ و کافِ تازی مفتوح[1] بنون زدہ، گوشت بسر ناخن گرفتن کہ ہندی آن چٹکی است۔ (پ)

نشگفت: بفتحۂ نون و کسرۂ کاف، یعنی عجب نیست۔ (د،م)

نشیمن: استھان۔ (ق)

نصف: آدھا۔ (قن)

نظر: فکر کو بھی کہتے ہیں اور نگاہ کو بھی۔ (آ)

نظر شگفتن: دگوش شگفتن ہم نہیں جانتے۔ اگر نظر کا خوش ہونا اور کان کا شاد ہونا جائز ہوتا، تو ہم اُس کا استعارہ شگفتگی کر لیتے۔ خوش ہونا جب صفتِ چشم و گوش نہ ہو، تو کیا کریں۔ (آ۔خ)

نعل در آتش: بے آرام، بے چین۔ (قن)

نعل در آتش نہادن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)

نعل واژون زدن[2]: عبارت از آن کہ ضعی پیش گیرند کہ مقصود بر مردم پوشیدہ ماند۔ (پ)

نُغناع: (ع) پودینہ۔

۱۔ سراج میں بکسر اول و ضم کاف لکھا ہے۔

۲۔ پ تنظ میں واژگون ہے۔

لغمہ : زاگ۔ (قن)

نفسِ ناطقہ : اسپہبد، سشید اشپہبد، اسپہبدی شید، روانِ گویا۔

نفع : دایہ، فائدہ۔

نِقاب : جو چیز ایک چیز کی مانعِ نظارہ ہو۔ (ع)

نُقارہ : کاس دکوس۔

نقشِ ناتمام : انگارہ، بیرنگ، گِردہ، خاکا۔

نقیب : چاؤش۔

نکوہیدہ : بد، برا۔ (د)

نگاشتن : نگاشت، نگاشتہ، نگارد، نگارندہ، نگار۔ (پ)

نگاہ داشتن : گوش داشتن۔

نگہبان : حارس۔

نگہبانِ کشت و باغ : ناطوری۔

نگزیرد : گزیر و چارہ نباشد، لفظی است صحیح و فصیح، لیکن لغت نیست مضارعِ اصلی نیست، زیرا کہ اگر مضارع اصلی بودی، پیوند بہ مصدری داشتی۔ و این را مصدر مسموع نیست۔ بشنو، اسمای جامد را متصرف می گردانند و از مصدر تا امر ہمہ صیغہای سازند مانندِ شکوہیدن از شکوہ و شکربدن از شکار، اما از

گزیرد گمان مصدر نمی سازند، ماضی نیز نخواهد بود۔ ہمین مضارع بکار می آرند، گزیرد وگمانند۔ چون این ہمہ دانستی، بدان کہ نگزیرد ہمان مضارعِ مجہول است بافزایشِ نون نفی۔ (آمد، فیض، ق)

نُمانُما: نمود۔ (ذ)

نُمایہ: نمونہ۔ (د، تیغ)

نمدِ زین: آدرم، تکلتو، خوگیر۔

نمک برآتش افگندن: بمعنۂ شور وغوغا کردن۔ (پ، م)

نمود: نمانما۔

نمودار: بجم، آشکارا، ہویدا۔

نمونہ: نمایہ، نمویہ۔

نمویہ: نمونہ (ذ)

نَمید: مخففِ نومید۔ و نمیدی مخففِ نومیدی مسلم۔ نونِ نومید و نومیدی مفتوح الاصل است۔ (فیض، ق)

نَو: را در ہندی نیا گویند بروزنِ حیا۔ (فیض، ق)

نَوا: بمعنۂ آواز، وہم بمعنۂ توشہ وہم بمعنۂ اول۔ (پ، قن)

نواخانہ: حوالات۔ (ذ)

نواختن : دو معنی دارد، نوازش کردن، : چنگ و نَی وامثالِ این را بنوا آوردن۔ نواخت، نواخته، نوازد، نوازنده، نواز۔ (پ، فش، ق)

نو رَهان[1] : نُو رَهان : بمعنیٔ سوغات۔ (پ)

نوازش کردن : نواختن۔

نوان : بمعنیٔ خرامان است[2]، اما خرامنده بدان رفتار که از روی نازو ادا باشد، وبجنبیدنِ شاخهای نهال از باد ماند۔ چون این حالت را در عربی تمایل گویند، اگر لرزان نیز گفته باشد روا باشد، خواهی لرزه ترجمۂ تمایل باشد، خواهی نتیجۂ خوف یا غضب۔ (فش، ق)

نوحه : مویه، شیون۔

نورالانوار : شید ستان۔

نورد : ملفوت۔ (د، تظ)

۱۔ سراج بفتح واو بالف کشیده ورای مهملۂ مفتوح و الف و نون۔

۲۔ لغتِ فرس : ۳۸۰، بمعنیٔ جنبیدن برخود مانند جهودان روزِ شنبه۔ دری کشا : ۶۱، بروزنِ ردان حرکتی که طفلان در وقتِ خواندن کنند دعزیمت خوانان هنگامِ عزیمت خواندن۔

نورِ قاہر: خورہ۔

نَوَشتن: بفتحِ واو، نوشت، نوشتہ، نوردد، نوردندہ، نورد۔ مصدرِ مضارعی نوردیدن۔ (پ، فش، ق)

نِوِشتن: بکسرِ واو، نوشت، نوِشتہ، نویسد، نویسندہ، نویس در ہمیں مصدر بجای واو باہم آید، یعنی نبشتن۔ (پ، فش، ق)

نوشیدن: پینا۔ (فش)

نوید: بنونِ مفتوح و یای مجہول[1]، لغتی است فارسی بمعنیٔ خبرِ خوش، مرادفِ مژدہ، و نبید بدلِ نوید است۔ (فش، ق)

نویم: بروزنِ نسیم، محض۔ (د، تغ)

نُہ: ترجمۂ تسعہ است۔ (فش، ق)

نِہادن: نہاد، نہادہ، نہد، نہندہ، نہ۔ (پ)

نِہُفتن[2]**:** نہفت، نہفتہ۔ و این را مضارع نباشد۔ (پ)

نہنبن[3]**:** سرپوش۔ (س)

۱۔ انجمن آرا میں بنونِ مضموم لکھا ہے۔

۲۔ سراج: بکسرِ اول و ضمِ دوم بمعنیٔ پنہان کردن۔ لیکن مشہور بفتحِ اول است!

۳۔ لغتِ فرس: ۱۹۳۶ کے مصحح نے بکسر نون و فتحِ ہا د ضبط کیا ہے۔ لیکن رشیدی اور انجمن آرا میں بفتحتین و سکون نون و فتحِ بای تازی اور سراج میں بفتحِ اول بقیہ مثل رشیدی مندرج ہے۔

نہیب: لفظِ عربی۔ (خ)

نَی: بانسلی۔ (ق)

نیا: بنونِ مفتوح، جد و پدر را گویند۔ و نیاگان جمعِ آنست بمعنیٔ احداد۔ (ب، د، ق، م)[1]

نیاز: ترجمۂ احتیاج و مرادفِ عجز است۔ (فش، ق)

نیام: میان (ق)

نیالیش: افدستائی۔

نیّر: آفت، آفتاب۔ ایت، خر، خرشید، ستارۂ روز، شمس، مہر، ہور، سورج۔

نیرد:[2] نبرد، ہبرد و نیرد لیش: ہبرد و تقدیر دو ہبرد و حالی (د، ق)

نیستی: بہرد و تحتانیٔ مجہول، بمعنیٔ تیر د ق۔ (د)

نیسو: نشتر۔

نیش: ڈنک۔ (ق)

نیشو: نشتر۔

۱۔ انجمن آرا، رشیدی، سراج، دری کشا: ۶۰ اور لغت فرس: ۶، میں بکسر اول معنیٔ جد لکھا ہے۔ اور نیاگان کو دری کشا میں بکاف عربی بتایا ہے

۲۔ رشیدی، اور دری کشا: ۶۰ میں بکسر نون و یای معروف قرار دیا ہے اور سراج میں یا اور واو دونوں کو مجہول بتایا ہے۔

نیک : بخشی۔

نیم : بمعنیٔ اندک[1]۔ (آ)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "نیم گناہ، نیم نگاہ، نیم ناز، یہ روزمرۂ اہلِ زبان ہے۔ نیم بمعنی اندک۔ ورنہ گناہ کا آدھا، نگاہ کی ادھواڑ، اور ناز کا آدھا یہ مہملات میں ہے۔ ان چیزوں کا مناصفہ کیا۔" (آ)

و

و: ائمهٔ فن لغت برین معنی اتفاق دارند که ماقبلِ واوِ معدوله مکسور نمی باشد مگر در دو جا: یکی در لفظِ خویش، دوم در لفظِ خویه۔ (فق، ق)

واژه: لفظ۔ (فق، ق)

واگویه: چرچا۔ (د، قغ، تظ)

والا: در لفظِ والا معنیٔ رفعت ملحوظ است۔ لیکن خدمت و رتبت و شان و آستان و جاه و نگاه را بوالائی ستایند، نه در و دیوار و سرو چنار را۔ چون والا آستان نویسند، از آستان پایه و مقام مراد باشد، نه دهلیز و سنگِ در که هنگامِ در آمدن و بر آمدن از خانه، پای یا پای افزار بر آن نهند۔ (فق، ق)

وُجود: قرتاش۔

وچر: بواوِ مفتوح و جیمِ پارسیٔ مفتوح، فتوی را گویند۔

ہرآینہ "دخرگر" فتوی دہندہ را نامند۔ لاجرم "دچرگر" ترجمۂ مفتی می تواند بود[1]۔ (فش، ق)

دحی: فرتاش، پرتاب۔

وَخشور: بواوِ مفتوح، بخای زدہ وشینِ مضموم وواوِ معروف بروزنِ منشور، بمعنیٔ ایلچی عموماً و بمعنیٔ پیغمبر خصوصاً، ترجمۂ رسول۔ (پ، فش، ق، م)

وراردد: ترجمۂ ماوراءُ النّہر است۔ (فش، ق)

وَنریج: بوزنِ زریخ[2]۔ در فارسی اسم مرغیست از پودنہ کوچک تر۔ (فش، ق)

وَزدَنہ: بواو ودالِ مفتوح، بیلن است بوحدۂ مکسورہ وتحتانیٔ مجہول۔ (فش، ق)

ورزہ: برزہ۔

ورزیدن: ورزید، ورزیدہ، ورزد، ورزندہ، ورز۔ (پ)

۱- رشیدی و سراج نے اس لفظ کو بے اصل بتایا ہے اور انجمن آرای ناصری میں سرے سے داخلِ لغات ہی نہیں کیا گیا۔ اس صورت میں یہ امکان ہے کہ قدیم دری کا لغت ہو، اور میرزا صاحب نے کسی پارسی عالم سے دریافت کرکے دچرگر کے معنی مُفتی لکھا ہو۔

۲- سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بوزنِ تدریج و بعض بیای مجہول گفتہ اند۔"

وزن: تقطیعِ شعر۔ (مس)

وزیدن: وزید، وزیدہ، وزد، وزندہ، وز۔ (پ)

ویران: لغتِ فارسی الاصل۔ ویرانہ مزید علیہ۔ تار و مار، ترش مرش (ع)

ویران شدنِ خانہ: آستان بر خاستن۔

ویژہ: بواوِ مکسور و یای تحتانیٔ مجہول و زای فارسیٔ مفتوح لفظِ فارسیٔ قدیم است بمعنیٔ خاصہ و خلاصہ و خاص و خالص و پاک و پاکیزہ، و بجای خصوصاً و علی الخصوص نیز مستعمل می شود۔ ویژگان: خاصان۔ (آ، بُ، د، بپ، فتق، ق، م)

وَساطت: میانجی گری۔ توسط[1]

وَسط: فرہنگاخ، درمیان۔

وُضو: آبدست۔

وعدہ کردن: شب درمیان دادن

وَقارہ: آسا، اروند، اورند۔

---

[1] یہاں ترتیب غلط ہو گئی ہے۔ آخری پانچ لفظ شروع صفحہ کے ۲ لفظوں کے بعد آنا چاہیے تھے۔ عرشی۔

ہ

ہاگ: بروایتی منعیت بیضۂ مرغ را گویند وچون تبدیلِ ہای ہوز بخای شخذ دستور ست، 'خاگ'، نیز می توان گفت۔ و 'خاگینہ' ازین اسم مرکب توان دانست۔ (ق)

ہراسیدن: ترسیدن، ڈرنا۔ (ق)

ہرگز: آزلا۔

ہرنیز: بروزنِ تبریز[2]، تعین و تقرر۔ (ق)

۱۔ ہدی کشا: ۲۷۲، یعنی ہر زمان۔

۲۔ ایضاً: ۲۰۷، بفتح اول و کسرِ ثانی راء مہملہ و نون و تحتانی معروف و زای ہوز، تعین و قرار دادن۔ لیکن سراج میں بوزن 'ہنیز' لکھا ہے اور ہمیز کو بفتحِ میم و یائی مجہول قرار دیا ہے۔ اس سے میرزا صاحب کی تائید ہوتی ہے

ہزار : ہزار : منگ ۔

ہزار: بلبل را گویند۔ و ہزار دستان و ہزار آوا نیز نامند۔ و
ہزار داستان نگویند مگر سوقیان و فرومایگان و کودکان
دستان بمعنیٔ آوازِ خوش ست و داستان بمعنیٔ افسانہ ۔
بلبل نوا میزند، افسانہ نمی گوید۔ ہر آیینہ ہزار دستان
است، نہ ہزار داستان ۔ (فش ۔ ق)

ہَزاہَتر: ہُلّڑ۔ (و)

ہَشتُو: بہای مفتوح و تای مضموم و واوِ معروف، بمعنیٔ معترف
اقرار کنندہ، و ختسو بخا نیز آید۔ (پ ،م)

ہَشت : آٹھ ۔ (قن)

ہِشتن: بکسرہای ہوز، ہشت، ہشتہ، ہِلَد، ہِلِندہ، ہِل۔(ب)

ہَفت : بمعنیٔ کارگاہِ جولاہ یا بمعنیٔ شانۂ جولاہ ۔ (تیغ)

ہفت: سات ۔ (قن)

ہفتہ : فارسی است۔ و اسبوع عربی و ہندی اٹھوارہ ۔(فش ق)

ہفدہ: عددی است مرکب از دہ و ہفت ۔ (فش، ق)

ہَفوِش : اسم طعام۔ (تیغ)

ہَفھَف : بمعنیٔ آوازِ سگ ۔ (تیغ)

ہمہ: ترجمۂ تمام است۔ یکی از پرورش آموختگانِ قتیل در کلکتہ بمن گفت: "اوستاد اسمِ مفرد را بعد لفظِ ہمہ نبشتن جائز نمی شمارد" پاسخ گزاردم کہ ہمہ روز و ہمہ شب و ہمہ عالم و ہمہ جا در کلامِ گرانمایگان ہزار جا دیدہ ایم حافظ علیہ الرحمہ راست:

گر من آلودہ دامنم چہ عجب ہمہ عالم گواہِ عصمتِ اوست

سعدی رحمۃ اللہ علیہ راست:

بجہان خرم از انم کہ جہان خرم ازوست عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم ازوست

محمد حسین نظیری نیشاپوری کہ مینو نشیمنش باد، می سراید:

چو سگان ازان بکویت ہمہ شب قلادہ خایم
کہ ہوای صید دارم نہ خیالِ پاسبانی

دیگری گوید:

ہمہ جا خانۂ عشق است، چہ مسجد، چہ کنشت (فش، ق)

ہمارہ: مخففِ ہموارہ۔ (س، کم)

ہمراہ: سنگم، رفیق۔

ہمسیراز: بمعنیٔ ترجمہ[1]۔ (فش، ق)

۱- دری کشا: بفتح اول و سکون میم و سین مہملہ و تحتانی معروف، ترجمہ و تفسیر۔

ہمگر: بہای مفتوحہ، جولاہہ۔ و آن را پای باف نیز گویند۔(پ)
ہمنام: آداش، سمی۔
ہمیدون: الحال۔(ذ،قط)
ہمیشہ: سدا۔ (آ فش، ق)
ہندوانہ: تربز۔ (ق)
ہنوز ہنگامِ فرمانروائیِ ستارۂ روز نگزشتہ بود: یعنی رب الساعۃ آفتاب بود۔ (د)
ہودل: بہای مضموم و دالِ مفتوح[1]، رصد۔ (ذ)
ہودل بند: منجم، ہودل بندان: رصد نویسان۔ (د، تغ)
ہور: بہای ہوزِ مضموم و وادِ معروف[2]۔ اسمِ آفتاب، سورج (د، تغ، م)
ہُوَیدا: جہر، آشکار، نمودار۔

۱۔ سراج میں بروزنِ مَعْقِل اور انجمن آرا میں بضم با و کسرۂ دال اور دری کشا میں بواو مجہول لکھا ہے۔

۲۔ دری کشا: ہم ء سے معلوم ہوتا ہے کہ بواو مجہول بھی شعرا نے باندھا ہے، مگر افصح معروف ہے۔ انجمن آرا سے بھی اس دورائی کی تائید ہوتی ہے۔ رشیدی اور سراج نے صرف بواوِ مجہول ہی لکھا ہے۔

ہیر بد: اور موبد آتش کدے کے پجاری کو کہتے ہیں۔ (آ)

ہیون: بہای مفتوح و یای مضموم، شتر سواری و اسپ را گویند۔ و الف و نون از بہر جمع آرند۔ (م)

ہیئت: یا ثرند، صورت۔

ی

ی : تحتانی[1] تین طرح پر ہے، جزوِ کلمہ :

ہمای بر سرِ مرغان ازان شرف دارد

ای سرِ نامہ نامِ تو عقلِ گرہ کشای را

یہ ساری غزل اور مثل اس کے جہاں یای تحتانی ہے جزوِ کلمہ ہے۔ اس پر ہمزہ لکھنا گویا عقل کو گالی دینا ہے دوسری تحتانی مضاف ہے۔ صرف اضافت کا کسرہ ہے ہمزہ وہاں بھی مخل ہے، جیسے آسیای چرخ، یا آشنای قدیم۔ توصیفی، اضافی، بیانی، کسی طرح کا کسرہ ہو، ہمزہ نہیں چاہتا۔ فدای تو شوم، رہنمای تو شوم، یہ بھی

۱۔ یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو مجہول آئیگی۔ (ع س)

اسی قبیل سے ہے۔

تیسری دو طرح پر ہے، یای مصدری اور وہ معروف ہوگی دوسری یای توحید و تنکیر، وہ مجہول ہوگی[1]۔ مثلاً مصدری: آشنائی۔ یہاں ہمزہ ضرور، بلکہ ہمزہ نہ لکھنا عقل کا قصور، توحیدی: آشنائے، یعنی ایک آشنا یا کوئی آشنا۔ یہاں جب تک ہمزہ نہ لکھو گے، دانا نہ کہاؤ گے۔

خستہ، بستہ... ہزار لفظ ہیں کہ اُن کے آگے جب یای توحید آتی ہے، تو اُس کی علامت کے واسطے ہمزہ لکھ دیتے ہیں۔ زرہ، گرہ، کلاہ، شاہ... ایسے الفاظ کے آگے اگر تحتانی آتی ہے، تو زرہے، گرہے، کلاہے، شاہے... لکھ دیتے ہیں۔ (آ، خ)

بازہ: و آن را دست برنجن نیز گویند۔ و آن پیرایہ ایست کہ زنان بدست افگنند۔ و ہندئ آن کڑا۔ (پ، تن)

باژند[2]: بمعنیٔ ہیئت و صورت۔ (فش، ق م)

۱۔ ایک اور خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو، مجہول آئے گی" (ع ش)

۲۔ سراج میں "بزای معجمہ بوزن پابند" لکھا ہے۔

یأس: ناامیدی۔ (ق)
یافتن: پاتا، یافست، یافتہ، یابد، یابندہ، یابیـ۔ (پ، فق)[1]
یام: ڈاک۔ (د)
یاہو سرای: فقیر۔ (آ)
یخچہ: ژالہ، تگرگ۔
یخشی: در ترکی بمعنیٔ نیک می آید۔ (فش، ق)
یخنی: ذخیرہ۔ (د)
ید: دست، ہاتھ۔
یزدان: اللہ، خدا۔ (فق)
یزنہ: بہنوئی[1] (ق)
یشپ[2]: صدر، چیتا۔ (آ، فق، ق)
یوغ: بمعنیٔ چوبی کہ بر گردنِ گاو نہند۔ و آن را در ہندی جُوا گویند۔ (فق، ق)

۱۔ سراج میں لکھا ہے کہ "بفتح و سکونِ دوم و نونِ مفتوح، شوہرِ خواہر واین اکثر استعمالِ اہلِ توران است۔"

۲۔ لغت فرس: ۲۲۹ میں جو مثالیں نقل کی ہیں، اُن سے واوِ معروف ثابت ہوتا ہے۔ رشیدی میں صاف بواوِ مجہول لکھا ہے۔

یوم: روز، دن۔ (قن)

ییلاق: بہ دو یای تحتانی، لفظِ ترکی است، بمعنیٔ مقامی کہ
در تابستان بہر آقامتِ فوج از چوب و علف دنی سازند
تا تموز در انجا گزرد۔ و مقابلِ آن قشلاق است بمعنیٔ
لشکرگاہِ زمستان۔ (قش۔ ق)

حصّۂ دوم

اردو

آ

آج: امروز۔

آٹھ: ہشت

آٹا: آرد۔

آچار: ریچار، ریچال۔

آخر: سپری۔

آدھا: نصف۔

آرسی: آئینہ

آزمانا: آزمودن

آس: امید

آسرا: پنا

آسمان: چرخ، سپہر، فلک، گردون۔

آگ: آتش، آذر، نار۔

آم: انبہ

آمین: تراج

آنا: آمدن۔

آن تان: بعض لوگ آن بان بولتے ہیں۔ مگر فقیر کے نزدیک آن تان صحیح ہے۔ اور یہی فصیح ہے۔ (آ)

آندھی: صرصر۔

آنکھ: چشم

ا

ابابیل: پرستک، پرستوک۔

اُپلا: پاچک، عوشاک

اُٹھ: برخیز

اُٹھائی گیرا: اُچکّا، بردارہ بند (دتیغ)

اٹھوارہ: اُشبوع، ہفتہ

اجازت: پدرود، دستوری رخصت

اُچکّا: مُستائی گیرا، بردارو بدو
اَچھا: خوب، فرو ہیدہ، نیک
اچھوتا: ناپسودہ
اَٹھرا: آدہ
ارگن: ارغنون، ارغن
ادہر: شاغل
اڑواڑ: پادیز
اژدہا: اژدر
استاد: ادب آموز
استھان: تکیۂ فقیر، محل و مقام، نشیمن۔
اشرفی: درست۔
اشنان: غسل
اُگنا: دمیدن
الاپ: پیشرد
الگنی: رجہ، رزہ، فدک۔
اُلو: بوم، کول، مردِ احمق

امامن: امام کے مشتقات میں سے زنہار نہیں۔ امام کا متعلق، اگر مذکر ہے، تو امامی اور اگر مونث ہے، تو امامن۔ (آ، خ)
اَمر: نامیرندہ
اَنّا: دائی، دایہ، دھائی، مُرضِعہ
اناج: غلہ۔
انجان: نادان۔
اندراین: شرنگ، حنظل
اِنصاف: داد۔ انصاف کی تعریف کرنے والا: دادستانی
انگارہ: اخگر
انگڑائی: خمیازہ
انگیا: سایاکچہ
اوستہ: احمق، نادان۔
اورِج بیان سے گرنا: عاجز آنا (ع س)

اوجڑ: خراب، خرابہ، ویران
ویرانہ۔
اوزار: آلہ، افزار
اوس: شبنم
اول: نوا
اولا: تگرگ، سنگچہ
اونٹ: اشتر
اونگھنا: غنودن
ایساخدا: خدائے
اینٹ: خشت

ب

باجا: ساز
باجرا: جاورس
باس: سکونت
باسی: دینہ، دوشینہ
باغبان: کدیور
باگ: جلو، عنان
باگ ڈور: بلالا آہنگ، پالہنگ
باتا: پود
بانجھ: استرون، سترون، عقیمہ
باندھنا: بستن
بانسلی: نے
باؤ: باد باہر: بدر
بٹیر: تدرو
بجلی: آذرگشسپ، برق
بچھو: عقرب، کژدم
بچھونا: بستر
بخشش: جود
بدلی: ابر
بُرا: بد، دژم، زشت، نژند،
نکوہیدہ۔
برتن: آوند، ظرف
بڑبڑانا: ژکیدن، سخنہای زیرلبی

بستی: آبادچہ
بسولا: تیشہ
بغل: آغوش، کنار
بکری: گوسپند
بلا: بتیارہ
بلبل: میرے نزدیک مونث ہے۔ جمع اس کی بلبلیں۔ طوطی بولتا ہے، بلبل بولتی ہے۔ (آ)
بلی: گربہ
بنانا: ساختن
بندہ: فراز
بنّو: بانو، خاتون
بنولا: پنبہ دانہ
بورا: انبان
بوڑھا: پیر، سالخوردہ
بونا: کاشتن، کشتن

بوند: بُتد، بُتدہ
بہنوئی: یزنہ
بہو: بیو، عروس
بی بی: کدبانو
بیتاب: پرافشان
بے پروا: غنی
بیچین: لعل در آتش، بے آرام
بیحد: بیشمار، بیمر۔
بیس: لبست، تومان
بیشمار: بیحد، بیمر
بیگن: بادنجان
بیل: بیارہ
بیلن: وردنہ

بھ

بھاٹ: بادخوان، بادفروش
بھاڑ: گلخن

بھاگ : بخت
بھاگ : بگریز
بھاگنا : رمیدن
بھائی : برادر
بھڑ : زنبور
بھوت : بتیارہ
بھوم : بوم
بھونچال : زمین لرز
بھیڑ : میش
بھیڑیا : گرگ
بھینچنا : افشردن، فشردن، بزور در آغوش کشیدن، بشکنجہ کشیدن۔
بھینس : گاومیش

پ

پاتی : مکتوب
پاخانہ : آبتستنگاہ، آبشتنگہ، بیت الخلا، پاجایہ، مستراح
پاڑ : تالار
پاگل : کالیوہ
پاگل پن : کالیوگی
پانا : یافتن، پاؤں : یابم (خ)
پانو : پای، رجل
پانی : آب، ماء
پاؤ : ربع
پتا : برگ
پتلی : مردمک
پتلی چپاتی : پھلکا۔ (آ)
پتھر : سنگ۔
پچاس : پنجاہ
پچھم : غرب۔
پچھوا ہوا : باد برین
پر : بمعنی لیکن لفظ مشہور ہے

اور یہ اس کا مخفف ہے۔
اس میں شاید کسی کو کلام
نہ ہو۔ کوئی اور لکھے یا نہ لکھے
میرے اردو کے دیوان میں
سو دو سو جگہ یہ لفظ آیا ہوگا
(آ)

پرداد‌ا: جد پدر، پدر جد
پڑیا: چکسہ
پکھال: خیک
پکھاوج: مندل
پگڑی: دستار
پلک: مژگان
پلید: ریمن
پناہ: زنہار
پنجرہ: قفس
پنڈلی: ساق
پو پھٹنا: فلق، چاکِ صبح

پوت: پسر
پوجنا: پرستش
پوچھنا: پرسش
پودینہ: ترہ
پورب: شرق، خاور
پونری: افسار
پوست کے ڈوڈے: قبۂ خشخاش۔
پولہ: مضمحل
پونی: پاغند
پہاڑ: کوہ
پہاڑی: کوہچہ
پہنچا: ساعد
پیالہ: ساتگین
پیٹ: شکم
پیشانی: جبین
پینا: نوشیدن

پیوسی: پلہ

پیوند: پینہ

پکھ

پھاڑنا: دریدن، فتاریدن فتریدن، فتالیدن، فتلیدن

پھانسی: چاتو

پھاوڑا: بیل

پھر: باز

پھرکی: بادفر، بادفرہ، فرفر

پھرنا: گشتن

پھلکی یا پھلکا: تنہا بمعنی کمعنی ہے۔ ہلکی پھلکی، ہلکا پھلکا لیو آئے تو درست، ورنہ لغو اور یہ جو پھلکا پتلی چپاتی کو کہتے ہیں، یہ دوسرا لغت ہے۔ پھلکے کبھی کوئی نہ بولے گا پانی دانی، حقہ دقہ یوں کہیں گے۔ نرا دانی اور دقہ نہ کہیں گے ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی کہیں گے سبک چیز کو۔ نرا پھلکا یا نری پھلکی نہ کہیں گے۔ (آ)

پھول: گل

ت

تاج: افسر، گرزن۔

تارہ: اختر

تاریخ نگار: کردار گزار

تاریخ نگاری: کردار گزاری۔

تالاب: آگیر، تال

تال سری: تانتک داشرہ

تالو: کام

تانا: تار

تانبا: مس

تترگسہ: پرشاد، فرشاد
تپسیا: تپاس، ریاضت
ترائی: زمینِ نمناک
تربز: ہندوانہ
تڑپھنا[1]: تپیدن
تصویر: تندیسہ
تعویذ: پیام، کماہہ
تکلا: دوک
تل: کنجد
تلوار: پلارک، تیغ
تمانتن، تنتناہٹ: اصواتِ تار
تندرستی: دوروزی
تواء: تابہ
توجہ: گرایش
توشک: آگنہ، جفیت، حشونہالی
تولنا: سختن، سنجیدن
تیئیں: لفظ متروک اور مردود، قبیح، غیر فصیح[2]۔
تیس: سی

ٹ

ٹھنگلی: پیغہ، پیوند

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "تڑپھنا ترجمۂ تپیدن کا املا یوں ہے، نہ تڑپنا۔ بای فارسی اور نون کے درمیان ہای مخلوط التلفظ ضرور ہے" (خ)

۲۔ اسی سلسلے میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "یہ پنجاب کی بولی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے لڑکپن میں ایک اصیل ہمارے ہاں نوکر تھی، وہ تیئیں بولتی تھی، تو بی بیاں اور لونڈیاں اس پر ہنستی تھیں" (خ)

تھوڑا: کم

تھیلی: کیسہ

ٹ

ٹپکنا: چکیدن

ٹخنا: شتالنگ، کعب

ٹوکرا: سبد

ٹونٹی: انبوبہ، لولہ

ٹہنی: شاخ

ٹیلہ: پیغولہ

ٹھ

ٹھرّا: تاہو، دُرد

ٹھلیا: سبو

ٹھوڑی: ذقن، زنخ

ج

جاگنا: بیدار بودن

جال: دام

جان: روان

جانا: رفتن، شدن

جانماز: سجادہ، مصلی

جچّا: زچہ

جفا: کے مونث ہونے ہیں دلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے۔ کبھی کوئی نہ کہے گا کہ جفا کیا۔ ہاں ہنگالے ہیں، جہاں بولتے ہیں کہ ہتنی آیا، اگر جفا کو مذکر کہیں تو کہیں، ورنہ ستم و ظلم مذکر اور بیداد و جفا مونث ہے (بے تشبیہ دعی)

جلد: زود۔ بہت جلد: زودا

جلنا: سوختن

جمائی: آسا، دہان درہ، فاژہ، تثاؤب، تملی۔

جمع کرنا: الفغتن، اندوختن

جنتری: شفشاہنگ

جنگل: بیابان، دشت، صحرا

جوا: یوغ

جوار: ذُرّت

جوان: بُرنا

جورو: زوجہ

جولاہہ: بافندہ، پای باف،
جولہ، جولاہ، جانک، ہمگر

جوہر: بجیم مفتوح خونریزی
خاص کہ در ہند رواج
دارد و آن کشتنِ زن و
فرزند است۔ (فش، ق)

جوہڑ: آبگیر

جی: روح، حیات

جینا: زیستن

جھ

جھاڑنا: رُفتن

جھانجن: غلخال

جھانجھ: چلب، جلاجل، سنج

جھروکا: تابسار

جُھرّی: آژنگ

جھڑکی: سرزنش

جھکڑ: بادِ تندِ گرد انگیز

جھنجھنا: اخلگندو

جھولا: اورگ، مرضِ فالج

جھولی: زنبیل

چ

چاٹنا: لیسیدن

چال: رفتار

چالیس: چہل

چاند : ماہ
چاند گہن : گرفتنِ ماہ
چاندی : سیم
چاہنا : خواستن
چُپ : خاموش
چِتا : پستان
چٹکی : نشکنج
چچا : اودر، عم
چچڑی : تارد
چربی : پیہ
چرچا : واگویہ
چڑیا : کنجشک
چکور : کبک
چکی : آس، آسیا
چل : صیغۂ امر
چلمچی : سیلاب چین
چمکنا : تافتن

چور : دزد
چوک : چارسو
چولھا : اُجاغ، دیگدان
چونا : آژہ
چوہا : موش
چیچک رو : آبلہ خورد
چیرنا : شگافتن
چیل : خاد، زغن، غلیواز
چیونٹی : مور

چھ

چھاتی : سینہ
چھاگل : چگل
چھالا : آبلہ
چھالیا : فوفل
چھانو : سایہ
چھپر : خانۂ کاہ، کازہ، کوخ، کومہ

چھت : آسمانہ، سقف

چھٹی کی شادی : زاج سور

چھچھورا : سبکسر

چھَرّا : ساچمہ

چھَلّا : کچہ

چھلنی : پرویزن، غربال چھنی

لفظِ غریب ہے۔ نہ اہلِ دہلی

کے زبان زد نہ گوش زد :

غربال کو چھلنی کہتے ہیں۔

(آ، قن)

چھوکری : دختر۔

چھونا : پسودن، لمس

چھوا ہوا : پسودہ

چھید : رخنہ، روزن

چھینکا : آونگ

ح

حالت : کنونہ

حجام : گرتا، موی سرتراش

حد : سومہ

حرص : آز

حکم : فرازمان، فرگفت

حکیم : پزشناس، طبیب

حوض : برکہ

خ

خاکا : انگارہ، بیرنگ، طرح،

گردہ

خاوند : شوی

خبر : مونث ہے بہ اتفاق۔ مگر

کاغذِ اخبار، اس کو تم خود

سمجھ لو کہ تمھارا دل کیا قبول

کرتا ہے۔ میں تو مذکر کہوں گا

یعنی اخبار آیا۔ (آ)

خرام : مذکر، رفتار، مونث۔ (آ)

خزادہ: خداوندزادہ کا مخفف ہے۔ لیکن فارسی، عربی نہیں۔ اردو کا روزمرہ تھا خزادہ، خزادی مرادف صاحبزادہ اور صاحبزادی ہے۔ مگر فی زمانہ متروک ہے۔ (خ)

خُسر: سسر، پدرزن، بفکِ اضافت۔

خفا ہونا: رنجیدن

خِلعت: سراپا۔ میرے نزدیک خلعت مذکر ہے۔ (آ)

خوبانی: مشمش

خوشی: سور، کشتی

خوگیر: آدرم، تکلتو، نمدزین

خیر خیرات: ارزانش

خیلا: احمق، ناہموار

د

داڑھی: ریش

دالان: ایوان

دانت: دندان

دانتون: دانت مانجھنے کا آلہ، مسواک

دائی: اَتّا، دایہ، مرضعہ

دائی جنائی: پازاچ، پیش نشین، قابلہ

دخل: بار

درانتی: داس

درخواست: درخواہ

درمیان: فرہنگاخ، وسط

دریا: بحر، گرہ

دسپنا: انبر، انبور

دمچی: پاردم

دِن: روز، یوم

دنیا: گیتی، گیہان

دو چار ہونا: بمعنی مقابل ہونے کے حسب درست ہوتا ہے کہ دال کے آگے واو بھی ہو تاکہ تثنیہ پیدا ہو اور آنکھوں کا چار ہونا ثابت ہو جائے (تیغ)

دودھ: شیر

دوڑنا: تاختن

دوست: صحابی

دولہ: نوشہ

دہی: ترجمہ مجغرات، مذکر ہے

دیباچہ: ندوگاہ

دیکھنا: دیدن

دیوانِ خاص: دریخانہ

دھ

دھاگا: رشتہ

دھانگ: مہتر چار وا دار

دھائی: دائی، دایہ، مرضعہ، انّا

ڈھبّا: داغ سر

ڈھپّا: سیلی

دھر: در ہندی صیغۂ امر است

دُھنیا: ندّاف

دھواں: دود

ڈ

ڈاک: یام

ڈالنا: انداختن

ڈانک: قوہ

ڈرنا: ترسیدن، ہراسیدن۔

ڈکار: آرجل، آروغ، جُشاء

ڈنک: نیش

ڈول: دول

ڈھ

ڈھونڈھنا: جُستن

ر

رات: شب، لیل

راگ: نغمہ

رانگ: ارزیز

رائی: سپندان

رتھ: لفظ ہندی الاصل رتھ ہے بمعنی عطمرہ۔ بعض مذکر بولتے ہیں، بعض مونث رتھ میرے نزدیک مذکر ہے۔ یعنی رتھ آیا۔ لیکن جمع میں کیا کروں گا؟ ناچار مونث بولنا پڑے گا، یعنی رتھیں آئیں۔ (آ، خ)۔

رخصت: اجازت، پدرود، دستوری، گسیل

رَدّہ: رده، صف

رعب میں آنا: شکوہیدن

رفتار: مونث اور خرام مذکر ہے۔ رفتار کی تانیث کو خرام کی سند ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے۔ (آ)

رکھنا: داشتن

رنج: آزرنگ

رنگ: لون

روٹی: نان

روزہ: صوم

روزہ کھولنا: افطار

روزینہ: رستاد

روشنی: شید

رومال: آبچین

رونق: بارنامہ

روئی: پنبہ

ز

زلف: طرہ
زمین: ارض، بوم، مرز
زمیندار: کشتا ورز
زندگانی: حیات
زور: نیرو

س

سات: ہفت
سادھ: پارسا
ساز: ستام
ساگ: تَرتیزہ
سانچا: قالب، کالبد
سانس: میرے نزدیک مذکر ہے۔ لیکن اگر کوئی مونث بولے گا، تو میں اس کو منع نہیں کر سکتا۔ خود سانس کو مونث نہ کہوں گا۔ (خ، ع،)
سب: جملہ
سبب: برایہ، شوہ
ستراہترا: ترجمۂ پیرِ خرف (خ)
ستو: پست، سویق
سدا: ہمیشہ (ن)
سرپرست: مربی، غمخوار
سرداد: آبمند
سرمہ: کحل
سروہی: تیغِ ہندی
سڑک: راستہ
سست: تنبل، کاہل
سسر: پدرِ زن، خسر
سلائی: میل
سنار: زرگر
سننا: شنیدن

سنیاسی: ساسان، قلندر
سوا: برون
سوت: انباغ
سورج: آفتاب، ایت، اختر
روز، خرشید، ستارۂ روز
شمس، نیرِ اعظم، مہر، ہور
سورج کی کرن: خطِ شعاعی
شعاع
سوغات: ارمغان، رہ آورد
نوراہان، نوزہان۔
سوکن: انباغ
سونا: خفتن
سونا: زر
سونگھنا: شنیدن
سے: بمعنیٔ از، مثل و مانند (خ)
سینا: دوختن
سینہ: اشغر

ش

شامیانہ: کِلّہ
شدت: اشتلم
شراب: می
شراب پینے والا: میگسار
شطرنجی: زیلو
شہد: انگبین، عسل
شہرت: بلند آوازہ گشتن
شہنائی: سورنای

ص

صافی: لای پالا
صفت: فردزہ

ط

طرفداری: سوگیری

طعنہ : پیغارہ

ظ

ظلم : ستم

ظلم کی برائی کرنیوالا : ستم نکوہ

ظلم سے ہاتھ اٹھانا : اُس سے دست بردار ہونا اور اُس کو ترک کرنا ہے - (ن)

ع

عرش : سپہر، طارمِ سپہر، فلکِ سپہر

عمارت : سپہت، شہار

عیب : آہو

غ

غصہ : خشم

غلام : رہی

ف

فریاد : مونث ہے - فریاد کرنی چاہیے - فریاد کرنا انگریزی بولی ہے - (آ)

فریب : کھول

فصیل : بارو

فق : فارسی لغت نہیں ہو سکتا عربی بھی نہیں - روزمرۂ اردو ہے، جیسا کہ میر حسن لکھتا ہے: کہ رستم جسے دیکھ ہو جاے فق - شعرای حال کے کلام میں نظر نہیں آتا - (آ)

فکر : مونث ہے - (آ)

فہرست : اسیاہہ

ق

قاصد: پیک
قاعدہ: پرسبت، پرہناد،
دستور، قانون
قبرستان: دخمہ، گورگاہ
قلم: خامہ، قلم، دہی، خلعت
ان کا بھی یہی حال ہے
کوئی مونث، کوئی مذکر
بولتا ہے۔ میرے نزدیک
دہی اور خلعت مذکر ہے
اور قلم مشترک چاہو
مذکر کہو، چاہو مونث (؟)
قیامت: رستخیز
قیامت کی مثل: رستخیز اندازہ

ک

کاتنا: رشتن
کاٹنا: بریدن
کال: قحط، نانِ شیر بن
کالا پانی: در ہند زنانِ اراذل
مثلِ جولاہہ دگا ذر وغیرہم
کہ در توزیع خود دیندار و پارسا
باشند، از بردنِ نامِ شراب
پرہیز کنند و کالا پانی گویند۔
(دفش)
کام بگاڑنا: آبی کردنِ کار
کان: گوش
کانٹا: خار
کب: کے
کپڑا: جامہ
کتا: سگ
کچھوا: باخہ، سنگ پشت، کشف
کدال: کلند
کراتا: یہ بیرونجات کی بولی ہے

کروانا یہ فصیح ہے۔ (خ)
کرسی: طارمِ ہشتم
کرن: شعاع
کڑا: دستا برنجن، یارہ
کڑاڑا: ساحل اور کڑاڑے کا کنارہ، لبِ ساحل
ککڑی: خیار
کل کی رات: دوش
کندن: زرِ بی غش
کندھا: دوش
کنگھی: شانہ
کنواں: چاہ
کِنّیاں: خوشہ، سنبلہ
کوتوال: شبگرد، شحنۂ عسس
کوٹھا: بام
کوٹھی: کندو
کودنا: جستن

کوڑا: تازیانہ
کوس: کروہ
کولا: مُجفتہ
کولا مٹکاتا ہوا: جفتہ گرداں
کونپل: ستاک، شاخِ نورستہ
کہانی: فسانہ
کہر: تارمیغ، نژم
کہنا: گفتن، سرودن
کہنی: آرنج، مرفق
کیا: چہ
کیا کہوں: چہ گویم
کیچڑ: لجن
کیکڑا: خرچنگ، سرطان
کیلا: موز
کیوڑہ: کندی، کادی
کیوں: چرا

کھ

کھا: بخور
کھال: پوست
کھان: کان، معدن
کھانڈ: شکر، تند، کند
کھائی: خندق، کندہ
کھرا: سرہ
کھڑکی: دریچہ، غرفہ
کھلا: باز
کھونا: کافتن
کھورہا ہوں: متعدی ہے۔ پوربیے اس کو لازمی جانتے ہیں۔ لازمی کھو گیا ہوں۔ (آ، خ)
کھولنا: کشادن
کھیلنا: باختن
کھینچنا: کشیدن

گ

گارا: آژند
گاڑھنا پانو کا: پا افشردن، پا استوار کردن
گال: رخ
گانا: سرودن
گانو: روستا
گدھا: الاغ، خر
گرد پھرنا: طواف
گڑھا: مغاک
گزرنا: گزشتن
گل: بمعنی پھانسی، انگریزی لغت ہے۔
گل تکیہ: لفظ مرکب ہے ہندی اور فارسی ہے۔ گل مخفف

گال، اور تکیہ بمعنیٔ بالش وہ چھوٹا گول تکیہ جو رخسار کے تلے رکھیں، گل تکیہ کہلاتا ہے۔ گل تکیہ وضع کیا ہوا نورجہاں بیگم کا ہے۔ (خ)

گلشن : بعض کے نزدیک مونث اور بعض کے نزدیک مذکر ہے ... البتہ مذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (آ)

گلہری : بکافِ مکسور بوزنِ اکہری لغتِ ہندی الاصل (س)

گلی ڈنڈا : چالیک

گودھنا : آژدن

گورکھ دھندا : ریسمانِ گرہ در گرہ

گوشت : لحم

گوشے میں بیٹھ رہنا : اعتکاف

گول : مدور

گون : انباغ

گونگا : گنگ، لال

گہرا : ژرف، عمیق

گہنا : زیور

گیدڑ : شغال

گھ

گھاٹی : بیغولہ، گوشۂ از دشت وصحرا

گھاس (خشک) : کاہ

گھاس (ہری) : گیاہ

گھاؤ : جراحت، ریش، زخم

گھٹانا : کاستن

گھر : خانہ، کدہ

گھرانا : دودہ

گھنٹا لا: درا
گھوڑا: اسپ
گھونسلا: آشیانہ

ل

لانا: آوردن
لائق: ازدر
لتہ: پارہ، لخت
لڑائی: جنگ، حرب، ناورد
لڑکا: طفل، رید، ریدک
لڑنا: جنگیدن
لفظ: واژہ
لگ جانا: زدن
لو: ترمہ
لوا: تیہو
لوری: نانو
لومڑی: روباہ
لوہا: آہن، حدید
لہر: کوہہ، موج
لہسن: سیر
لیکن: پن

م

مارنا: زدن
مالدار: آہمند
ماں: مادر
مانجھنا: زددودن
مانگ: بطلب
مبارکباد: تہنیت، چشم روشنی
مٹکا: خم
مٹی: خاک
مٹی کا گھر: کازہ، کوخ، اگومہ
مٹھی: مشت
مجرم: بزہ مند

مچھر: پشّہ

مچھلی: حُوت، ماہی

مچھی: بوسہ، قبلہ

محبت: مہر

محلہ: برزن

مسّا: آژخ، ثؤلول

مشکی: شبدیز

مصری: تبرزد

معنی: آرش

مقدر: مذکر اور تقدیر مونث
کون کہے گا: فلانے کی مقدر
اچھی ہے؟ کون کہے گا
کہ ڈھکے کا تقدیر بُرا ہے؛
یہ مسئلہ صاف ہے مذبذب
نہیں۔ کوئی بھی مقدر کو
مونث نہ کہتا ہوگا۔ (خ)

مکڑی: جولاہ، عنکبوت، کارتن

کلاش۔

مکھی: مگس

ملیدہ: چنگالی، مالیدہ

ممولا: سریچہ، صعوہ، کراک

منگل: بہرام روز، سہ شنبہ

موت: مرگ

موتی پرونیوالا: گوہر آمای

مور: طاؤس

مورخ: کردار گزار

مول: بہا، قیمت، ترخ

مولی: ترب

مونچھ: بروت، سبلت

مہر: تمغا

میاں: لفظ تعظیم و در محل لطف و شفقت زنان و فرزندان را نیز گویند و علم خاص مرزبان و زنان شوہر زن را و جاہلان آقایان را ہم گویند۔ دمس (ق)

میراثی: مرد ریگ، بردری

میگھ: بَرّہ، حمل

میں: من

مینگنی: پُشک

ن

ناامیدی: یاس
نافرمانی: سرپیچیدن، سرکشیدن
گردن پیچیدن وکشیدن
ناک: بینی
نالا: سیل
نام: اسم
نانا: جدِ فاسد
نبی: مرسل، پیمبر
نبیا: نبی بخش کا مخفف (آ، خ)
نتھنا: پرّہ
نٹ: بند باز، رسن باز،
ریسمان باز
نچوڑنا: آب گرفتن، افشردن
فشردن

نرخ: بہا، قیمت
نصیحت: اندرز، پند
نقارہ: تبیر، تبیرہ، طبل، کاوس
کوس
نقدی: خردہ
نکل جانا: بدر زدن
نگاہ: دشت
نگہبان: حارس
نماز: صلوۃ
نمکحرام: کورنمک
نوجوان: برنا
نوشہ: اسم دولھا کا (آ)
نوکر: جامگی خوار
نہار منھ: ناشتا
نہر: جو
نئی چیز: جدید
نیک بختی: سعادت

نیو کا گھر کھودنا: بنا بہ آب رسیدن
نیولا: راسو.

و

والا: بالف در آخر، مالک،
خداوند۔ (فش)

وبا: مرگِ سرخ

وہم: سیمراد

ووے: یہ گنوار و بولی ہے۔ وہ
یہ ٹھیٹ اردو ہے۔ (خ)

ھ

ہاتھ: دست، ید

ہاتھ اٹھانا: دست بردار ہونا
ترک کرنا

ہاتھ دھلانے والا: آب دہ دست

ہاتھی: پیل

ہچکی: زغنک، فواق

ہڈی: استخوان

ہرگز: آرنگ، ازلاد

ہرن: آہو

ہلڑ: ہراہنر

ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی: سبک

ہمنام: آداش، سمی

ہنڈکی: سفتہ

ہنسلی: پرگر

ہنسنا: خندیدن

ہنہنانا: شیہہ، صہیل

ہوجا: یشنو، کن

ہونٹ: لب

ہینگ: انگوزہ

تم والحمدللہ

اشاریہ

استدراک

"فرہنگ غالب" میں جو فروگذاشتیں ہوئی تھیں، اُن کی طرف محبِ مکرم جناب قاضی عبدالودود صاحب (پٹنہ) نے ایک مفصل تنقید میں توجہ دلائی تھی۔ کچھ باتیں خود مجھے محسوس ہوئی تھیں۔ ذیل کے صفحوں میں اُن میں سے زیادہ ضروری کا ذکر کرتے ہوئے مستدعی ہوں کہ مطالعہ کرنے والے حضرات اپنے اپنے نسخوں میں ان کا اندراج فرمالیں۔

امتیاز علی عرشی

۶/۸ کے حوالے میں "قنغ" کا اضافہ کیجیے۔

۷/۸ حوالے میں اضافہ کیجیے " قنغ "۔

۱/۹ آذرگشسب کی بے کو پے بنا لیجیے۔

۲/۱۸ حوالہ یوں لکھیے (د قنغ، فش، ق)

۱۴/۱۱ "گارہ" کی جگہ "گارا" لکھیے۔

۱۲/۱۸ کے حوالے میں "د" کے بعد "قنغ" کا اضافہ کیجیے۔

۴/۲۲ کے حوالے میں "قنغ" کا اضافہ کیجیے۔

۲/۲۵ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: "اُستا: ژند کی تفسیر کا نام ہے۔ یہ کتاب آتش پرستوں کے مذہب کی ہے۔ (آ)"

۱۵/۲۰ "ستائش" کے بعد لفظ "شگرف" ایزاد کیجیے۔

۱۲/۳۰ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: "اکول: نہایت کھانے والا۔ (آ)"

۳۱/۱۲ کے لفظ "امید" کے بعد اضافہ کیجیے "بہ تشدید میم و تخفیف میم" اور حوالے میں اضافہ کیجیے۔ "نسخۂ غالب مملوکۂ عابد رضا بیدار صاحب"۔

۳۲/۳ الفاظ "گون" اور "بورا" کے پہلے حرفوں پر پیش لگا لیجیے۔ یہ پیش خود غالب کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں۔

۳۵/۱۲ "ادبارِ مثلہ" کی جگہ لکھیے۔ "اکم ادباری: مردم آزاری"۔

۳۷/۱۴ کے بعد نئی سطر میں لکھیے۔ "الیغور کہ افادۂ معنیِ بہم آمیختن می کند تام گروہی است کہ در ستیزۂ پدر و پسر جانب اغورخاں گرفتند۔ (م)"

۴۰/۱ کے حوالے میں سے "دقغ" کاٹ دیجیے۔

۴۴/۳ کے حوالے میں سے "دقغ" کاٹ دیجیے۔

۴۵/۳ کے حوالہ میں "قغ" کا اضافہ کیجیے۔

۴۵/۴ کے حوالے میں سے "دقغ" قلمزد کر دیجیے۔

۴۸/۷ لفظ "برون" کے حوالے میں بجائے "د" کے لکھیے: (حاشیہ د بخط غالب)

۵۲/۱۲ "بندہ" پر حاشیہ لکھیے: "تیغ تیز ۲۳ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "مولوی صاحب (یعنی مولوی احمد علی احمد صاحب موید برہان) صفحہ ۱۸۶ میں لفظ بندہ کو از روے ترجمۂ دساتیر دبیان ملا فیروز بیائے فارسی لکھتے ہیں۔ شاید بائے فارسی سے ہو۔ مگر قیدِ کسرہ کہاں ہے"۔

۵۶/۷ لفظ "بیل" کے بعد اضافہ کیجیے: "بہ بائے مکسور"۔

۶۴/۱ کے حوالے میں اضافہ کیجیے "آ"۔

۶۶/۳ کے حوالے میں سے "قغ" کاٹ دیجیے۔

۶۷ کے حاشیہ ۲ کے آخر میں اضافہ کیجیے "دقغ اور ابر گہر بار کے متن میں کاتب نے اور دقغ کے حاشیے میں خود غالب نے اس لفظ کو بکاف فارسی لکھا ہے لیکن صحیح صورت وہی ہے جو

"د" کے متن اور حاشیے میں ہے۔

۴۷/۱۲ "پنام" پر حاشیہ لکھیے: سعید نفیسی نے احوال و اشعار رودکی ج ۳ صفحہ ۱۲۲۰ میں لکھا ہے کہ پنامیدن کے معنی باز داشتن ہیں۔ نیز پنام بمعنی تعویذ شہید بلخی کے ایک شعر میں پایا جاتا ہے۔

۶۸/۲ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: "پی: بمعنی مصحف مجید نتیجۂ لفظ آفرینیٔ این گروہِ بے شکوہ (پارسیان) است۔" (ق، فش)۔

۷۰/۱ "پیرِ خرف" کے بعد اضافہ کیجیے "پیرِ حواس باختہ"

۶۹/۲ کے آخری لفظ پر ہندسہ (۱) لکھ کر حاشیے میں اضافہ کیجیے "پوشتن اور پوشتہ اور پشتن اور پشتہ غلط ہیں۔ انھیں پوشتن اور پوشتہ یائے حطّی پڑھا جائے۔ اس مصدر کے معنی پہلوی میں ستودن، عبادت کردن اور فدیہ ادا کردن ہیں۔ علی گڑھ میگزین۔ غالب نمبر: ۱۷۶۔

۷۷/۱۶ "ترہات" کے حاشیے کی جگہ یہ عبارت ہونا چاہیے: "ادّی شیر نے الالفاظ الفارسیۃ المعربہ: ۳۵ میں اصمعی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ترّہات، بضم تا و تشدید را ترّہۃ کی جمع ہے اور یہ لفظ فارسی راہ (بمعنی راستہ) کا معرب ہے۔ ترہات سے مراد وہ چھوٹی چھوٹی بٹیاں ہوتی ہیں جو کسی بڑی پگڈنڈی سے نکلتی ہیں۔ بعد ازاں غلط سلط اور گڈ مڈ باتیں مراد لی جانے لگیں۔"

۸ کے حاشیے میں اضافہ کیجیے: 'تہم کا معنی فلک نہم ہونا بے بنیاد ہے۔ اصل لفظ تخم تھا۔ جس کے معنی دلیر و پہلوان ہیں۔ اس کی دوسری شکل تہم ہے۔ علی گڑھ میگزین، غالب نمبر: ۱۷۶۔

۸۰/۱۰ کے حوالے میں بجائے "آ" کے "بر" لکھیے۔

۸۵/۵ "جادر" کے حوالے کو یوں لکھیے "آ۔ بر۔ د۔ س۔ م)۔

۹۲/۱۵ "چینخود" کے معنی کے آخر میں اضافہ کیجیے: "نتیجہ لفظ آفرینیٔ این گروہ بے شکوہ (پارسیان) است"

۹۶/۱۴ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: "حجر المطر: بپارسی سنگ سیدہ دہتر کی جدہ تاش گفتہ شود۔ (م)"

۱۱۰/۷ کے بعد نئی سطر میں لکھیے : "دانش گنجورِ گنجہ : نظامی گنجوی (و قنغ)"

۱۱۲/۲ "درست بھو و فتحہ" میں فتحہ کی جگہ "و ضمہ" لکھیے۔

۱۱۸/۹ میں "مخالفت" کی جگہ "ممانعت" لکھیے۔

۱۲۹/۳ کا حوالہ لکھیے (بر، د)۔

۱۲۹/۱۱ کے حوالے میں اضافہ کیجیے "قن"۔

۱۳۶/۹ کے حوالے میں "د" کے بعد "قنغ" کا اضافہ کیجیے۔

۱۳۹/۱۱ "سبز بودن جائے" کے بعد اضافہ کیجیے۔ "مجنیؒ"۔

۱۴۰/۹ کے حوالے میں سے "د قنغ" کاٹ دیجیے۔

۱۴۲/۳ "ستام" کے بعد اضافہ کیجیے "بکسرۂ سین"۔

۱۴۴/۷ کے حوالے یوں لکھیے (بر۔ پ۔ د قنغ۔ م۔ قن)۔

۱۴۴/۱۳ کے بعد نئی سطر میں لکھیے : سداب : لغت عربی الاصل ہے (آ خ) اور اس پر حاشیہ لکھیے : "ادّی شیر (الالفاظ الفارسیۃ المعربہ ۸۸) نے لکھا ہے کہ یہ لفظ معرب ہے"

۱۴۹/۹ کے بعد نئی سطر میں لکھیے : "شوق اشنائین با زار ہشتاد کس (م)"۔

۱۵۱/۱۲ کے آخر میں لفظ سورہ کے بعد اضافہ کیجیے "نتیجہ لفظ آفرینی این گروہ بے شکوہ است و ہم بافتہ شوریدہ مغزان پارس"۔

۱۵۲/۱ کے حوالے میں بجائے "آ" کے "بر" لکھیے۔

۱۵۲/۹ کے حوالے میں سے "قنغ" کو قلم زد کر دیجیے۔

۱۵۴/۷ میں "دزد" کے بعد "چور" کا اضافہ کیجیے۔

۱۵۴/۱۷ "گھڑی" کے بعد "رات" کا اضافہ کیجیے۔

۱۶۲/۵ "شوم" کو "شوہ" بنائیے۔

۱۸۲ کی سطر آخر میں "آ" کی جگہ "بر" لکھیے۔

۱۸۳/۱ کے حوالے میں "قنغ" کا اضافہ کیجیے۔

۱۸۸/۱ کے حوالے میں "بر" کا اضافہ کیجیے۔

۲/۱۹۰ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: "قارلیغ کہ آنرا غارلیق نیز گویند، بمعنیٔ برفست، و لقب جماعتے است کہ در سفر زمستان باآنکہ خاقان اغورخان فرمان دادہ بود کہ کس از لشکریان پس نماند، تاب خنکی برف و سختی ژالہ نیاوردند، رہ نبریدند وہم درمہ بگمند بہ پناہ جا خزیدند (م)"

۲/۱۹۱ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: "قانقلی کی ترکی زبان گردونک را گویند، اسم طائفہ ایست کہ از بہر برداشتن مال یغما گردونک ساختن، نوعِ آنرا برگرددن دو رتہ گاو نہادند (م)"

۱۹۲ کے حاشیے کی سطر ۲ میں حوالے کے بعد کی عبارت آخر تک قلم زد کر دیجیے۔

۱۹۳/۱۴ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: "قپنان: لفظے است کہ آنرا ترجمۂ لفظ غالب توان گفت (م)"

۱۹۹/۵ میں مجید کے بعد اضافہ کیجیے: "نتیجہ، لفظ آفرینِ این گروہ بے شکوہ (پارسیان) است"

۲۰۳/۲ حوالے میں لکھیے: (پ۔ د قنغ)

۲۰۳ کے حاشیہ ۱ میں "نسخہ" سے پہلے "قلمی" کا اضافہ کیجیے۔

۲۰۵/۱۶ میں "کونہ" کے پہلے دو حرفوں پر پیش لگائیے۔

۲۰۷/۱ "کومہ" کو مع تشریح صفحہ ۲۱۶ کی سطر ۱۶ کے بعد نئی سطر میں بصورت "گومہ" لکھیے۔

۲۰۹/۳ کے حوالے میں "بر" کا اضافہ کیجیے۔

۲۱۰/۱۲ کے حوالے میں "بر" کا اضافہ کیجیے۔

۲۱۲/۱ میں "مُرغصیؔ" کی جگہ "مرغصؔ" لکھیے۔

۹/۲۲۶ کے حوالے میں بجائے "آ" کے "بر" لکھیے۔

۳/۲۲۷ میں "قتلِ عام" کے بعد "یا دبا" کا اضافہ کیجیے۔

۱/۲۳۲ کے حوالے میں "بر" کا اضافہ کیجیے۔

۲/۲۳۲ کی تشریح کے آخر میں لکھیے "بزبانِ دری"۔

۶/۲۳۶ کے حوالے میں "قنغ" کا اضافہ کیجیے۔

۱۰/۲۳۶ کے حوالے میں اضافہ کیجیے "بر"۔

۶/۲۵۰ کے حوالے میں "د، قنغ" کے بیچ کا کامہ قلمزد کر دیجیے۔ یہ لفظ "د" مطبـ

۱۲/۲۵۰ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: دایہ: نفع (د۔ دقنغ)۔

۵/۲۵۶ کے بعد نئی سطر میں اضافہ کیجیے: ہنگ: مخفف فرہنگ (بر)۔

۲۶۵ کالم ۱ سطر ۷ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: آر: گاؤشنگ۔

۲۶۶ کالم ۱ سطر ۱ کے بعد لکھیے۔ اَچِل: ناروندہ۔

۲۷۱ کالم ۲ حرف ت کے شروع میں لکھیے: تابدان: بالکانہ۔

۲۷۲ کالم ۲ سطر آخر میں اضافہ کیجیے "مرادف تنگل"۔

۲۷۳ کالم ۱ سطر ۱۱ میں سے "درد" قلمزد کر دیجیے۔

۲۷۵ کالم ۲ سطر ۱ میں اضافہ کیجیے۔ "شب رد"۔

۲۸۵ کالم ۲ سطر ۸ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: گِشکِری: مرغولہ۔

۲۸۶ کالم ۲ سطر ۳ میں "غ" کو "ن" بنا لیجیے۔

۲۸۷ کالم ۱ سطر ۲ کے بعد نئی سطر میں لکھیے: گھوڑے کا ساز: ستام، سازِ اسـ